جسمیں ہر ایک مسئلہ کا فیصلہ حل ازروی زمان
نکات تحقیق ملکین ان وقت مین

مسئلہ امامت وغیرہ شرعیہ و آیات ایمان اشیٔ حدیث شریفہ مصطفوی مع ...

زواہر سراج احمدی

مولفہ حقیقت ... سعدی شرعیہ بیان ... مولوی محمد سراج الیقین صاحب ...

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی

اطلاع اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اسکی ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظے سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پیج سے جو سادہ ہیں انمیں کتب متفرقات دینیہ اردو درج کرتے ہیں تا کہ جو لوگ ان کی یہ کتاب اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دان کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

(متفرقات دینیہ اردو)

رشید المومنین - عربی و اردو - رسالہ نایاب متضمن احوال دوزخ و قیامت از محمد سلطان
گلزار نعت - از منشی رحمان علی مطبوعہ نظامی
محامد النبی - مولفہ مولوی حامد علی صاحب
علامات القیامتہ - مصنفہ مولوی محمد خلیل الرحمن
کلمات قدسیہ الہامات غوثیہ مصنفہ شیخ فتح علی
فضائل الشہور و الصیام - سال کے ہر ماہ کے فضائل و عبادات بثبوت احادیث و آیات -
شبیہ احمدی - سراپا - رسول مقبول کا بیان از جمال الدین حسن خان -
مثنوی نادرہ - دعوت کرنا اسلام کا قبائل قریش کو از نواب شیر علیخان -
اظہار التحقیق - جسمیں سوال و جواب فرقہ وہابیہ کے مذکور ہیں
دوازدہ مجلس - مسمیٰ بہ ریاض الاحزان از مولوی محمد قمر الدین گوپاموی -
دہ مجلس منظوم - مصائب کربلا -
دہ مخزن - مصائب کربلا از حکیم صید اللہ خان
مہر نبوت - از نواب محمد مردان علی خان -
رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان -
آئینہ محشر - منظوم ذکر علامات قیامت -
صبح کا ستارہ - حالات قیامت و بہشت و دوزخ از مولوی عباس علی -
قیامت نامہ و بہشت نامہ - از مولوی فیاض الحق -
تحفہ درود - ملقب بہ خیر الکلام از مولوی منشی احمد

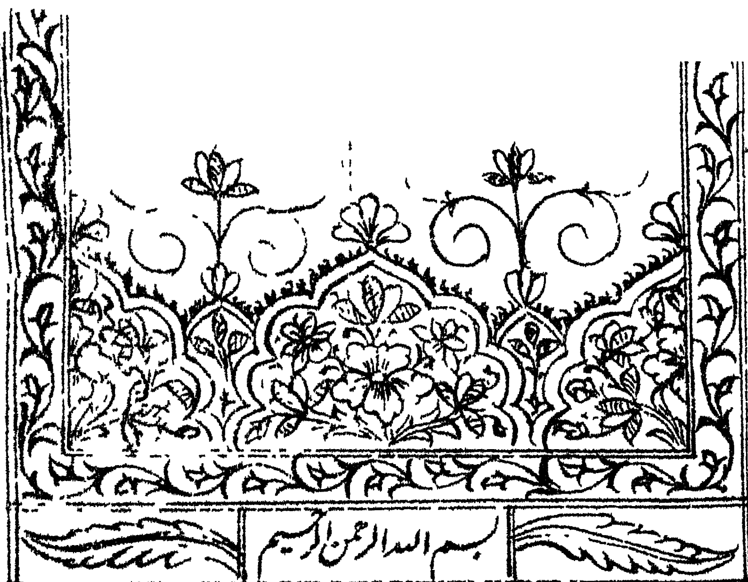
بتوجہ نامی مکین مکان فضل و خلائق زمین و زمان

مشتمل بر راہ عرفان و زینت دولت ایمان یعنی مولد شریف مصطفوی موسوم بہ



مولفہ شیخ [illegible] محمدی [illegible] صاحب عم فیضہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدائے عز و جل لبصیر و قدیر و نعت حضرت محمد مصطفےٰ بشیر و نذیر صلی اللہ
علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین کے یہ گنہگار امیدوار رحمت پروردگار عاجز و مسکین محمد
سراج الیقین برادران دین کی خدمت مین التماس گذارتا ہے کہ فقیر نے اس رسالہ مشرکہ کے
روایات و حکایات کی صحت پر بہت بڑا لحاظ کیا ہے اپنے نزدیک کسی روایت ضعیف کو
اسمین دخل نہین دیا ہے چنانچہ جن جن کتب معتبرہ سے حکایات و روایات مستندہ رسالہ ہذا مین
درج کیے ہین اُنکے نام اس مقام پر لکھدیے ہین تاکہ ناظرین صدقت آئین ملاحظہ فرماوین
اور کسی طرح کا شک و شبہہ اسکی صحت پر نہ لاوین کتب مذکورہ مستندہ یہ ہین صحیح بخاری
صحیح مسلم صحیح حاکم مستدرک شرح السنہ سنن بیہقی بحر العلوم امام نجم الدین عمر نسفی تفاسیر احیا
مولد ابن جوزی محدث انیس الجلیس اجمل اشعۃ اللمعات مظاہر حق مصباح النبوۃ حضرت مولانا
شاہ محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ معارج النبوۃ روضۃ الاحباب ریاض الازہار وغیرہم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد اے شیفتگان روے محمدی و فریفتگان جمال احمدی
سمجھو اور آگاہ ہو کہ ہمارے جناب رسالت مآب سلطان کونین پیشواے دارین
رسول الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین وسیلتنا فی الدارین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم بیٹے حضرت عبد اللہ کے حضرت عبد اللہ بیٹے حضرت عبد المطلب کے حضرت عبد المطلب
بیٹے حضرت ہاشم کے حضرت ہاشم بیٹے عبد مناف کے عبد مناف بیٹے قصی کے قصی بیٹے
کلاب کے کلاب بیٹے مرہ کے مرہ بیٹے کعب کے کعب بیٹے لوی کے لوی بیٹے غالب کے غالب بیٹے
فہر کے فہر بیٹے مالک کے مالک بیٹے نضر کے نضر بیٹے کنانہ کے کنانہ بیٹے خزیمہ کے خزیمہ بیٹے مدرکہ
کے مدرکہ بیٹے حضرت الیاس علیہ السلام کے حضرت الیاس بیٹے مضر کے مضر بیٹے نزار کے
نزار بیٹے معد کے معد بیٹے عدنان کے یہاں تک آپ کے اجداد کرام و الا احترام کے
ناموں پر محدثین نے اتفاق کیا ہے اور آگے باوجود اختلاف کے بعضے راویان محقق نے
سلسلہ وار یوں لکھدیا ہے کہ عدنان بیٹے ادد کے ادد بیٹے ہمیسع کے ہمیسع بیٹے سلامان کے

سلامان بیٹے ثابت کے ثابت بیٹے حمل کے حمل بیٹے قیدار کے قیدار بیٹے حضرت اسمعیل
علیہ السلام کے حضرت اسمعیل بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت ابراہیم بیٹے تارخ کے تارخ
بیٹے ناحور کے ناحور بیٹے ساروغ کے ساروغ بیٹے ارغو کے ارغو بیٹے فالغ کے فالغ بیٹے عابر
عابر بیٹے شالخ کے شالخ بیٹے ارفخشد کے ارفخشد بیٹے سام کے سام بیٹے حضرت نوح
علیہ السلام کے حضرت نوح بیٹے لامک کے لامک بیٹے متوشلخ کے متوشلخ بیٹے اخنوخ کے اخنوخ
بیٹے یارد کے یارد بیٹے مہلائیل کے مہلائیل بیٹے قینان کے قینان بیٹے انوش
کے انوش بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کے حضرت شیث بیٹے حضرت آدم علیہ السلام
کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ بیٹی وہب
کی وہب بیٹے عبد مناف کے عبد مناف بیٹے زہرہ کے اور زہرہ بیٹے کلاب
کے اور کلاب بیٹے مرہ کے اور مرہ سے تا حضرت آدم علیہ السلام انکا بھی نسب نامہ
راویوں سے سلسلہ وار اسی طرح پہونچا ہی جیسا ابھی لکھنے میں آیا ہی

یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائماً ابداً	علی نبیّک خیرِ الخلقِ کلّہم

اب ای برادران اسلام و عاشقان جناب خیر الانام بگوش ہوش سنیو کہ
ہمارے حضرت پیغمبر افضل البشر اللہ تعالی جل شانہ کے نزدیک کل انبیائے مرسلین اور
پیغمبران سابقین سے بہتر و برتر ہین جیسا کہ روایت معتبر و صحیح خبر سے ثابت ہی کہ ایکدن
حضرت جبرئیل امین بحکم رب العالمین جناب رسالتمآب کے حضور مین آئے اور یہ خطاب
با صواب لائے کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تم سے بہتر اور افضل تر کسیکو پیدا کیا ہی
نہ تمہارے برابر کسی کو مرتبہ عالی دیا ہی بلکہ جملہ ساکنان زمین و آسمان اور تمام دنیا و دین کو مین نے
اسی واسطے بنایا ہی اور ہر ایک کو خلعت وجود عطا فرمایا ہی تاکہ تمہاری شان و عزت

اور مرتبہ و عظمت سے آگاہی پائیں اور تمکو اپنی نجات و شفاعت کا وسیلہ [illegible] حضرت
اے محبوب اگر مجھے تمہارا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو ہرگز یہ [illegible] آسمان [illegible] ظاہر ہوتا
جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھکو [illegible] قیامت کا
ہوا کیا ہے اور ہر ایک پیغمبر کی امت کی شفاعت کا مجھے مرتبہ دیا ہے چنانچہ [illegible]
قیامت کے روز ہر ایک پیغمبر کی امت کے لوگ اپنے اپنے سرداران و پیشوا اون کی
شفاعت سے اور اپنی معصیت کی مغفرت سے مایوس ہوکر باسبب شفاعت آپ کے
حضور مین حاضر آوینگے اور آپ براہ شفقت و عنایت ہر ایک کی تسلی و تشفی فرماکر شفاعت
و مغفرت کی بشارت سنائینگے اور جناب ارحم الراحمین سے سفارش کرکے ہر ایک مسلمان کو
کو بخشائینگے اسواسطے خداوند تعالی نے آپ کو رحمۃ للعالمین فرمایا ہے اے مسلمانو شکر کا
مقام ہے کہ ہم گنہگارون کو اپنی مغفرت اور نجات کا بہت بڑا وسیلہ ہاتھ آیا ہے اور فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا نام محمد ہے یعنی اپنے معبود برحق و خالق مطلق کی بڑی
حمد کرنیوالا اور میرا نام احمد ہے یعنی اپنے پروردگار کی بارگاہ مین بڑی تعریف کیا گیا
اور ماحی یعنی محو کرتا ہے اللہ تعالی میرے سبب سے کفر و ضلالت کو اور عاقب یعنی میرے
بعد کوئی نبی بعہدہ رسالت مبعوث نہوگا اور حاشر یعنی ابتدا حشر کی مجھسے ہوگی
یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے مین اٹھونگا اور مقفی یعنی مین ختم کرنیوالا
ہون عہدہ نبوت کا اور نبی الرحمۃ یعنی میری ذات رحمت ہے واسطے تمام عالم کے
چنانچہ روایت ہے کہ جب ابلیس لعین نے خداوند عالم کے حکم سے انحراف کرکے حضرت آدم کو
سجدہ کرنے سے انکار صاف کیا تو حق تعالی نے اسکی پاداش مین طوق لعنت کا اسکے گلے
مین ڈالکر ایک فرشتہ اسپر مقرر کردیا کہ وہ ہر روز صبح کے وقت ایک طمانچہ اس زور سے اسکے

منھ پر لگاتا تھا کہ شیطان اسکی ضرب سے گرد برد ہو جاتا تھا اور اکثر پھر برابر اسی تکلیف
دائمی میں مبتلا رہتا تھا ہر روز برابر اسی طرح صدمے پر صدمے سہتا تھا حتی کہ جب
خداوند تعالی نے آپ کو مبعوث فرمایا تو اس مقہور کو عذاب مذکور سے نجات پانیکا
بڑا وسیلہ ہاتھ آیا اور اسنے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ خداوندا تونے اپنے حبیب کو
رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا ہی اور مجھے بھی عالم میں داخل کیا ہی لہذا امیدوار ہوں
اب تو میرے حال پر رحم فرمائے اور آج سے بطفیل اس حبیب پاک کے یہ ضرب طمانچہ مجھسے
موقوف ہو جائے حق تعالی نے آپ کی برکت سے اسی وقت اسکی اس دعا کو قبول کر لیا
اور وہ عذاب اس سے موقوف کر دیا اور نبی التوبہ یعنی میری امت سے جو کوئی
توبہ اور استغفار بصدق دل اپنی زبان پر لائیگا وہ ضرور بخشا جائیگا اور نبی الملاحم
یعنی یہ اشارہ ہی اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بڑے
بڑے کافر و مشرک مغلوب ہو جائینگے اور مسلمان دیندار بمقابلہ کفار ساتھ
جماعت قلیل کے گروہ کثیر پر غالب آئینگے کَم مِن فِئَۃٍ قَلِیلَۃٍ غَلَبَت فِئَۃً کَثِیرَۃً
بِاِذنِ اللہِ یعنی جماعت تھوڑی سی غالب آئی ہی جماعت بہت پر ساتھ حکم اللہ تعالی
کے غرض کہ اسی طرح سے بہت نام اس عالی مقام کے قرآن پاک اور احادیث
میں آئے ہیں یہاں اسی قدر بخیال اختصار تحریر پائے ہیں اب جاننا چاہیے کہ
جسطرح سے حق تعالی نے ہمارے پیغمبر کو افضل البشر فرمایا ہی اسی طرح ہمکو بھی بہترین امم
بنایا ہی چنانچہ چند چیزیں ہمارے ہی واسطے خاص کیا ہی انمیں سے کسیکو امتان
سابقہ سے حصہ نہیں دیا ہی اول تو ہمارا ذکر خیر خداوند رب جلیل نے توریت و
انجیل میں فرمایا اور خاص ہمارے ہی واسطے مال غنیمت کا حلال طیب بنایا اور مخصوص

ہمارے ہی واسطے ساری زمین کو مسجد کیا اور زمین کو پاک و صاف کیا بوقت ضرورت
بجائے غسل اور وضو کے تیمم کا حکم دیا اور نماز کو بیٹھکر یا وجود غیرہ در باب نماز میں بہت
تاکید فرمائی ہی لیکن ساتھ ہی اُسکے تم نے کیسی آسانی پائی ہی کہ اگر کسی عذر شرعی سے وضو
نکر سکو تو تیمم کر کے نماز ادا کرو اور اگر ضعف و نقاہت یا کسی بیماری و مضرت کی وجہ سے
تم کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکو تو بیٹھکر ادا کرو اور اگر بیٹھنے کی بھی قوت و طاقت نہ پاؤ تو
قبلہ کی طرف منھ کر کے بہ نیت ادائے نماز لیٹ جاؤ اور جسقدر ہو سکے ارکان بجالاؤ اور اگر
یہ بھی قوت نپاؤ تو رو بقبلہ ہو کر فقط اشارۃً نماز پڑھے جاؤ اے مسلمانو غور کرنے اور
سمجھنے کا مقام ہی کہ بطفیل اُس جناب پاک صاحب لولاک کے کسقدر ہمارے حال پر
خداوند کریم کا اکرام ہی دیکھو کیسی کیسی شفقت و رحمت تیری ہی اور دقت و زحمت بالکل
اُٹھالی ہی اور حالت سفر مین بجائے چار رکعت نماز فرض کے دو ہی رکعت پڑھنے کو فرمایا ہی
اور بحالت بیماری و سفر مین روزہ کے بھی افطار کرنے کا حکم آیا ہی یعنی اگر کسی سے بسبب
کسی عذر شرعی مثل بیماری یا سفر کے روزہ نرکھا جاسکے تو قضا کرے اور بعد رمضان شریف
کے پھر اُسکی ادا کرے راقم الحروف کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص باوجود اس آسانی کے نماز و
روزہ سے غفلت کریگا تو ایک وقت کی نماز قصداً قضا پڑھنے کے بدلے دوزخ مین جاکر
کئی حقبہ تک انواع طرح کے عذاب و عقاب کے صدمے سہیگا اور محدثین نے جو حساب لگایا
تو یہان کے برسون سے دو کروڑ اٹھاسی ۲۸۸۰۰۰۰۰ برس کا ایک حقبہ تمام مین پایا اور اسی طرح روزہ
نرکھنے والے پر عذاب کیے جائینگے بعد مرنے کے فوراً اپنے اعمال کی سزا پائینگے
خداوند تعالی مسلمانون کو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آتش
جہنم اور عذاب قبر کی سختی اور صدمون سے بچائے اور مخصوص اس امت کے

واسطے خداوند تعالی نے دروازہ توبہ کا کھولدیا ہی اور خطا و نسیان کے معاف کرنے
کا وعدہ کیا ہی اور فرمایا کہ جو کوئی اس امت سے گناہ کرکے فوراً نادم و پشیمان ہو جائیگا
تو مین اسکا گناہ معاف کرونگا پھر اس جرم کا مواخذہ اسکے سر نہ دھرونگا اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ اسی طرف
اشارہ ہی اور لوگو سمجھو کہ یہ مرتبہ بھی خاص ہمارا ہی اگلی امت کے لوگون سے جو گناہ وقوع
مین آتے تھے وہ بڑی دشواری و سختی کے ساتھ بخشے جاتے تھے خبر معتبر ہی کہ ایک مرتبہ
بنی اسرائیل کسی گناہ مین مبتلا ہوے جناب باری تعالی سے حکم آیا کہ اس جرم مین جبتک
اپنے اپنے ہاتھ سے اپنی گردنین نکاٹوگے ہرگز نہ بخشے جاؤگے چنانچہ ستر ہزار بنی اسرائیل نے
جب اپنے ہاتھ سے اپنی گردنین کاٹین تب وہ گناہ معاف ہوا اور مخصوص اس امت کے
لوگون نے مراتب غوثیت اور قطبیت کے پائے ہین دیکھو کیسے کیسے اولیاء کاملین اور
اصفیاے بزرگترین اس امت عالی ہمت مین [illegible] ہوتے چلے آئے ہین اور اصفیا
اس امت کے علماے دین مقتدیان شرع متین نے یہ رتبہ پایا ہی کہ جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے خود انکی شان مین عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فرمایا ہی
اور اس امت مرحومہ کے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت مین جائینگے اور ان ستر ہزار مین سے
ہر ایک شخص کے ہمراہ ستر ستر ہزار آدمی بے حساب و کتاب جنت مین جاکر انواع و اقسام
طرح کے مراتب عالیہ اور درجات اعلی پائینگے غرضکہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب کے طفیل و
تصدق مین جسقدر شرافت و کرامت اس امت کو عطا فرمائی ہی وہ اور کسی امت سابقہ
کے حصہ مین نہین آئی ہی خصوصاً حضرات خلفاے راشدین سراج الملۃ والدین یعنی
حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ بالصدق والتصدیق اور حضرت عمر فاروق
بن الخطاب صاحب العدل والاحتساب مزین المنبر والمحراب اور حضرت عثمان ذوالنورین

جامع القرآن حبیب الرحمن اور حضرت علی مرتضی بن ابی طالب اسد اللہ غالب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسے مراتب عالیہ اور درجات کاملہ پائے ہین کہ یہ مراتب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمامی امت مین بجز اہلبیت رسالت کے اور کسی فرد بشر کے حصے مین نہین آئے ہین چنانچہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر نے یہ مرتبہ پایا ہی کہ حق تعالے جل وعلا نے مجھے اور اسے ایکہی مٹی سے بنایا ہی اور روایت ہی کہ جسوقت اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خلعت وجود مرحمت فرمایا تو اسی وقت یہ سعد وشمہ انکی زبان پر آیا کہ بارخدایا تو نے سب سے پہلے مجھی کو پیدا کیا ہی یا مجھسے پیشتر بھی یہ خلعت وجودی اور کسی کو دیا ہی فرمایا کہ سامنے دیکھو کیا نظر آتا ہی ابھی یہ راز مخفی کھلا جاتا ہی جب جبرئیل نے سر اوپر اٹھایا تو ایک نور با یہ سرور کمال باجمال زیور محبوبیت سے آراستہ اور جوہر معشوقیت سے پیراستہ نظر آیا اور چار نور سراپا سرور اسی نور محبوب رب غفور کے پیش وپیسار کمال باعز ووقار نہایت پاکیزہ صورت باشان وعظمت ایسے نظر آئے کہ جنکو دیکھکر حضرت جبرئیل کمال تعجب سے دل مین لائے اور عرض کی کہ یا الہی یہ کسکا نور ہی فرمایا کہ یہ نور با سرور میرے حبیب محمد مصطفی احمد مجتبی کی ذات پاک کا ظہور ہی اور یہ چار نور جو اسکے پیش وپیسار ہین یہ چارون میرے حبیب کے یار ہین

یا رب صل وسلم دائما ابدا		علی حبیبک خیر الخلق کلہم

بیان نور کامل السرور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اب واضح ہو کہ اللہ تعالی نے پہلے آپ ہی کے نور سراپا سرور کو اپنے نور فیض گنجور سے پیدا کیا پھر اسی نور سے کل عالم کو ہویدا کیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہی اول ما خلق اللہ نوری یعنی آپ فرماتے ہین کہ پہلے جو چیز اللہ تعالی نے پیدا کی وہ نور میرا ہی اور

پھر سب کچھ اُسی نور سے پیدا ہوا اور ہو رہا ہے اور آپ کے نور فیض گنجور کی پیدائش مین
اختلاف کثیر ہوا ہے مگر کتاب شجرۃ العلوم مین امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی اسطرح یہ تقریر
ہے کہ اللہ جلشانہ نے آپ کے نور وفور السرور کو ایک کروڑ چھ لاکھ ستر ہزار برس پیشتر کل عالم
کی خلقت سے پیدا کیا اور ساتھ ہی اُسکے بارہ حجاب بنا کر ہر ایک حجاب مین ایک ایک تسبیح
کے ساتھ اُس نور کو مشغول رہنے کا حکم دیا اور وہ بارہ حجاب یہ ہین اول حجاب قدرت
دوم حجاب عظمت سوم حجاب منت چہارم حجاب رحمت پنجم حجاب سعادت ششم حجاب کرامت
ہفتم حجاب منزلت ہشتم حجاب ہدایت نہم حجاب نبوت دہم حجاب رفعت یازدہم حجاب
ہیبت دوازدہم حجاب شفاعت پہلے حجاب مین بارہ ہزار برس اور دوسرے حجاب مین
گیارہ ہزار برس اور تیسرے حجاب مین دس ہزار اسی طرح ایک ایک حجاب مین ایک ایک
ہزار تسبیح گھٹائی حتی کہ بارھوین حجاب مین ایک ہی ہزار برس کی نوبت آئی اور ان
بارہ حجابون کی بارہ تسبیح یہ ہین پہلے حجاب مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ اور دوسرے حجاب
مین سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَالِمُ السِّرِّ وَأَخْفَىٰ تیسرے حجاب مین سُبْحَانَ الرَّفِيعِ الْأَعْلَىٰ
چوتھے حجاب مین سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ پانچوین حجاب مین سُبْحَانَ مَنْ
هُوَ دَائِمٌ لَا يَسْهُوْ چھٹے حجاب مین سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ ساتوین حجاب
مین سُبْحَانَ الْعَلِيْمِ الْحَكِيْمِ آٹھوین حجاب مین سُبْحَانَ ذِي الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
نوین حجاب مین سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ دسوین حجاب مین سُبْحَانَ ذِي
الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ گیارھوین حجاب مین سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ بارھوین
حجاب مین سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غرض کہ اسی طرح سے ہر ایک حجاب مین ایک
ایک تسبیح علٰحدہ کہتا تھا اور اپنے معبود برحق کی عبادت مین شب و روز

مشغول رہتا تھا بعد اسکے جب حجابوں سے باہر آیا تو دس دریاؤن مین غوطہ لگایا
پہلے دریا مین ایک ہزار برس دوسرے دریا مین دو ہزار برس تیسرے دریا مین تین ہزار
برس اسی طرح ہر ایک دریا مین غوطے لگاتا جاتا تھا اور ایک ایک ہزار برس اپنے معبود
برحق کی عبادت مین بڑھاتا جاتا تھا حتی کہ دسوین دریا مین جب غوطہ لگایا تو وہان دس
ہزار برس حق تعالی کی عبادت مین قیام فرمایا بعد اسکے دریاے تحیر کہ انتہا سے کم
نام نامی اس دریاے گرامی کا مجستہ ہی حق تعالی نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے
دس بساط نور کے ایسے وسیع و رفیع بنا دئیے پیدا فرمائے کہ ہر دو بساط زمین و آسمان سے ستر
حصہ زیادہ نظر آئے پھر ان بساط ہاے نشاط پر سات سو مقام نام بنام حق تبارک و تعالی نے
بنائے اور ہر ایک مقام پر جناب سید الانام با جلوہ نورانی بارشاد حقانی تشریف لائے
اور ہزار ہزار برس ہر مقام پر عبادت قیام فرمایا پھر جناب باری سے حکم آیا کہ اے نور یہ معبود
تو مجھے پہچانتا ہی عرض کیا ہان تو ہی میرا مالک اور خدا ہی پھر خطاب آیا کہ اے نور میرے
حبیب کے جلوہ ظہور تو حق عبودیت اپنے معبود برحق کی جناب مین خوب بجا لایا لہذا ہم نے تجھکو
اپنا محبوب و مرغوب بنایا جب اس نور محمدیہ نے درگاہ الٰہیہ سے یہ خطاب محبوبیت تاب
باین شان و عظمت پایا تو نہایت خوش ہوکر ستر ہزار برس برابر اس معبود برحق کے
حضور مین کھڑے رہکر دوبارہ حق عبودیت بجا لایا پھر حق تعالی نے اپنی قدرت پاک سے
ایک مشت نور لیا اور اس نور فیض گنجور کو نور محمدی پر چھڑک دیا جب نور محمدیہ کو حق جل و علا
نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا تو وہ فوراً سجدہ تحیت جناب احدیت مین بجا لایا پھر جب
اس نور نے جناب باری کے حضور مین سجدہ شکر ادا کیا تو جناب احدیت نے اسے زیادہ
خصوصیت کا مرتبہ دیا پھر وہ نور سراپا سرور سجدہ سے اٹھا اور ستر ہزار برس برابر

یاد الٰہی میں مشغول رہا اسی طرح پانچ مرتبہ ظہور ہوا اور ہر قیام مین ستر ستر ہزار برس کا
توقف فرمایا اور ہر بار خلعت لئے نور احمدی سرفرازی ہوکر سجدات شکر بجا لایا اسوقت
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ای نور میرے حبیب کے جلوۂ ظہور تجھسے خدمت پسندیدہ ظہور مین
آئی اور تجھسے تیری بندگی اور عبادت قبول فرمائی اب اسکے عوض مین تو جو کچھ چاہے
خواہش کا خواستگار ہو عرض کیا کہ خداوندا تجھے بخشش اور عنایت کا اختیار ہے لیکن مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے کسی قوم کا پیشوا بنائیگا اور ہر قرن میں جو ہونگے وہ میری امت
ہوئیگا لہذا مین چاہتا ہون کہ میری اس عبادت کا ثواب اسکے دیوان تقدیر مین درج
ہو جاوے اور تو اپنی رحمت اور عنایت خاص سے انکی مغفرت فرماوے خطاب آیا کہ اے
نور فیض گنجور تو نے اچھا خلعت طلب کیا ہم نے تیری اس عبادت کا ثواب اب
تیری امت کو دیا اے انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اور تم ہوئے جناب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ساتھ کسقدر محبت و الفت ہے کہ دنیا مین آنے
سے پیشتر ہی جناب احدیت سے تمہارے لیے آمرزش و مغفرت کو طلب کیا اور اپنی کروڑہا
سال کی عبادت کا ثواب بےحساب تمہارے نامہ اعمال میں لکھوا دیا اور ہمارے قصور غفلت کا
جو حال ہے وہ ظاہر اور کھلا ہوا صاف ہے افسوس جائے غور و ندامت ہے روایت ہے کہ اس
نور پاک سرور سے چند ہزار قطرات نورانی کا ظہور و وقوع مین آیا اور حق تعالیٰ نے
انھین قطرات سے کل مخلوقات کی روحون کو پیدا فرمایا بعد اسکے جب اللہ تعالیٰ نے
زمین و آسمان کو پھیلایا اور اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے عرش معلیٰ کو باین شان
و عظمت بنایا تو اس نور کمال السرور کو ستر ہزار برس عرش معلیٰ کے داہنے جانب ایک قندیل
نورانی کے اندر اپنے تسبیح و تہلیل مین مشغول رہنے کو ارشاد فرمایا اور وہین کل دنیا کی

روحون کو حاضر کرکے سب سے کلمۂ طیب لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھوا دیا پھر
حق تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک قندیل یاقوت سرخ سے بنائی اور اسمین
ایسی صفائی عطا فرمائی کہ اسکے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آتی تھی مثل آئینہ کے نظر
ہو جاتی تھی پھر آپ کی صورت زیبا اور شکل پاکیزہ کو جسطرح سے کہ دنیا مین تھی بیچ اُسکے
اُس قندیل نورانی کے اندر بشکل قیام نماز کے کھڑا کیا اور پھر اُسی وقت کل روحون کو آپکے
گرد اگرد جمع کرکے آپکی طرف دیکھنے کا حکم دیا چنانچہ صاحب کعب الاخبار روایت کرتے ہین
کہ جسنے سر مبارک کو دیکھا خلیفہ و سلطان ہوا اور جسنے پیشانی مبارک کو دیکھا امیر عادل
صاحب احسان ہوا اور جسنے ابرو مبارک کو دیکھا نقاش فی الکمال ہوا اور جسنے گوش
مبارک کو دیکھا صاحب سمع اور صاحب اقبال ہوا اور جسنے چشمہائے مبارک کو دیکھا حافظ
قرآن ہوا اور جسنے رخسارون مبارک کو دیکھا عقل و سخاوت مین یکتائے زمان ہوا اور جسنے
بینی مبارک کو دیکھا اُسے عطاری اور طبابت کا پیشہ دیا اور جسنے لب مبارک کو دیکھا
اُسے نہایت حسین اور خوبرو کیا اور جسنے روئے مبارک کو دیکھا وہ صایم الدہر عابد ہوا
اور جسنے زبان مبارک کو دیکھا وہ بادشاہون کا قاصد ہوا اور جسنے حلق مبارک کو
دیکھا وہ موذن اور واعظ صاحب اجتہاد ہوا اور جسنے داڑھی مبارک کو دیکھا صاحب
جہاد ہوا اور جسنے گردن مبارک کو دیکھا تجارت پیشہ ہوا اور جسنے دونون بازو مبارک
کو دیکھا وہ تیغ زن اور صاحب نیزہ ہوا اور جسنے صرف داہنے بازو مبارک کو دیکھا وہ
حجام ہوا اور جسنے صرف بائین بازو مبارک کو دیکھا اُسکے سپرد جلادی کا کام ہوا اور جسنے
داہنی ہتھیلی مبارک کو دیکھا اُسنے صرافی کا پیشہ پایا اور جسنے بائین ہتھیلی مبارک کو دیکھا
اُسنے ناپ جوکھ کے ڈالا بنایا اور جسنے دونون ہتھیلیون مبارک کو دیکھا وہ سخی صاحب

مشہور ہوا اور جسنے دونوں ہتھیلیوں مبارک کی پشت کو دیکھا وہ سراپا بخل سے متمرد ہوا
اور جسنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں مبارک کو دیکھا وہ صاحب تحریر ہوا اور جسنے بائین
ہاتھ کی انگلیوں مبارک کو دیکھا پیشۂ خیاطی پیر دا اُسکے تقدیر ہوا اور جسنے سینہ مبارک کو
دیکھا وہ عالم صاحب اجتہاد ہوا اور جسنے پشت مبارک کو دیکھا وہ صاحب تواضع
اور صاحب شرع حسب المراد ہوا اور جسنے پہلو مبارک کو دیکھا وہ غازی ہوا اور جسنے
شکم مبارک کو دیکھا وہ زہد اور قناعت پر راضی ہوا اور جسنے زانو مبارک کو دیکھا
اُسے راکع اور ساجد بنایا اور جسنے قدم مبارک کو دیکھا اُسے شکار کھیلنے کا کسب ہاتھ آیا
اور جسے پاے مبارک کا تلوا نظر آیا اُسنے تیز رفتاری کا حصہ پایا اور جسنے آپ کی طرف
دیکھکر منھہ پھیر لیا وہ کافر اور مشرک اور سرکش اور یہودی و نصرانی ہوا اور جسنے دیکھا ہی
نہین وہ دعوی خدائی کرکے مقہور بارگاہ ربانی ہوا

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی حبیبک خیر الخلق کلهم

روضۃ الاحباب و دیگر کتب مستندہ مین مرقوم ہے کہ ایک روز جناب رب الجلیل
سے حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ زمین پر جاؤ اور تھوڑی خاک پاک اُس صاحب
لولاک کی جاے مرقد مطہر سے واسطے طیاری گہوارۂ شریف اُس نور لطیف کے لاؤ
چنانچہ حضرت جبرئیل امین بحکم رب العالمین زمین پر تشریف لائے اور ایک مشت
خاک شوق ناک مقام مرقد حضرت خیر الانام سے لیکر اپنی جگہ پر واپس آئے پھر ارشاد ہوا
کہ اے جبرئیل زمین پر جاؤ اور وہان سے تھوڑا کافور اور مشک اور زعفران اور سنبل اور
ارمعین وسلسبیل اور شراب تسنیم لاکر ان سب کو اُس خاک پاک مین ملا دو جبرئیل
علیہ السلام نے اسکا اسرار استفسار کیا حق تعالی نے یہ جواب دیا کہ کافور سے آنحو

اور زعفران سے رگ و پے اور مشک سے خون اور سنبل سے موے مبارک اور ماء معین سے
لب و دہان اور سلسبیل سے نطق لسان اور شراب تسنیم سے جسد اطہر اُس سلطان دو جہان
کا بناوُنگا اور اُس فخر بنی آدم اور رسول اکرم کو شفیع عالم کا ٹھہراؤنگا بعد اُسکے نور
مائیہ سرور کو اُس خاک مطہر اور اشیاے معطر سے مرتب کرکے ایک گوہر آبدار کی صورت
بناکر بحکم یزدانی ایک قندیل نورانی کے اندر رکھکر ساق عرش پر آویزان فرمایا بعد ازان
جبرئیل امین کے نام یہ حکم آیا کہ ای جبرئیل اس دریتیما گوہر صفا کو گرد طبقات سموات کے
پھرا اور چار ارکان عالم ملکوت پر لیجا کر سب کو اُسکا جلوہ دکھا پھر اُس قندیل بیعدیل کو
لاکر اُسکے مقام خاص پر دھر دے اور تمام عالم مین یہ ندا کردے هٰذَا اِنَّهٗ حَبِيبُ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَشَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ مَكْتُوْبٌ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَمَشْهُوْدٌ فِي الْاٰخِرِيْنَ
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُس قندیل کو وہیں لاکر ساق عرش پر لٹکایا اور اسی
عبارت مرقومہ کا مژدہ بہ ندا سے تمام سارے عالم مین پہونچایا آخر کار جب پیدا کرنا
اُس سید الابرار کی ذات والا صفات کا صانع باکمال کو با حسن الوجوہ منظور ہوا تب
حضرت آدم علیہ السلام کے قالب خاکی کے تیار کرنے کا فرشتون کو حکم ہوا اور کارگزاران
قضا و قدر نے قالب حضرت آدم علیہ السلام کا طیار کیا پھر جبرئیل کو جناب باری نے
یہ حکم دیا کہ اُس قندیل نورانی کو ساق عرش پر سے لاؤ اور اُس نور فیض گنجور کو اُس سے
برآمد کرکے آدم کی پیشانی مین چمکاؤ چنانچہ بحکم پروردگار اُس گوہر آبدار سے
پیشانی آدم کو چمکایا پس بخلعت تسلیم نور محمدیہ قالب باسعادت علیہ السلام زیب
تن کیا بعد ازان حق تعالی نے روح پاک کو اُس قالب مین در آنے کا حکم دیا پس
جس وقت اُس روح پر فتوح نے شمع جمال باکمال مصطفوی سے پیشانی نورانی آدم کو

روشن دکھائی الغرض کمال ذوق شوق سے اس قالب میں آکر شرف دوجہانی اور افتخار
جاودانی حاصل کیا لکھا ہے کہ جسوقت حضرت آدم نے آنکھ کھولکر سر اوپر اٹھایا تو ساق عرش
پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بخط نور لکھا ہوا نظر آیا التماس کیا کہ بار خدایا کون
ایسا عالیمقام ہے کہ برابر تیرے اسم عالی کے درج اسکا نام ہے ارشاد ہوا کہ اے آدم یہ
خاتم النبیین شفیع المذنبین سرور مرسلین پیغمبر برگزیدہ میرا ہے اور فرزند عالی حسب و عالی نسب تیرا ہے

یارب صل وسلم دائما ابدا		علی نبیک خیر الخلق کلہم

بیان منتقل ہونا نور فیض گنجور کا پیشانی حضرت آدم سے بطن حضرت حوا میں اور پھر نقل کرنا طرف حضرت شیث علیہ السلام کے

روایت ریاض الاذکار میں ہے کہ ایک روز حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کے
پاس ایک مکان نہایت پاکیزہ ذی شان میں تشریف رکھتے تھے کہ دفعتہً دریائے غیب سے
ایک نہر آب صفا کی نمودار ہوئی حضرت آدم علیہ السلام کی طبیعت اس کیفیت عجیب کو
دیکھکر [illegible] متحیر ہوئی اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام مع [illegible]
[illegible] اور ایک طبق میوہ جات بہشتی سے بھرا ہوا اپنے ہمراہ لائے اور دیکھا کہ [illegible] آدم
علیہ السلام [illegible] کہ یہ کیا تحفہ تمہارے لیے آیا ہے [illegible] تھے یہ میوہ
بہشتی میری آرزو [illegible] مجھے [illegible] بارگاہ [illegible]
[illegible] عنایت [illegible] قبل انتقال کے یہ میوہ بہشتی [illegible] رحمت [illegible]
[illegible] اللہ تعالی نے تمہارا مطلب حاصل کیا کہ تمہاری مراد کے موافق تمکو یہ میوہ بھیجا
اب اس نہر کے آب صفا میں نہاؤ اور اس میوۂ لطیف و پاکیزہ کو تناول فرماؤ تا کہ رونق
و جلوہ نور محمدی زیادہ ہو اور تمکو حاصل دولت بے اندازہ ہو بعد اسکے اپنی بی بی حوا کے

پاس جاؤ اور اُنکے ساتھ ہمبستری کا حظ اُٹھاؤ اسواسطے کہ آج حقتعالی تمھاری پیشانی
سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو منتقل فرمائیگا اب وہ نور رحم حوا مین قرار پائیگا چنانچہ حضرت
آدم اور حضرت حوا کی ہمدم دونون ایک جگہ مین تنہا گئے دونون نے میوہ بہشتی تناول فرمائے
بسبب تناول فرمانے ان میوہ جات پاکیزہ کے حقتعالی نے اُنکے حسن وجمال کو اس درجہ پر
پہونچایا کہ مشتری ہے تا - قریب تمام عالم کو اُس نور فیض گنجور نے اپنی روشنی سے منور
فرمایا الغرض جب حضرت آدم حضرت حوا کے ساتھ ہمبستر ہوے اور نور محمدی نے
رحم حوا کو مشرف فرمایا تو اُسی وقت سے حضرت آدم علیہ السلام نے توجہ اور میلان
فرشتون کا حضرت حوا کی طرف زیادہ پایا یہ خیال درگاہ خداوندی مین عرض کیا کہ
خداوندا اس معاملہ سے میری طبیعت سخت حیران ہی کہ اب کس وجہ سے کل فرشتون کو
مجھسے زیادہ حوا کی طرف توجہ اور میلان ہی فرمان آیا کہ ای آدم سب فرشتے نور محمدی کے
فرمانبردار اور تابعدار اور اُسی سرمایہ سرور کے عشق و محبت مین گرفتار ہین جبتک ہمنے
اُس نور متبرک کو تمھاری پیشانی مین جلوہ گر رہنے کا حکم فرمایا اُسوقت تک تمنے توجہ
اور میلان فرشتون کا اپنی طرف پایا اب جب سے وہ نور وافر السرور رحم حوا مین آیا ہی
ہمنے کل فرشتون کو تابع اور فرمانبردار اُسکا بنایا ہی آخرکار جب پاک پروردگار نے
حضرت حوا کے بطن سے حضرت شیث علیہ السلام کو پیدا کیا تب اُس نور محمدی کو
اُنکی پیشانی مین ہویدا کیا حتی کہ جب حضرت شیث علیہ السلام کا سن حد بلوغ پر آیا
تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم کے پاس آئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ کل فلان
وقت حوض اعظم پر جانا اور وہین شیث کو بھی ہمراہ لیتے آنا مین وہان باجماعہ
ملائکہ مقرب آؤنگا اور محافظت نور محمدی مین ایک عہدنامہ شیث سے لکھواؤنگا چنانچہ

دوسرے روز حضرت آدم مع حضرت شیث اُس حوض اعظم پر آئے اور وہاں حضرت
جبرئیل بھی مع ستر ہزار فرشتوں و دو خلعت سبز کے کہ روشنی اُنکی نور آفتاب عالمتاب
سے زیادہ تابان و درخشان تھی تشریف لائے اور وہ خلعت فاخرہ حضرت شیث کو پہنایا اور
ایک عہدنامہ اس مضمون کا لکھنے کو فرمایا کہ اس نور فیض گنجور کو بحفاظت تمام انجام کو
پہونچانا اور ہر زمانہ کی عورات کہ متصف بجمیع صفات ہوں [illegible] انکو سپرد کرتے جانا
پھر اُس عہدنامہ کو یاقوت کے قلم سے حریر بہشتی پر تحریر کیا اور ستر ہزار فرشتوں کی گواہی کرا کے
اُسکو خوب مضبوط لپیٹ دیا پھر حضرت جبرئیل نے اُسپر اپنی مہر کرکے ایک صندوق میں
شمشاد کے رکھا ایسا نہایت خوبصورت اور ملائم تھی اُسپر سونے کا کام بنا ہوا تھا
اُسکا نام [illegible] بہشت سے ہمراہ لائے تھے اُس عہدنامہ کو اُس صندوق میں بند کیا اور حضرت شیث کے
سپرد کیا غرضکہ بطور عہدنامہ کی حضرت شیث علیہ السلام سے [illegible]
بن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ تک برابر چلا آیا پھر حضرت قیدار کے بیٹے حمل کے
وقت سے تا زمان حضرت عبد اللہ والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زبانی طور پر اُسی طریقہ سے عہد و پیمان لینے کا معمول قرار پایا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا	عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بیان قرار پکڑنا نور پاک سرور کا بطن بی بی حضرت آمنہ میں اور تشریف لانا آپ کا اس جہان میں

غرض کہ کارگزاران درگاہ الٰہی اور محافظان بارگاہ شاہنشاہی نے اس نور
فیض گنجور کو نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن حضرت شیث علیہ السلام سے حضرت عبد اللہ
والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچایا پھر اُس نور منیر کے نے

بارھوین جمادی الاخری آخر شب جمعہ کو پیشانی نورانی حضرت عبد اللہ سے نقل فرما کر
حضرت بی بی آمنہ بنت وہب زہری کے شکم مبارک مین قرار فرمایا روایت ہی کہ جسوقت
اُس نور وجود مسرور نے رحم حضرت آمنہ مین قیام فرمایا اُسی وقت بارگاہ ایزدی سے یہ حکم
حضرت جبرئیل کے نام آیا کہ آج میرے محبوب کے نور مایہ سرور نے اپنی مادر مشفقہ کے
شکم مین قرار فرمایا ہی اب میرے حبیب کے تولد شریف کا زمانہ بہت قریب آیا ہی لہذا
تو مژدہ فرحت افزا تمام عالم مین پہونچا دے اور ساکنان زمین و آسمان اور بہشت کے
روح و ریحان اور حور و غلمان بلکہ ہمہ نشینان عرش سے تا لامکان سب کو یہ آوازہ
تہنیت کا سُنا دے کہ ہر ایک زیب و زینت کے ساتھ اپنے تئین آراستہ کرکے تیار رہین
اور کمر خدمت و طاعت کی باندھکر بدل و جان اُس سلطان دوجہان کی حضوری اور
غلامی کے لیے حاضر و مستعد ہو کر اپنے عہد و ان پر برقرار رہین غرضکہ اسی طرح سے
باعیش و نشاط نو مہینے مدت حمل کے تمام ہوے اور بارگاہ ایزدی سے اس محبوب ودود
کے پیدا ہونے مین بڑے بڑے سامان اور انتظام ہوے مولد ابن جوزی محدث
مین لکھا ہی کہ جب شب دوشنبہ بارھوین تاریخ ماہ مبارک ربیع الاول کی آئی تو اُسوقت
حضرت بی بی آمنہ نے حالت درد زہ مین بسبب اپنی تنہائی کے متفکر ہو کر جناب الٰہی
مین رجوع فرمائی اور دل مین یہ خیال آیا کہ ای کاش اسوقت میرے پاس بیٹیان
عبد مناف کی ہوتین تو میری اس غم تنہائی کو اپنی صحبت و مصاحبت سے کھوتین اتنے
مین کیا دیکھتی ہین کہ چھ عورتین نہایت خوبصورت بکمال زیب و زینت کہ جنکے چہرے
نہایت پیارے مثل گل و جسم مانند سنبل کے اُس گھر مین دفعۃً حاضر ہوئین حضرت
بی بی آمنہ اُنکو دیکھکر بسبب کمال تعجب و ہیبت کے اپنے دل مین لائین اور پوچھا کہ

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہی میرے اس خلوت خانہ مین تمہارا کام کیا ہی انھون نے کہا کہ ہم حوران خلد برین ہین حق تعالی کے حکم سے یہان آئے ہین اور تمہاری ضرورت کے سب سامان بہشت سے اپنے ساتھ لائے ہین بعد اسکے پھر کیا دیکھتی ہین کہ چار عورتین اور آئین سبحان اللہ بعد اُنکے حسن و جمال بیمثال کو کیا کہیے کہ جنکی صورت پاکیزہ اور شکل زیبا کو دیکھکر وہ حوران بہشتی شرما ئین بعد استفسار کے معلوم ہوا کہ ایک حضرت حوا ام البشر اور دوسری حضرت سارہ حضرت اسحق نبی کی مشفقہ ماں اور تیسری حضرت اسمعیل کی ماں بی بی ہاجرہ چوتھی حضرت آسیہ فراہم کی دختر یہ چارون بیبیان مقبول بارگاہ الٰہی خاص اُس محبوب درگاہ نامتناہی کی خدمت کے واسطے آئین اور حضرت حوا طشت سونے کا اور حضرت سارہ آفتابہ نقرہ آب کوثر سے بھرا اور حضرت ہاجرہ عطر بہشت کا اور حضرت آسیہ سبز مندیل سعید بل اُس حبیب خدا حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی کے واسطے لائین آخر جب وقت ظہور اُس نور خدا محبوب کبریا کا قریب آیا تو اسوقت حضرت جبرئیل نے آکر ایک پیالہ شربت حلاوت سے بھرا لاکر حضرت بی بی آمنہ کو پلایا اور خوب آسودہ ہو کر پینے کے لیے مبالغہ فرمایا پس جسوقت اس شربت هَنِيْئًا مَّرِيْئًا کو حضرت بی بی آمنہ نے نوش کیا فوراً وہ درد میٹھا ہو گیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام بہت قریب آئے اور حضرت بی بی آمنہ کے شکم مبارک پر ہاتھ رکھکر یہ الفاظ اپنی زبان پر لائے اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْعٰلَمِيْنَ اِظْهَرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِظْهَرْ يَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اِظْهَرْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ اِظْهَرْ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَظَهَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْبَدْرِ الْمُنِيْرِ

اشعار

وُلِدَ الْحَبِيْبُ وَمِثْلُهُ لَا يُوْلَدُ	وُلِدَ الْحَبِيْبُ وَخَدُّهُ يَتَوَرَّدُ

وُلِدَ الْحَبِیْبُ مُکَحَّلًا وَمُطَیَّبًا ... وَالنُّوْرُ مِنْ وَجَنَاتِهٖ یَتَوَقَّدُ

وُلِدَ الَّذِیْ لَوْلَاهُ مَا ذُکِرَا مَتَّا ... کَلَّا وَلَا ذُکِرَا الْحِمٰی وَالْمَعْهَدُ

هٰذَا الَّذِیْ لَوْلَاهُ مَا ظَهَرَ النَّبَا ... کَلَّا وَلَا کَانَ الْمُحَصَّبُ یُقْصَدُ

هٰذَا الَّذِیْ جَاءَتْ اِلَیْهِ غَزَالَةٌ ... وَالْجِذْعُ حَقًّا قَالَ اَنْتَ مُحَمَّدُ

هٰذَا اِمَامُ الْمُرْسَلِیْنَ حَقِیْقَةً ... هٰذَا خِتَامُ الْاَنْبِیَاءِ وَسَیِّدُ

اِنْ کَانَ یُوْسُفُ قَدْ اَفَاقَ جَمَالَهٗ ... وَاللّٰهِ ذَا الْمَحْبُوْبُ مِنْهُ اَزْیَدُ

لَوْ کَانَ اِبْرَاهِیْمُ اَعْطٰی رُشْدَهٗ ... بِاللّٰهِ ذَا الْمَوْلُوْدُ مِنْهُ اَرْشَدُ

لَوْ کَانَ قَدْ اَعْطٰی اَسِیْرٌ عِبَادَةً ... فَمُحَمَّدٌ مِنْهُ اَجَلُّ وَاَعْبَدُ

هٰذَا الَّذِیْ خُلِعَتْ عَلَیْهِ مَلَابِسٌ ... وَنَفَائِسٌ فَنَظِیْرُهٗ لَا یُوْجَدُ

جِبْرِیْلُ نَادٰی فِیْ مَنَصَّةِ حُسْنِهٖ ... هٰذَا الْمَلِیْحُ الْکَوْنِ هٰذَا اَحْمَدُ

یَا عَاشِقِیْنَ تَوَلَّهُوْا فِیْ حُبِّهٖ ... هٰذَا هُوَ الْحُسْنُ الْجَمِیْلُ الْمُفْرَدُ

وَیَقُوْلُ یَا عُشَّاقُ هٰذَا الْمُصْطَفٰی ... وَیَقُوْلُ یَا مُشْتَاقُ هٰذَا اَحْمَدُ

لَمْ یَاْتِ فِیْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مِثْلُهٗ ... فِیْمَا مَضٰی هٰذَا حَدِیْثٌ مُسْنَدُ

قَالَتْ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ بِاَسْرِهِمْ ... وُلِدَ الْحَبِیْبُ وَمِثْلُهٗ لَا یُوْلَدُ

صَلُّوْا عَلَیْهِ بُکْرَةً وَعَشِیَّةً ... اَلْفَ الصَّلٰوةِ مَعَ السَّلَامِ وَزَیِّدُ

یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ ... اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَیْكَ

السلام ای چارۂ درد جگر ... السلام ای بادشاہ بحر و بر

السلام ای لعل تو آب بقا ... السلام ای خضر و عیسی را دوا

السلام ای شاہد امی لقب ... السلام ای ماہ تابان عرب

السلام ای باغ عالم را بہار — السلام ای رحمت پروردگار
السلام ای شکل انسان نور حق — السلام ای ناظر منظور حق
السلام ای پردہ دار راز خویش — السلام ای مرہم ہر سینہ ریش
سینہ ریشان بہر تو فریاد کش — تو نہان از چشم و ہستی شاد و خوش
روے بنما تا زجا نہا بگذرند — ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ بگذرند

سبحان اللہ جسوقت اُس نور خدا حبیب کبریا نے اس دار ناپائدار مین قدم رنجہ فرمایا اُسوقت کی برکت اور کیفیت اور ظہور رحمت کو کیا کہیے کہ از فرش زمین تا عرش بریں برابر نور ہی نور کا جلوہ نظر آیا اور اُسکے جلوہ ظہور سے ظلمات کفر و عصیان سکے دور ہوئے تمام کون و مکان سراپا نورٌ علیٰ نور ہوئے باب کہانت کاہنان قریش کے مسدود ہوئے آسمان پر جانے سے محروم مردود ہوئے اور اُس سلطان دو جہان کے دبدبہ اور ہیبت و شوکت و حشمت سے تمام اصنام روے زمین کے سرنگون ہوئے اور تخت بادشاہان ہفت اقلیم کے واژگون ہوئے چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم قریش مین ایک بت تھا کہ سال مین ایک تب تمام اہالیان قریش متفق ہوکر اُسکا طواف کرتے اور اُس روز کو مثل عید کے سمجھ کر اونٹون کو ذبح کر کے انواع اقسام کے طعام پکاتے تھے اور اُس بت کی نذر کر کے لوگون کو کھلاتے تھے اتفاقاً ایک روز سب آدمی اُس بت کے سامنے آئے تو دیکھا وہ مُنھ کے بل گرا پڑا ہے یہ حال اُسکا دیکھکر نہایت گھبرائے اور اُسکے اس سانحہ سے نہایت پیچ و تاب کھایا اور اُسکو اٹھا کر پھر اُسی مقام پر استادہ کر دیا ایک لحظہ کے بعد پھر اُسکا وہی حال ہوا اپنی جگہہ پر ٹھہرنا محال ہوا آخرکار تب کئی بار اُس بت نے گرتے

اور اٹھانے کی نوبت آئی تو ایک دفع اُس حضرت نے اپنے تکلم سے ان اشعار کی مدح سنائی

تَرَدَّتْ بِالْمَوْلُوْدِ اَضَاءَتْ بِنُوْرِهٖ	جَمِيْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ
وَخَرَّتْ لَهُ الْاَوْثَانُ طُرًّا وَاُرْعِدَتْ	قُلُوْبُ مُلُوْكِ الْاَرْضِ جَمْعًا مِنَ الرُّعْبِ

یعنی یہ شعر دسیرا ہے جو وہ لڑکا کہ روشن ہوئی تمام زمین اُسکے نور سے مشرق
سے مغرب تک اور سرنگون ہوئے سارے بت اور لرزنے لگے دل تمام بادشاہوں کے
اُسکی ہیبت و شوکت سے اور پھٹ جانا محل نوشیروان کا اور گر پڑنا اُسکے چودہ کنگروں کا
اور سرد ہونا آتش فارس کا اور جاری ہونا دریاے ساوہ کا اور خشک ہو جانا جنگل ساوہ کا
انہی چیزوں میں ان حالات سے جو ظاہر ہوے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما
اپنی ماں سے کہ شفا انکا نام ہے روایت کرتے ہیں کہ وقت تولد شریف جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی میں حضرت بی بی آمنہ کے پاس حاضر تھی دیکھا میں نے کہ جسوقت
آپ زمین پر آئے فورا کلمہ الحمد للہ زبان پر لائے اور کسی نے اسکے جواب میں یرحمک اللہ
سنایا پھر اسی وقت آپنے سجدہ کیا اور تین بار یَا رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرمایا
حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد اسکے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان سے آیا اور اُس
نے حبیب رب العالمین کو میری گود سے لیکر نظروں سے چھپایا اور اسی وقت
کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چار حد دنیا میں پھراؤ اور روحوں میں
انبیا علیہم السلام میں لیجاؤ تاکہ سب لوگ آپ کی صفات اور کمالات سے آگاہی پاویں
اور آپکے شرف زیارت سے بہرہ اندوز ہو جائیں اور حضرت بی بی آمنہ سے روایت
ہے کہ آپکی ولادت شریف کے وقت تین شخص نہایت حسین و جمیل پردۂ غیب
سے ظاہر ہوے اور دفعتہ میرے سامنے آئے انمیں سے ایک صاحب ایک آفتابہ

چاندی کا آب کوزہ سے بھرا ہوا اپنے ساتھ لائے تھے اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں طشت زمرد کا اپنے
ہاتھ میں لیے تھے جسکو [illegible] اور اس طشت کے چار گوشے تھے اور ہر گوشہ میں ایک ایک دانہ
گوہر آبدار رکھا ہوا تھا اور تیسرے شخص کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا حریر سفید کا نظر آتا تھا پھر تو سر سے
پانوں تک [illegible] سات بار [illegible] جلا کر سات بار آب کوزہ سے نہلایا اور دونو
چشم مبارک میں [illegible] سرمہ لگایا اور پھر آپ کے سر مبارک اور چہرہ پر خوشبو ملی اور
[illegible] ان تینون شخصون میں سے ایک شخص نے آپ کے شکم
مبارک [illegible] ایسا کہ جیسے [illegible] کو داغ پھر آتا ہی ظاہر ہوا کہ گویا وہ
شخص [illegible] کھلا تا ہی حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد اسکے حضرت کو مجھے
سونپ دیا اور ان شخصون نے [illegible] حضرت عبد المطلب تشریف لائے
اور کہا کہ میں اسوقت حرم محترم میں تھا [illegible] دیکھا کہ یکایک خانہ کعبہ مقام ابراہیم
میں آیا اور سجدہ کر کے یہ الفاظ اپنی زبان پر لایا اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفی
الآن قد طهرني ربي من انجاس الاصنام وارجاس المشركين یعنی بڑا ہی خدا حضرت محمد مصطفی
کا جسنے اسوقت بتون کی نجاست سے مجھے پاک کیا اور مشرکین بے دین کی غلاظت
سے صاف اور دیکھا میں نے ہبل کو جو سب بتون میں بڑا ہی منھ کے بھل گر پڑا ہی
پھر اسی وقت منادی غیب نے یہ ندا دی کہ اے عبد المطلب آج آمنہ نے وضع
حمل کیا ہی خدا نے اسے ایک بیٹا محمد نام نہایت عالی مقام دیا ہی اب اسکی بدولت
تمام خلقت کو خداوند تعالی تاریکی کفر وضلالت سے نکال کر اور شمع جمال محمدی کی
روشنی دکھا کر راہ راست پر لائیگا اور اپنے اس حبیب خاص کو تمام جنون اور
آدمیون کا پیشوا اور سردار بنائیگا اے آمنہ میں اس سانحہ کے وقوع سے کمال

حیرت میں آیا اور یہ خیال اپنے دل میں لایا کہ شاید مجھے غلبۂ نیند طاری ہو یا فی الحقیقت
یہ معاملہ پیش نظر بعالم بیداری ہی مگر بعد تامل اور غور بسیار کے معلوم ہوا کہ خواب
نہیں عالم بیداری ہی میں یہ معاملہ پیش نظر ہوا بی آمنہ بوقوع اس سانحہ کے میرا دل
نہایت مضطر ہوا بی آمنہ تو بتا کہ یہ بات سچ ہی یا میرا خواب خیال ہی کیا کہوں اسوقت
میری عجیب و غریب کیفیت اور عجب حالت ہی حضرت آمنہ نے فرمایا کہ جو کچھ خانہ کعبہ میں
آپ کو نظر آیا وہ سب درست اور راست ہی بے شبہہ یہ بیان آپ کا لائق اعتبار
ہی بلکہ یکراستی ہی پھر حضرت آمنہ کو جو کوائف عجیبہ اور سوانح غریبہ بوقت وضع حمل
کے نظر آئے تھے وہ سب عبد المطلب سے بیان فرمائے جب حضرت آمنہ نے آنحضرت کے
تولد شریف کا مژدہ سنایا تو آپ نہایت خوش ہوئے اور اُس مولود مسعود کو دیدۂ
راحت آثار کے لیے بی بی آمنہ سے طلب فرمایا حضرت آمنہ نے کہا کہ ابھی آپ کے دیکھنے کا
وقت نہیں آیا ہی منادی غیب سے تین روز تک اُس انور بیمثال کے پوشیدہ رکھنے کو فرمایا ہی
یہ سنتے ہی عبد المطلب کو نہایت طیش آیا اور تلوار کھینچکر بی بی آمنہ سے فرمایا کہ جلد اُس
مولود مسعود کو لا اور مجھے دکھا دے نہ دکھاویگی تو اپنے تئیں ہلاک کر دونگا ابھی سر کاٹ کر
تہ خاک کر دونگا جب بی بی آمنہ نے حضرت عبد المطلب کا یہ غصہ اور اضطراب ملاحظہ کیا
تو مجبور ہو اُس مکان میں آپ تشریف رکھتے تھے بتا دیا اور کہا کہ وہاں جائیے آپ
تشریف رکھتے ہیں زیارت کر آئیے پھر جیسے ہی عبد المطلب نے اُس مکان میں
جانے کا قصد کیا ویسے ہی ایک شخص نہایت باہیبت و جلال تلوار کھینچے ہوئے
سامنے نظر آیا اور کہا کہ ای شخص تو کہاں آتا ہی جواب دیا کہ اپنے فرزند ارجمند
کو دیکھنے جاتا ہوں اُسکے دیدار رحمت آثار کو نہایت جی چاہتا ہی کہا کہ

جبتک فرشتے اُنکی زیارت سے فراغت نہ پاچکے آپکو نہ دکھایا انہیں جب یہ سنکر عبدالمطلب ناچار مجبور ہوکر واپس آئے اُس روز اپنے فرزند دلبند کو دیکھنے نپائے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے آپکو ناف بریدہ ختنہ کیا پیدا فرمایا اور کبھی کسی وقت اور کسی حالت مین آپکا ستر کھلنے نہ پایا بی بی فاطمہ حضرت عثمان ابی العاص کی مان روایت کرتی ہین کہ مین آپکے تولد شریف کے وقت بی بی آمنہ کے پاس حاضر تھی دیکھا مین نے کہ جسوقت آپ پیدا ہوے تو دفعۃً آپکے نور کی تجلی کا ایسا ظہور ہوا کہ جس سے گھر حضرت آمنہ کا روشن اور پر نور ہوا پھر جب مین نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا تو ستارون کو اسقدر آپکی جانب مایل پایا کہ گویا ہمارے سر پر گر پڑینگے اور حضرت سفیان ہذلی سے روایت ہی کہ ہم بہت سے لوگ اثنا ے راہ شام مین چلے جاتے تھے کہ صبح کے وقت ایک مقام پر آئے اور وہان ٹھہر کر بسبب نیند کے سونے کا قصد اپنے دل مین لائے کہ ناگاہ درمیان زمین و آسمان کے ایک سوار نظر آیا اور سنا ہمنے کہ اُسنے آواز بلند یہ ارشاد فرمایا کہ اُٹھو اے سونے والو یہ وقت بیداری ہی جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفے احمد مجتبے حبیب الرحمان نبی آخر الزمان نے ظہور فرمایا کیا خوب تقدیر تمہاری ہی اُس سوار کی یہ تقریر دلپذیر سنکر ہم سب نے نہایت تعجب سے خوف کھایا پھر ملکے مین پہونچے تو یہ خبر دریافت مین آئی کہ حضرت بی بی آمنہ نے وضع حمل کیا ہی خدا نے اُنکو ایک فرزند ارجمند عالی مقام محمد نام دیا ہی یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ اسی طرح سے ہزارہا خوارق عادات اور بوارق معجزات اُس ذات بابرکات فخر موجودات کے تولد شریف کے وقت ایسے ظہور پائے کہ لوگون کو کمال تعجب ہوا اور دیکھنے والے نہایت حیرت مین تھے

باب پہلا [illegible]

بیان میں رضاعت شریف مع دیگر حالات لطیف

حضرت [illegible] عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت کے
بیان رضاعت شریف میں [illegible]
گلزار دنیا [illegible] اس دار فانی میں قدم رنجہ فرمایا تو اسی وقت آپ کو مردان غیب نے
بی بی آمنہ کی گود سے ہاتھوں ہاتھ لیکر چاروں عالم میں بطور گلگشت کے پھرایا اور ہر ذرہ
کو یہ مژدہ بآواز سنایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ حبیب رب العالمین شفیع المذنبین
آخر الزمان ہیں یہی باعث پیدائش زمین و آسمان اور سبب ایجاد کون و مکان ہیں
خوشا قسمت اس دائی کی جو انہیں دودھ پلائے اور زہے سعادت اس عورت کی
جو انہیں اپنی گود میں کھلائے جب مردان غیب نے ایک دم سے تمام عالم میں یہ خبر
پہونچایا تو اسوقت کے چرند پرند کیا جن و انس سبھی نے کمال ذوق و شوق سے
بدل اپنے تئیں آپ کے دودھ پلانے پر مائل اور آمادہ پایا اور ہر ایک یہ چاہتا تھا
کہ یہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی میرے ہاتھ آئے دوسرا شخص اس نعمت عظمی
میں شریک ہونے نہ پائے چنانچہ جب کارگزاران قضا و قدر نے ہر ایک کو اس تمنا
اور آرزو پر آمادہ بہ نزاع و فساد دیکھا تو فی الفور ہاتف غیب نے دوبارہ یہ حکم سنایا
کہ حق تعالیٰ نے آپ کی رضاعت کے واسطے قوم انسان سے ایک عورت مقرر فرمائی ہے
اور ازل سے یہ دولت اسی کے حصہ میں آئی ہے روایت ہے کہ سات دن آپ نے
اپنی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ کا دودھ نوش فرمایا پھر چند روز ثویبہ نے آپ
کو دودھ پلایا بعد ازاں حلیمہ سعدیہ بنت عبد اللہ بن ابی ذویب بن حارث

بن ضرام بن ناضرہ بن سعد بن بکر کے یہ دولت ہاتھ آئی سبحان اللہ قوم [illegible]
بی بی حلیمہ کے بدولت کیسی یہ سعادت و شرافت نصیب ہوئی آپ [illegible]
میں سال کے اندر دو بار فصل ربیع و خریف میں اطراف و جوانب کی دائیاں شہر [illegible]
آتی تھیں اور امرا و رؤسا کے لڑکوں کو پرورش اور دودھ پلانے کے واسطے اجرت
ٹھہرا کر لیجاتی تھیں چنانچہ جس سال آپ پیدا ہوئے تمام ملک عرب بلکہ [illegible]
گرانی تھا [illegible] اس سال [illegible] تھا حتی کہ اس قحط کا یہ انجام ہوا کہ
کہیں جنگل [illegible] سبزے اور گھانس کا خشقا نام ہو گیا غرضکہ اسی حالت قحط میں
بنی سعد کی عورتیں حسب عادت بہ تلاش بچگان شیرخوار مراحل طے کرکے منازل [illegible]
بعد چند روز کے شہر مکہ میں داخل ہوئیں بی بی حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے بھی اپنے
شوہر اور لڑکوں کو ہمراہ لیکر اپنے قبیلہ کی عورتوں کے ساتھ مکہ کا سفر کیا مگر میری
سواری کے جانور نے بسبب اپنی کمزوری اور لاغری کے مجھے سب سے پیچھے کر دیا اور
بسبب قحط [illegible] فاقوں کی وجہ سے میری طاقت طاق ہو گئی [illegible]
اور [illegible] دنیا [illegible] نہایت مشتاق تھی میں بھی اپنے دل میں خیال
کرتی تھی کہ [illegible] اہالیان قافلہ مجھ سے آگے پہونچکر امرا و اہل دول و رؤسا کے
فرزندوں کو [illegible] لیکر [illegible] اپنے [illegible] ان کو مالا مال کر دینگے
اور میں [illegible] پہونچنے کے خالی ہاتھ حسرت و افسوس کو ساتھ لیکر لوٹونگی غرضکہ
انہیں [illegible] خیالات کو اپنے دل میں [illegible] منزل بمنزل
چلی جاتی تھی اور بہزار دقت و دشواری میری سواری صبح تا شام نصف منزل پر مجھے
پہونچاتی تھی حتی کہ میری ساتھ والی عورتوں نے مجھسے چند روز آگے پہونچکر امرا

اور روساے شہر کے اطفال کو اپنے خادم خواہ ہمراہ لیا اور ایک لڑکا بھی بہت قیمتی
رہنے دیا اور بی بی حلیمہ کو بھی تحفہ کر دیا سو ایک سفر لیا پر پہنچے اپنے بیٹے بی بی حلیمہ کا
پہنا ہے پیچ و تاب کھایا اُسی حالت یاس میں سو رہا پایا ایک غیب سے دیکھا میں نے
برابر تھے یہ مژدہ سنایا کہ اے حلیمہ رب ہے سعادت و نسب تیری ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تیرا دودھ نوش فرمائیں گے اور تجھے بدولت اُس مولود مسعود کے عزت عطا کی جائے گی
اے حلیمہ تو کسی تردد اور اندیشہ کو اپنے دل میں آنے نہ دے اللہ تعالیٰ تیرا حامی اور
مددگار ہے پھر تجھے کیا اندیشہ اور کس بات کا انتشار ہے بی بی حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب
دانشمند یا میں نے یہ آواز سنتے ہی آنکھ کھلی تو میں نے نہایت تعجب کیا پھر ناگاہ
اور ناگاہ دیکھا کہ ایک پہاڑ کی گھاٹی سے ایک سوار برآمد ہوا ایک حربہ نور کا
اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے برآمد ہوا اور قدم اٹھاتا میری طرف چلا حتیٰ کہ میرے
نزدیک آیا اور وہ حربہ میری سواری کے پیٹ پر لگایا اور کہا اے حلیمہ اللہ تعالیٰ
تجھکو خوشخبری سناتا ہے اور تجھ سے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ شیطان کو میں نے تجھ سے دور
کر دیا اور ہر بدی و آسیب سے تجھے محفوظ رکھوں گا بی بی حلیمہ فرماتی ہیں کہ اُس
بزرگ کا یہ کلام نیک انجام سنکر میں نہایت خوش و مسرور ہوئی اور وہ سب فکر و
تشویش میرے دل سے دور ہوئی یہاں تک کہ جب مکہ شریف دو کوس باقی رہ گیا تو
اُس روز رات شب کو مجھے خواب میں یہ دکھائی دیا کہ ایک درخت سر سبز ہرا
سایہ دار ہے اور طرح طرح کے میووں سے لدا ہے چنانچہ اُس درخت سے ایک
خرما گر کر خود بخود میری گود میں آیا جب میں نے اُسے اٹھا کر کھایا تو نہایت لذیذ اور
خوش ذائقہ پایا حتیٰ کہ اُس وقت سے اُس دم تک کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے میرے گھر میں قیام فرمایا میری چھاتیوں پر اس قدر دودھ کا وفور حضرت دودھ پینے والا
زبان میں پایا الغرض جب میں بعد دیکھنے اس نعمت کے خواب سے بیدار ہوئی تو بڑی
خوشحالی سے دوچار ہوئی مگر میں نے کسی پر اس خواب کا راز ظاہر نہ کیا اور میں نے یقین
اپنے دل میں یہ سمجھ لیا کہ رب اللہ تعالی نے بیشک مجھپر رحم کیا ہے جو اس طرح کا
خواب مجھے دکھلائی دیا ہے الغرض میں دوشنبہ کے روز مکے میں داخل ہوئی میرے
ساتھ کی عورتوں نے مجھسے پیشتر پہونچکر اپنا مطلب حاصل کیا امراے قریش سے
بجز آنحضرت کے کوئی لڑکا رہنے نہ دیا اور آپ کو یتیم سمجھکر کسی نے نہ لیا اور کہا کہ
یتیم کی پرورش سے کیا فائدہ پائینگے ناحق اسے ساتھ لیجائینگے اور کوئی نہیں
جانتا تھا کہ اس صاحب اقبال کی بدولت کیا کچھ دولت ہمارے ہاتھ آئیگی اسکی
پرورش و خدمت ہمکو کس مرتبہ عظمت پر پہونچائیگی آخر بی بی حلیمہ نے لڑکے کی تلاش
میں اپنے مقام سے قدم اٹھایا ہر چند تلاش و جستجو کی مگر کوئی لڑکا ہاتھ نہ آیا حتی کہ
جب مایوس ہوکر واپس جانے کا قصد کیا تو ایک شخص نہایت با عظمت و جلالت کہ
انوار کرامت و شہامت اسکے چہرہ پر انور سے ظاہر تھے سامنے سے دکھائی دیا اور سنا بی بی
حلیمہ نے کہ وہی شخص باواز بلند پکارتا ہے کہ اے بنی سعد تم میں سے کوئی عورت
باقی ہے کہ جسنے کوئی لڑکا نہیں پایا میں نے یہ سنکر جلدی سے کہا کہ ہاں میرے
ہاتھ ابتک کوئی بچہ شیر خوار نہیں آیا یہ سنکر اُن مرد بزرگ نے میرا نام استفسار فرمایا
میں نے اپنا نام بتایا اور لوگ جو وہاں موجود تھے اُنھوں نے مجھسے کہا کہ آپ عبد المطلب
قوم قریش کے سردار ہیں ہم سب لوگوں کے افسر ہیں پھر عبد المطلب مجھے دیکھکر
مسکرائے اور یہ کلمہ اپنی زبان مبارک پر لائے کہ اے حلیمہ میرا ایک پوتا عبد اللہ مرحوم

کا

یتیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] شاید [illegible] دیکھو کسی نے
اسے قبول نہ کیا [illegible]
اپنی فرزندی [illegible] تو بہت [illegible] اور
اللہ تعالیٰ تیری آرزو سے دلی بر لائیگا اور بہت کچھ نفع اسکے بدولت تجھے ہوگا
یہ شکر ہے کہ بہت اچھا [illegible]
ابھی پھر آتی ہوں پھر جلدی سے میں اپنے شوہر کے پاس آئی اور سب کیفیت
اسکو سنائی اور کہا کہ خالی ہاتھ پھرنا [illegible] ہاتھ آ [illegible] بہتر ہے
سب [illegible] واپس جانے میں [illegible] جب میں نے یہ بات
اپنے شوہر سے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اثر
فوراً اسکے دل میں ڈال دیا اسنے سنتے ہی مجھسے کہا کہ جلدی جا اور ابھی اس گوہر بے بہا
دُرِّ یتیم کو ہاتھوں ہاتھ لا ایسا نہو کہ اور کوئی عورت اس نونہال صاحب اقبال کو آکر
لیجائے اور ہمارے دل پر داغ حسرت رہ جاوے جب میں نے اپنے شوہر کو آپ کے
لانے پر رضامند پایا [illegible] اپنے شیخ عبدالمطلب کے حضور میں پہنچایا
عبدالمطلب مجھے [illegible] دودھ پلانے پر رضامند پاکر حضرت بی بی آمنہ کے پاس
لائے اور [illegible] حضرت [illegible]
پھر مجھے ساتھ لیکر اس مکان میں [illegible] تشریف رکھتے تھے وہاں پہنچایا [illegible]
میں نے آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر نہایت حظ اٹھایا اور میں نے آپکو دیکھتے ہی کمال
درجہ اپنے دل کو آپ کی طرف مائل پایا اور آپ کی برکت سے اسی وقت میری چھاتیوں میں
دودھ بکثرت بھر آیا آپ اسوقت استراحت فرما رہے تھے میں نے آہستہ سے اپنے ہاتھ کو

آپکے بدن مبارک پرسے کیا آپ نے آنکھ کھول کر مجھے دیکھا اور مسکرا دیا خدا کی قسم
جب مین نے آپکے بدن مبارک پر ہاتھ لگایا حریر ریشمی سے زیادہ نرم پایا پھر مین نے
کمال اشتیاق و محبت سے آپ کو اپنی گود مین اٹھا لیا اور آپ کی دونون آنکھون پہ
بوسہ دیا بعد اسکے مین نے اپنی داہنی چھاتی آپکے منھ مین دی آپ نے دودھ پیا
پھر جب مین نے بائین چھاتی آپکے منھ مین دی آپ نے نہ لی اور اس چھاتی کا دودھ
اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیا سبحان اللہ عین حالت طفولیت مین یہ معجزہ آپکا
ظہور پایا کہ آپ نے براہ عدل و انصاف کے کبھی کسی حالت مین بائین چھاتی کا دودھ
نوش نہ فرمایا بی بی حلیمہ کہتی ہین کہ پھر مین کمال عشق و محبت کے ساتھ آپ کو اپنی
فرودگاہ پر لائی اور آپ کی زیارت اپنے شوہر کو کرائی وہ بھی آپکی صورت زیبا
اور شکل پاکیزہ کو دیکھتے ہی بیقرار ہوا ہزار جان سے آپکے عشق و محبت مین گرفتار ہوا
اور کہا اے حلیمہ اب ہمارے خاندان مین رونق و برکت آئی خدا نے خوب ہمکو یہ
دولت غیر مترقبہ عنایت فرمائی اور خداوند کریم نے خاص اپنے فضل عمیم سے یہ دن
دکھایا کہ ایسا متبرک بیٹا تیری گود مین آیا بی بی حلیمہ فرماتی ہین کہ پہلے ہی دن خداوند تعالی
نے آپکا یہ معجزہ ہمپر ظاہر کیا کہ اسی دن میری اونٹنی سے کہ جو نہایت لاغر و کم شیر تھی
آپکی برکت سے اتنی خوب بکثرت دودھ ہوا اور ہم سب نے بعد مدت کے خوب پیٹ بھر دودھ
پی لیا اور اس رات کو ہمین خوب نیند آئی اور آپکی برکت سے سب تکلیف
ہماری خدا نے رفع فرمائی بی بی حلیمہ فرماتی ہین کہ تین دن یا سات دن مین
مکہ مین ہی ہر روز بی بی آمنہ کے پاس جاتی تھی اور آپ کے اکثر حالات عجیبہ
اور کوائف غریبہ جو مدت حمل اور وقت ولادت شریف کے ظہور پائے تھے انکی زبانی

سُن آئی تھی بعد اُسکے میں آپ کو لیکر حضرت بی بی آمنہ سے رخصت ہوئی اپنے مجھے
اپنے گھر پہونچنے کی نہایت عجلت ہوئی ہنگام [illegible] اُس محبوب کردگار کو گود
لیکر اُس دُبلے جانور پر سوار کیا حق تعالی نے آپ کی برکت سے اُس جانور کو پہلے ہی منزل
میں نہایت تیز رفتار کر دیا [illegible] مال خوشی میں آیا اور کعبہ کی طرف منہ کر کے
تین سجدے بشکرانہ باری میں بجا لایا پھر [illegible] اور نہایت سرعت اور چالاکی کے ساتھ اپنے
وطن کی طرف روانہ ہوا اہل کاروان قافلہ نے اُس جانور کی یہ حرکت دیکھکر نہایت تعجب
کے ساتھ مجھسے یہ بات استفسار فرمائی کہ اے حلیمہ تیری سواری میں یہ طاقت کہاں سے
آئی میں نے کہا [illegible] یہ برکت اس مولود مسعود کی ہے [illegible] یہ [illegible]
انگشت بدندان [illegible] جیسے ہی میری زبان پر یہ حرف آیا ویسے ہی اُس جانور نے اہل کاروان قافلہ
کی طرف مخاطب ہو کر کمال فصاحت و بلاغت سے یہ ارشاد فرمایا کہ اے [illegible] تم میری [illegible] گا
ہوکہ [illegible] کہ [illegible] جانور [illegible] اگرچہ ظاہر نہایت دُبلا [illegible]
میری بڑی شان ہے اسلیے کہ یہ میرا حبیب الرحمن ہے اس محبوب مرغوب کے لیے خدا نے
سب کچھ بنایا اسی کی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا جب اُس جانور سے
ارباب قافلہ نے یہ کلام سُنا تب ہر ایک نے ندامت سے دست حسرت ملے اور بہتوں
نے خوب سر اپنا دھنا اور کہا اے حلیمہ دین و دنیا کی نعمت وسعادت تو نے پائی بے شبہہ یہ
بہت بڑی دولت تیرے ہاتھ آئی بی بی حلیمہ سے روایت ہے کہ اثنائے راہ میں ایک جگہ
بہت بکریاں چرتی تھیں اُنمیں سے ایک بکری میرے پاس آئی اور نہایت فصاحت و بلاغت
سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لائی کہ اے حلیمہ یہ لڑکا جو تیری گود میں ہے عنقریب یہ خاتم
محبوب پروردگار اور کل عالم کا سردار ہے آخر بی بی حلیمہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ایک

منزل مین مجھے ایک مرد ضعیف نظر آیا اور حضرت کو دیکھتے ہی بے ساختہ یہ کلمہ اپنی زبان پر
لایا کہ بیشک یہ لڑکا خاتم المرسلین ہی اسکا حلیہ کتب سماویہ کی رو سے خوب ہمارے
ذہن نشین ہی بعد اسکے جب ہم وادی سدرہ مین پہونچے چند علماے حبش وہان فروکش تھے
اُنھون نے حضرت کو دیکھکر کہا کہ یہ لڑکا بیشک پیغمبر آخر الزمان ہی اگلی کتابون سے اسکا حال خوب
ظاہر اور عیان ہی پھر جب ہم وادی ہوازن مین آئے وہان بھی ایک پیر مرد حضرت
کو دیکھتے ہی یہ کلمہ زبان پر لائے کہ بیشک یہ لڑکا خاتم الانبیا ہی اسکی نبوت اور
رسالت سے ہمکو عیسی مسیح نے خبردار کیا ہی بعد اسکے ایک منزل مین ایک بڈھا قبیلہ
ہذیل کا ملا اُسے دیکھکر میری ساتھ والی عورتون نے مجھسے کہا کہ جو حالات اس لڑکے کی بابت
نے تجھے سنائے ہین اور جو واردات خود تیرے دیکھنے مین آئے ہین وہ سب اس سے
بیان کر جملہ کیفیت اسپر عیان کر مین نے بسبب اصرار اُن مستورات سب حال آپکا
اُس بڈھے کو سنایا اُسنے سنتے ہی بکمال غضب و غصہ یہ شور مچایا اے آل ہذیل
اس مولود مسعود کی محبت سے منہ موڑو اور اسکو ہرگز زندہ نہ چھوڑو اسلیے کہ یہ بہت جلد ساری
زمین و زمان کا مالک ہو جائیگا اور ہر شخص سے اپنا کلمہ کہلائیگا اور قریب تر ہی کہ وحی
آسمانی اسپر آئے اور یہ درجۂ نبوت و رسالت سے ممتاز و سرفراز ہو جائے بی بی حلیمہ
فرماتی ہین کہ جب مین نے اس بڈھے مردود کی یہ بیہودہ گفتگو دوبدو سنی تو جلدی سے
آپکو اپنی گود مین اٹھا لیا اور کہا کہ اے ظالم تجھپر خدا کی مار ہو جو تیری ایسی بیہودہ گفتاری
غرضکہ اسی طرح سے ہر منزل و مقام پر آپکی نبوت و رسالت کی شہادت برابر وقوع
مین آتی تھی اور جس گلی اور رستے پر ہمارا گذر ہوتا تھا وہان کی سوکھی گھاس آپکے قدمون
کی برکت سے فوراً سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی اور خشک اشجار دفعۃً برگ و بار لاتے تھے

ہم برابر یہی معجزات آپکے دیکھتے جاتے تھے پھر جب مین آپ کو لیکر اپنے مکان پر آئی
اُسوقت کی رونق اور کیفیت کو کیا لکھون کہ ہر چیز مین برکت ہی برکت پائی بکریان
میری جو نہایت لاغری سے بیکار تھین وہ سب فربہ اور تیار ہو گئین قوم سعد کو میری
بکریون کا یہ حال دیکھکر نہایت تعجب آیا اور ہر ایک نے اپنے چرواہون سے تاکید
فرمایا کہ جہان حلیمہ کی بکریان چرتی ہین وہین تم بھی لیجایا کرو بیکار ادھر اُدھر پھرایا
کرو اور یہ نہین جانتے تھے کہ اُس سلطان دو جہان کے قدمون کی طفیل مین حلیمہ نے
یہ فراغت اور برکت پائی ہے کہ جسکے شان مین [illegible] وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ [illegible] بی بی حلیمہ [illegible] تو یہ تھا
[illegible] مہینون مین [illegible] نہین آتے تھے [illegible]
تیسرے مہینے مین آپنے ہاتھ پاؤن [illegible] فرماتی ہے
[illegible] مہینے آپنے پاؤن پر کھڑے ہونے کی طاقت [illegible]
پر ہاتھ رکھا حیران ہوتے لوگ بوقت اس کیفیت کے کمال تعجب سے اپنے ہاتھ
نگران ہوتے اور پانچوین مہینے خداوند تعالی نے یہ قوت آپکو عطا فرمائی کہ بخوبی
تمام چلنے پھرنے کی نوبت آئی پھر جب آپکے بولنے اور بات کرنے کا زمانہ قریب آیا
تو پہلے آپنے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا
فرمایا اور انھین ایام مین آپ نے یہ بھی نعت [illegible] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [illegible] قُدُّوْسًا
نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ فرمایا [illegible] یہ کیفیت آپکی
دیکھکر لوگ حیرت مین رہجاتے تھے اور بی بی حلیمہ فرماتی ہین نوین مہینے آپنے بخوبی تمام
کلام بلاغت نظام فرمایا اور مین نے کبھی آپکو کسی بچے کی طرح [illegible] اور اطفال [illegible]

خرد سالی کے رغبت نہ پایا بلکہ اکثر اوقات جب لڑکے آپ کو کھیل کی طرف بلاتے تو آپ
اُنسے انکار کرتے اور خود اُنکو لہو و لعب سے منع فرماتے اور ارشاد کرتے کہ مجھے خداوند تعالیٰ
نے کھیلنے کے واسطے نہیں بنایا ہی بلکہ اپنی عبادت اور طاعت کے لیے پیدا فرمایا ہی اور
آپ بول و براز سے وقت معین پر فراغت فرماتے اور اگر احیاناً کبھی آپ کا ستر
کھل جاتا تو آپ نہایت غصہ اور شور مچاتے اور جب مین چھپا دیتی تو آپ فوراً
خاموش ہو جاتے اور پھر گریہ نہ فرماتے اور اگر اتفاقاً مجھے کبھی ذرا سی اس کام مین
دیر ہوتی تو فوراً فرشتہ آتا اور آپ کے ستر مبارک کو چھپا جاتا اور ہمکلام ہونا اُس
خیر الانام کا گہوارہ مین قمر سے باواز جہر تمام کتب مستندہ مین مرقوم ہی اور پھر جانا
مہتاب کا اُس آفتاب رسالت کی اشارت سے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہلانا آپ کے
گہوارہ شریف کو واسطے آپ کے آرام و راحت کے بخوبی معلوم اور مفہوم ہی
ریاض الازہار مین روایت ہی کہ ایک روز آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے بغور مخاطب ہو کر آپ کی طرف دیکھا آپ نے اُنسے پوچھا کہ اے چچا آپ کو کسی بات
کے استفسار کی مجھسے ضرورت ہی یا اور کسی طرح کی کوئی حاجت ہی کہا ہاں مجھے آپ سے
حال دریافت کرنا منظور ہی اُسکے ادراک سے میری فہم و تمیز نہایت دور ہی فرمایا
کہ وہ کیا راز ہی بتائیے جو کچھ پوچھنا ہو فرمائیے حضرت عباس نے کہا کہ ایک مرتبہ آپ نے
چالیس روز کی عمر مین بآواز جہر قمر سے کچھ باتین فرمائین اور چاند نے آپ کی باتون
کا جواب بھی دیا مگر وہ باتین کچھ ہماری سمجھ مین مطلق نہ آئین اگر اب وہ باتین آپ
کو یاد ہون تو فرمائیے ہم کمال درجہ مشتاق ہین سنائیے فرمایا کہ اے چچا اُسوقت
میرا ہاتھ کمال سختی سے بندھا تھا اور مین اُسکی تکلیف سے مائل بگریہ و بکا تھا اور

چچا مجھے رونے سے روکتا تھا اور کہتا تھا اگر ایک قطرہ بھی آپ کے اشک مبارک کا
زمین پر گریگا تو قیامت تک تمام زمین پر ایک درخت بھی سبز نہ اوگیگا اُس کہا کہ چچا
میں نے براہ شفقت اپنی ہیبت سے اپنی اس تکلیف اور گریہ پر ضبط کیا اور ایک قطرہ
اپنے اشک کا زمین پر گرنے نہ دیا حضرت عباسؓ نے یہ حال سُنکر دونوں ہاتھ اپنے
زانوؤں پر مارے اور کہا ای فرزند یتیم ہمارے آپ نے اُس عمر میں اپنی ہیبت کو کیونکر
پہچانا فرمایا مجھے میرے اُسی پروردگار نے بتایا جو عالم الغیب ہے اور دانا ای چچا میں
اپنی ماں کے شکم میں تھا اور قلم قدرت جناب احدیت کا لوح محفوظ پر چلتا تھا اُسکی
آواز بخوبی میرے سُننے میں آتی تھی کوئی بات ایسی نہ تھی جو اُس سے خالی نہ ہو چچا قسم ہے اور
فرمایا کہ اگر ارشاد کیجیے تو اس سے زیادہ کوئی راز ظاہر کروں آپ کو تھوڑا اُس سے ظاہر
کروں عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمائیے اور کوئی بات اسی طرح کی سُنائیے فرمایا
ای چچا خدا کی قسم جب میں ماں کے پیٹ میں تھا اور شمس و قمر عرش بریں پر جناب
رب العالمین کو سجدہ کرتے تھے اُنکے سجدے کی آواز جس جگہ میری سماعت میں آتی تھی
کوئی راز کی بات ایسی پوشیدہ نہ پاتی تھی اور فرمایا تو اس سے زیادہ کوئی بات
آپ کو سناؤں وہ راز پوشیدہ سے آگاہ فرماؤں تمہارا ارشاد فرمائیے میں مشتاق ہوں
جلدی سُنائیے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خدا نے بنائے اور سب نبوت سے
فائض ہو کر دنیا میں آئے لیکن چالیس برس کی عمر تک کسی نے اس بھید کو نہ پایا کہ
خدا نے مجھے پیغمبر یا نبی بنایا مگر ایک عیسیٰ بن مریم کو جس وقت خدا نے مبعوث فرمایا
تو اُسی وقت بفصاحت تمام یہ کلام اُنکی زبان پر آیا اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتٰبَ
وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اُسنے مجھے کتاب دی اور نبی کیا اور

دوسرا تیسرا چوتھا آٹھواں۔ انہوں نے پہلے ہی جانتا تھا کہ خدا نے تجھ کو نبی بنایا ہے اور میری
شان میں لولاک لما خلقت الافلاک فرمایا ہے اور ارشاد کیا کہ اے حبیب میں پیدا
ہوا وہ دوشنبہ کی رات تھی تمام عالم میں خوشی سے وہ شب گویا شب برات تھی
اُس رات کو اللہ تعالیٰ نے ساتون آسمانون میں ایک ایک پہاڑ عظیم الشان
پیدا کیا اور اُن سب پہاڑون کو فرشتون سے معمور کر دیا اور تعداد اُنکی بیشمار کہ بجز
خدائے علیم کوئی نہیں اُس سے واقف کام ہر شب و روز حق تعالیٰ کی یاد کرنا بھی
اُن فرشتون کا کام ہے اُنکی عبادت کا ثواب مجھ پر درود پڑھنے والے کے تئین ہے

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلہم

بی بی حلیمہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
تین برس کی عمر میں مجھ سے پوچھا کہ اے مادر مہربان دن کو ہمارے بھائی کہاں
جاتے ہیں میں نے کہا کہ جنگل میں بکریاں چراتے ہیں اور شام کو مکان پر واپس آتے ہیں
فرمایا کہ کل ہم بھی جنگل کو جائینگے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائینگے میری
دایہ نے اس بات کو گوارا نہ کیا اور میں نے آپ کو یہ جواب دیا کہ آپ جنگل میں تنہا نہ
جائیے بسبب نازکی کے تکلیف اٹھائینگے مگر آپ نے میرے کہنے پر کچھ خیال نہ فرمایا اور
جنگل کے جانے پر زیادہ اصرار کیا مجبور ہو کر میں نے دوسرے دن آپ کو غسل
کرایا اور پوشاک لطیف اُس حبیب جان محبوب یزدان کو پہنا کر چشمان مبارک میں
سرمہ لگایا اور پھر میں نے ایک بار مہرہ یمانی کا نکالا اور چشم زخم سے بچنے کے لیے گلے میں ڈالا
آپ نے فوراً اُسے نکال کر پھینک دیا اور یہ ارشاد کیا کہ خدا میرا نگہبان ہے یہ محض
خیال خام اور بیہودہ گمان ہے بعد ازان آپ نے ایک چھڑی ہاتھ میں لے کر

چلے

جنگل کی طرف قدم رنجہ فرمایا اُس روز تمام دن میرا دل آپ ہی مین رہا اور مین نے
ہرگز تا شام چین نہ پایا پھر جب آپ شام کو تشریف لائے اور مجھے اپنے جمال با کمال
سے مشرف فرمایا تب مجھے تسکین ہوئی اور میرے دل نے قرار پایا اسی طرح ہر روز
جنگل کو جاتے تھے اور شام کو بھائیون کے ساتھ واپس تشریف لاتے تھے ایک روز
میری لڑکی مسماۃ شیما جنگل سے گھر مین آئی اور اُسنے مجھے یہ خوشخبری سُنائی کہ ای مان
جب دھوپ کا وقت آتا ہو اُسوقت ایک ٹکڑا ابر کا حا فرزند محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے سر پر سایہ فگن ہوجاتا ہو بی بی حلیمہ فرماتی ہین کہ جب اُس لڑکی نے مجھے یہ خوشخبری
سُنائی تب مین آپ کی طرف سے مطمئن ہوئی اور میرے دل نے تسکین پائی اسواسطے
کہ گرمی اور دھوپ کے خیال سے ہر وقت مجھے آپ کی تکلیف کا ملال رہتا تھا یہی رنج
غم میرا دل ہر دم سہتا تھا حتی کہ اسی طرح سے جب دو تین مہینے گذرے تو ایک روز
دوپہر کو میرا بیٹا ضمرہ نام حضرت کے لیے طعام لیکے گھر مین آیا اسکے آنے کے بعد وہان
یہ حادثہ ظہور پایا کہ ناگاہ دو شخص آئے اور آنحضرت کا دست مبارک پکڑکر پہاڑ کے اوپر
لائے پھر آپ کو اُسی پہاڑ پر چت لٹا دیا اور اُنمین سے ایک شخص نے ایک چھُری لیکر
آپ کے شکم مبارک کو چاک کیا اس اثنا مین جب ضمرہ مذکور لوٹ کر آپ کے حضور مین آیا
اور آپکو اس کیفیت مین پایا تو کمال حسرت و افسوس سے گرتا پڑتا گریہ وزاری کرتا ہوا
اپنے گھر پلٹ آیا اور یہ سب ماجرا آپ کا مجھے سُنایا اور کہا اے مان ہمارے بھائی رضاعی کا
کام تمام ہوا معلوم نہین کہ اب اُنکا کیا انجام ہوا آپ بی بی حلیمہ فرماتی ہین کہ مین خبر
وحشت اثر سنکر نہایت بدحواس روتی پیٹتی ضمرہ کے ساتھ اُسی پہاڑ پر آپ کے پاس
آئی خدا نے بخیریت آپ کی زیارت مجھے کرائی اور تو خدا کے فضل سے سب طرح

میرے بیٹے نے آپ کو صحیح [illegible] بہت پایا لیکن چہرہ مبارک کا رنگ [illegible] آیا [illegible]
[illegible] آپ کو [illegible] کیا
آپ نے فرمایا [illegible] شخص [illegible] میرے پاس [illegible] اور مجھے [illegible] اس پہاڑ پر [illegible]
اور [illegible] پھر ایک نے دوسرے [illegible] لیا اور [illegible]
[illegible] آہستہ [illegible] سینہ [illegible] کیا اور پھر اسکو اسی جگہ پر
رکھدیا بعد [illegible] لایا
اور چھری لیکر سینہ میرا چاک کیا اور کدورت باطنی کو اس سے نکال کر پھینک دیا اور
کہا اے محبوب سبحانی حصہ شیطان کا تجھ سے دور ہوا اور رحمت رحمانی اور انوار یزدانی سے
تیرا دل معمور ہوا پھر میں نے دیکھا کہ ایک نے دوسرے سے کوئی چیز لیکر میرے دل کو
اس سے مخمور کیا اور نور نبوت اور حکمت الہی سے معمور کر کے پھر اسکی جگہ پر رکھدیا بعد اسکے
کیفیت دیکھنے میں آئی کہ اسی شخص نے ایک مہر نورانی بحکم یزدانی لیکر میرے دل پر ثبت
فرمائی پھر اسی شخص نے اپنا ہاتھ میرے شکم پر پھیر دیا وہ زخم اسی دم اچھا ہو گیا پھر اسی نے
میری پیشانی اور رخسارہ پر بوسہ دیکر کہا کہ اے محبوب خدا حبیب کبریا آپ اپنے دل
میں کچھ خوف و اندیشہ نہ لائیے اب ہم اجازت چاہتے ہیں رخصت فرمائیے یہ کلام
تسکین آمیز انھوں نے مجھے سنائے اور دفعۃً ایسے پوشیدہ ہوے کہ نظر نہ آئے بی بی
حلیمہ فرماتی ہیں کہ پھر میں حضرت کو لیکر گھر میں آئی اور بصلاح میرے شوہر کے یہ تجویز
قرار پائی کہ آپ کی مفارقت و مہاجرت کا بار گران اپنے سینے پر اٹھائیں اور اس
سلطان دوجہان کو بی بی آمنہ کے سپرد کر آئیں غرض کہ جب یہی صلاح قرار پائی تو میں
حضرت کو لیکر چلی اور منزل در منزل طے کرتی ہوئی جب حرم محترم کے متصل آئی تو اس جگہ

مین نے حضرت کو تنہا بیٹھا دیا اور آپ بضرورت قضاے حاجت کے جنگل کا رستہ لیا
آخرکار جب مین نے قضاے حاجت سے فراغت پائی اور پلٹ کر اُس مقام پر آئی تو
وہان مین نے حضرت کو نہ پایا کیا کہون جو اُسوقت میرے دل نے رنج و غم سہے پیچ و تاب
کھایا تھی کہ مین نے نہایت بیتابی سے آپ کی جستجو مین ہر چہار سو قدم اُٹھایا مگر آپ
کہین مجھے نظر نہ آئے پھر تو غم مفارقت سے یہ کیفیت میرے دل پر طاری ہوئی کہ مین
اپنی زندگی سے عاری ہوئی تھی کہ جب مین نے نہایت اپنے دل کو بیقرار پایا
تو یہ ارادہ مصمم اپنے دل مین ٹھہرایا کہ اب کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤن اور اپنے کو
اُسکے اوپر سے نیچے گراؤن مین اسی خیال مین تھی کہ دفعتہً ایک بڈھا مجھے نظر آیا
اُسنے میرا حال پُر اضطرار دیکھکر بڑا افسوس کھایا اور پوچھا کہ تو کیون اسقدر مضطر
اور پریشان حال ہے بتا کہ کیا تجھے مصیبت پڑی ہے اور کس بات کا تجھے ملال ہے مین نے
سارا قصہ اس سے جسطرح گذرا تھا بیان کیا اسنے سنتے ہی مجھے یہ جواب دیا کہ اے حلیمہ تم غم
نکھاؤ مین تجھے ابن ایک شخص کے پاس لیے چلتا ہون تم یہ سب حال اسے سناؤ اگر وہ
ذرا بھی توجہ فرمائیگا تو ابھی اسی دم تیرا مطلب بر آئیگا مین نے کہا اے میری جان مین
تجھپر قربان جلدی بتا کہ وہ کون ایسا صاحب کمال ہے کہ جسکے پاس میرے لیجانے کا
تجھے خیال ہے اُسنے کہا کہ ہبل نام ایک بڑا سردار اصنام ہے گم شدہ چیز کو بتا دینا
اسکے نزدیک ادنیٰ کام ہے مین نے کہا کہ وہ تو میرے فرزند عالی مقام کا نام سنتے
ہی گھبراتا ہے اور اُسکے تمام بدن مین لرزہ پڑجاتا ہے سو اسلیئے کہ جس روز خدا نے
اُس فرزند ارجمند کو مبعوث فرمایا تو ہبل اُسکے تولد شریف کا نام سُنتے ہی اوندھے منھ
ہوکر زمین پر آیا تھی کہ تمام اصنام کا یہی حال ہوا ہر ایک کو اپنی جگہہ پر ٹھہرنا محال ہوا

پس جب اُسکی یہ کیفیت ہی تو پھر مجھے اُسکے پاس جانے کی کیا ضرورت ہی مگر اُس بڈھے
نے زبردستی مصر ہوکے مجھے اپنے ساتھ لیا اور ہبل کے روبرو جاکر سات مرتبہ طواف
کیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیکر کہا کہ اے ہمارے سردار تیرے بذل و احسان ہمیشہ
قریش کے حال پر برقرار رہے اہل غرض تیرے در پہ آتا ہی وہ ہرگز نامراد نہیں جاتا ہی اس
عورت کا ایک بیٹا مفقود الخبر ہی یہ اُسکے گم ہونے سے نہایت بیقرار اور مضطر ہی
لہذا امیدوار ہون تو ایسی توجہ فرمائیے کہ جس سے بہت جلد اسکے بیٹے محمد کا پتہ
ملجائے پس جیسے ہی وہ بڈھا حضرت خیر الانام کا نام اپنی زبان پر لایا ویسے ہی وہ
بُت اوندھے منھ ہوکر زمین پر گرا اور یہ شور مچایا کہ اے بڈھے تو نے پھر یہ ستم کیا کہ جو اس
لڑکے کا نام ہمارے سامنے لیا یہ وہ لڑکا ہی کہ جو سارے بتوں اور بت پرستوں کا
نام ونشان جہان سے مٹائیگا اور جو اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کریگا وہی نجات
پائیگا اور خداے دوجہان اُسکا نگہبان ہی اُسکے ضائع ہونے کا ہرگز نہیں گمان
ہی ہبل کی یہ آواز سُنکر اُس بڈھے کے بدن میں لرزہ پڑگیا اور لاٹھی اُسکے ہاتھ سے
گر پڑی اور ایسا گھبرایا کہ گویا سکتے مین آکر زمین مین گرگیا بی بی حلیمہ فرماتی ہین کہ
جب مین نے وہان بھی کچھ خبر اپنے لخت جگر کی نہ پائی تو پھر مین روتی ہوئی حضرت
عبد المطلب کے پاس آئی اور سارا حال آپ کا اُنکو سُنایا یہ ماجرا سُنتے ہی اُنکے دل
مین یہ خیال آیا خدا نخواستہ ایسا نہو کہ کوئی ظالم براہ عداوت آپ کی ہلاکت کا
قصد اپنے دل مین لائے اور کسی طرح کی ایذا و تکلیف آپ کو پہونچے بہ فور اس
خیال کے آپ نے کمال غیظ و غضب سے تلوار ہاتھ مین اُٹھائی اور کوہ صفا پر جاکر اسطرح
ایک آواز با سوز و گداز لگائی کہ اے آل غالب جلد آؤ میرا نور بصر لخت جگر مفقود الخبر

ہوگیا ہی اُسکا پتہ لگا ؤ عبد المطلب کی یہ آواز دردناک سُنتے ہی تمام ارباب قریش اُس پہاڑ پر حاضر آئے اور بکمال دلسوزی اور جان نثاری کے ساتھ یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے کہ اے سردار ہم سب آپکے فرمانبردار ہین اور آپکے فرزند دلبند پر جان نثار بدل اُسکی جستجو اور تلاش کو حاضر ہین کسی طرح اس کام مین نہین قاصر ہین غرضکہ حضرت عبد المطلب ارباب قریش کو اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوے اور جب ہر چہار طرف آپ کو تلاش کیا نہ پایا پھر تو از بس بیقرار ہوے حتی کہ اُسی بیقراری مین آہ وزاری کرتے ہوے حرم محترم کے اندر آ گئے اور سات بار طواف خانۂ کعبہ کرکے جناب باری مین یہ التجا لائے کہ اے خداوند عالم تو ذات اسرار ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گم ہونے سے میرا دل نہایت مضطر اور بیقرار ہی اب تو جلد اُسکو مجھسے ملادے اور اس رنج وغم سے مجھے چھوڑادے جیسے ہی یہ مناجات حضرت عبد المطلب کی زبان پر آئی ویسے ہی ہاتف غیب نے یہ ندا سنائی کہ اے عبد المطلب مقام تہامہ مین جاؤ وہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے ڈال پکڑے کھڑے ہین اور جب اس مژدۂ جانفزا کا آوازہ عبد المطلب کے گوش مبارک مین آیا تو وہ بدرجہ کمال خوش ہوے اور اپنے تئین جلدی سے مقام تہامہ مین پہونچایا وہان جاکر دیکھا تو ایک لڑکا نہایت حسین رشک قمر مہ جبین ایک درخت کے نیچے موجود ہی عبد المطلب سمجھ گئے کہ بیشک یہ میرا وہی نور بصر لخت جگر ہی کہ جسکی خبر مفقود ہی پھر عبد المطلب نے جلدی سے آپکے پاس آکر آپ کا نام استفسار کیا آپنے اپنی زبان مبارک سے یہ جواب دیا انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم یہ سُنکر عبد المطلب نے کمال اشتیاق اور بیتابی سے آپ کو اپنی گود مین اُٹھا لیا اور آپکی پیشانی انور اور چشم منور پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ مین عبد المطلب تیرا جد بزرگوار ہون

اور تیری صورت پر جان نثار یہ کہکر کمال لطف اور محبت سے آپ کو لیکر اپنے گھوڑے
پر سوار کیا اور وہین سے مکۂ معظمہ کا رستہ لیا پھر جسوقت آپنے اپنے دردولتخانہ
پر قدم رنجہ فرمایا اُسوقت عبد المطلب نے آپ پر بہت کچھ تصدق کیا اور خوب زر نقد
لُٹایا اور بی بی حلیمہ کو اپنے سامنے بلایا اور نہایت خوشی سے بہت کچھ مال ومتاع
دیکر رخصت فرمایا روایت ہی کہ بی بی حلیمہ کے تشریف لیجانے کے بعد حضرت عبد المطلب
نے ام ایمن کو آپ کی خدمت اور نگہداشت کے لیے مقرر کیا اور بتاکید تمام یہ حکم دیا کہ
میرے اس نور بصر لخت جگر کو کسی نوع کی تکلیف نہ ہونے پائے اور تو بدل وجان میری
اس روح روان کی خدمت بجا لائے ام ایمن سے روایت ہی کہ حق تعالی نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت صغرسنی یہ بُردباری اور قناعت عطا فرمائی کہ کبھی
کسی حالت مین بھوک کی شکایت آپ کی زبان مبارک پر نہ آئی اور مین نے کبھی
آپ کی طبیعت کھانے کی طرف راغب نہ پائی اور نہ کبھی کسی چیز کی فرمائش کی آپ کو
نوبت آئی بلکہ اکثر اوقات جب آنحضرت عالی صفات کو اشتہا معلوم ہوتی تو چاہ
زمزم پر تشریف لیجاتے اور اُسکا پانی نوش فرماتے اُس سے ایسی تسکین پاتے کہ اُس روز
پھر کھانا نہ کھاتے پس جل جلال خداوند ذوالجلال نے آپ کی ذات معدن صفات مین یہ
اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ مجتمع فرمائے کہ یہ کمالات اور معجزات اس سن
مین کسی اور پیغمبر سے وقوع مین نہین آئے

یارب صل وسلم دائما ابدا	علی نبیک خیر الخلق کلهم

یہ بیان ہی حضرت بی بی آمنہ اور حضرت عبد المطلب کی رحلت کا
اور اسمین ذکر ہی عبد المطلب کی جانب سے اپنے بیٹے ابوطالب کو

حضرت کی پرورش کے لیے وصیت کا

ریاض الازہار مین منقول ہے کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا
سن شریف چھ یا سات برس کا آیا تب آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ نے
آپ کو لیکر اپنے اعزہ کی ملاقات کو مکۂ معظمہ سے مدینۂ طیبہ کا سفر فرمایا اور پھر ایک مہینہ کے
بعد وہان سے مراجعت فرمائی تو بستی ابوا مین پہونچکر جو مدینہ منورہ کے متصل ہے انکی طبیعت
ناساز ہوئی اور اس بیماری نے ایسا غلبہ کیا کہ انکو غافل اور بیہوش کر دیا پھر جب انکو
ہوش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال متردد اور مغموم اپنے سرہانے بیٹھے
پایا اسوقت بی بی آمنہ کو کمال درجہ آپ کی یتیمی پر افسوس آیا اور فرمایا کہ اے
فرزند ارجمند جو اس دار ناپائدار مین جامۂ حیات مستعار پہن کر آتا ہے اسے جام موت
بھی ضرور ہی پلایا جاتا ہے لہذا جو زندہ ہے وہ فنا ہونے والا ہے ہر ایک ذی روح
موت کا نوالہ ہے اب مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی سفر کرتی ہون اور تجھ
ایسا اپنا یادگار اس دار ناپائدار مین چھوڑتی ہون یہ کہکر حضرت بی بی آمنہ نے
انتقال فرمایا کیا کہون جو اسوقت آپ کی یتیمی اور بیکسی پر ساکنان ارض و سما نے واویلا
واحسرتا کا شور مچایا انا للہ وانا الیہ راجعون بہرحال جب آپ حضرت آمنہ کے انتقال
کے بعد ام ایمن کے ساتھ مکے مین آئے یہ خبر وحشت اثر سنکر تمام ارباب مکہ حضرت
عبد المطلب کے پاس حاضر ہوئے اور رسم تعزیت بجا لائے بی بی آمنہ کے انتقال سے
حضرت عبد المطلب کو بڑا ملال ہوا آنحضرت کی پرورش اور نگہداشت کا زیادہ تر
خیال ہوا غرضکہ حضرت عبد المطلب کمال شفقت اور محبت سے آپ کے ساتھ پیش
آتے تھے اور ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور کھانا بھی ہمراہ کھلاتے تھے

روایت ہے کہ آپ اکثر اوقات آکر اپنے جد امجد کے برابر مسند پر بیٹھ جاتے اور جب
لوگ آپ کو براہ ادب اس بات سے منع کرتے تو یہ سنکر عبدالمطلب ارشاد فرماتے
کہ یہ میرا نور بصر بخت مگر بڑا عالی قدر ذی وقار ہے اسکو میرے برابر مسند پر بیٹھنا سزاوار
ہے اسواسطے کہ جو آیات بینات اسکے شرف وکرامت کے زمان وضع حمل
سے تا اینندم علی التواتر وقوع مین آئے ہین وہ قوم قریش مین کبھی کسی فرد بشر کے
سننے اور کسی اخبار سابقہ سے پائے جاتے ہین لہذا مین یقین کرتا ہون کہ میرا
یہ نور بصر بخت جگر بیشک کسی بہت بڑے مرتبہ سے سرفراز ہوگا اور تمام ملک عرب
کے لوگون مین ممتاز ہوگا نقل ہے کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ مین بڑی قحط سالی ہوئی
لوگون پر تنگی معیشت سے فقر وفاقہ کی کیفیت طاری ہوئی اسی اثنا مین ایک شب
کیفیت وقوع مین آئی کہ رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم [illegible] عبدالمطلب کے
بعضی کو ہاتف غیب نے سوتے حالت مین یہ مژدہ سنایا کہ جو شخص تم مین سے
بعہدہ افسری سرفراز ہو اور نسب وحسب مین سب لوگون سے ممتاز ہو وہ شخص اپنے لڑکون کو
غسل کرائے اور لباس پاکیزہ ولطیف پہنا کر سات مرتبہ کعبہ شریف کا طواف کرے
پھر جبل ابوقبیس پر جا کر بحالت گریہ وزاری جناب باری مین پانی کے لیے مناجات
کرے اور اس لڑکے کے وسیلے سے عرض حاجات کرے تاکہ تم لوگون کی شامت زدگی دفع
ہو اور غلہ کی ارزانی حاصل کلام جب رقیقہ نے یہ خواب دیکھا تمام لوگون کو سنایا
تو اس بشارت خاص کا گمان ہر ایک دل مین عبدالمطلب کی جانب آیا اور سب نے یہی
کہا کہ بیشک انھین کے فرزند احمد کی طرف اشارہ ہے بجز عبدالمطلب اور کون سردار
ہمارا ہے غرضکہ تمامی ارباب قریش مجتمع ہو کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور

ساتھ

رفیقہ کا خواب بیان کرکے یہ التجا معرض عرض لائے کہ آپ اپنے فرزند ارجمند
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لیجیے اور اُنکے وسیلے سے پانی برسنے کی جناب
باری میں دعا کیجیے یہ سنتے ہی عبدالمطلب نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل
کرایا اور لباس پاکیزہ ولطیف پہنا کر پیشتر سات مرتبہ گرد کعبے کے پھرایا اسکے بعد جبل
ابوقبیس پر آئے اور آپکے ذریعے سے پانی برسنے کی التجا بگریہ وزاری جناب باری میں
کی اور ہنوز ابھی اُنسے ہر ایک اہل قریش نے آمین یارب العالمین کا آوازہ بلند کیا تھا کہ
لیکن ہی خدا کی قسم ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ دفعتاً ابر خوب کثرت سے گھر گیا اور خدا نے
اسقدر باران رحمت کا نزول فرمایا کہ تمام کوچہ راستے میں ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آیا
بلکہ سارے ملک عرب کی تمام زمین سرسبز و شاداب ہوئی تمام خلقت آپ کی برکت سے
بمقاصد قلبی کامیاب ہوئی قحط دور ہوا ارزانی غلہ سے ہر شخص کو نہایت سرور ہوا
جب یہ معجزہ آپ کا ظہور پایا تو حضرت عبدالمطلب نے اور زیادہ آپ کا اکرام بڑھایا
منقول ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب کی ایک سو بیس برس کی عمر آئی تو ایک روز
آپ نے اپنے بیٹے ابولہب اور حضرت امیر حمزہ اور حضرت عباس اور ابوطالب کو بلاکر
یہ بات اُنسے فرمائی کہ اب زمانہ میری رحلت کا قریب آیا اور میں اس دنیا میں بہت
رہا اور ہر طرح کا عیش وآرام اُٹھایا اب کسی دنیوی چیز کا مجھے ملال نہیں خیال ہے مگر
ہاں تمہارے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی کا مجھے البتہ بہت ملال ہے افسوس ہے
کہ میں یہی ایک حسرت دنیا سے اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں اب اپنے اُس فرزند یتیم کو
خدا کے سپرد کیے جاتا ہوں ہاں اگر کوئی تم سے اُسکی پرورش کا ذمہ دار ہو تو میرا البتہ
اُسکی جانب سے میرے دل کو اطمینان اور قرار ہو یہ سنکر پہلے ابولہب نے دست بستہ

کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اور نگہداشت کو بدل وجان حاضر ہون کسی طرح اس کام مین نہین قاصر ہون یہ سُنکر عبد المطلب نے فرمایا کہ اگرچہ تو صاحب زر اور مالدار ہی لیکن دل تیرا نہایت سخت جفا کار ہی اور یتیم لوگ نہایت شکستہ خاطر اور مجروح دل ہوتے ہین ذری سی بھی بے اعتنائی کے نہین متحمل ہوتے ہین بعد اسکے حضرت امیر حمزہ دست بستہ اُٹھکر اپنے والد بزرگوار کے حضور مین آئے اور یہ گزارش بمعرض عرض لائے کہ ای سردار عرب عالی نسب اگر حضور کے نزدیک مجھ خاکسار کو اس کام کی لیاقت ہو تو میرے سپرد یہ امانت ہو فرمایا اگرچہ تمکو اس کام کی لیاقت حاصل ہی مگر چونکہ تم صاحب اولاد نہین ہو لہذا درد فرزندی کی چاشنی سے خالی تمھارا دل ہی لہذا تمھاری جانب سے مجھے عقل [illegible] ہی اس صورت مین جو حق پرورش چاہیے [illegible] ادا ہونا محال ہی بعد اسکے حضرت عباس نے [illegible] اس خدمت کے لیے کمال آرزو و تمنا سے عرض کیا انکو عبد المطلب نے یہ جواب دیا کہ تمھاری لیاقت او سعادت سے اس یتیم کی پرورش کے بارہ مین بھی اطمینان ہی مگر ساتھ اسکے یہ بھی گمان ہی کہ شاید بوجہ کثرت اولاد کے تم سے اسکی خاطرداری مین کچھ فرق آ جائے تو پھر کون اسکی دلجوئی اور غمخواری کرے اور کسکے دامن مین یہ پناہ لینے جائے بعد اسکے ابو طالب اُٹھکر اپنے والد بزرگوار کے حضور مین آئے اور کمال ادب و تعظیم سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے کہ ای امیدگاہ ملک و دولت ای پشت پناہ دین و ملت اگر مین لیاقت اس امر کی رکھتا ہون تو یہ خدمت میرے سپرد فرمایئے اور کسی طرح کا کوئی اندیشہ اپنے دل مین نہ لایئے انشاء اللہ تعالی مجھسے انکی پرورش اور نگہداشت بخوبی عمل مین آسکے گی اور کبھی کسی

نوع کی تکلیف انکو نہونے پائیگی جب ابوطالب نے یہ مضمون عرض کیا تو اسوقت
عبدالمطلب بہت خوش ہوے اور یہ جواب دیا کہ بیشک خدا نے تمھین کو لایق سپردگی
اس امانت کے بنایا ہی تمھاری ہی تقدیر نے اس سعادت اور دولت کا حصہ پایا ہی
اب مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بارہ مین صلاح لیتا ہون اگر وہ رضامند
ہوے تو ابھی تمھارے سپرد کیے دیتا ہون غرض کہ جب عبدالمطلب نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ مین مشورہ لیا تو آپ بہت خوش ہوے
اور نہایت اس بات کو پسند کیا بعد اسکے عبدالمطلب نے ابوطالب سے فرمایا کہ لو
تمھین مبارک ہو کہ محمد سا بیٹا خوش لقا تمھاری فرزندی مین آیا مگر میری اس وصیت
کا خیال ضرور رہے کہ میرا یہ نور بصر لخت جگر ہر حال مین رنج وغم سے دور رہے غرض کہ
حضرت عبدالمطلب نے ابوطالب کو اسی طرح کی بہت سی وصیتین فرما کر یہ ارشاد کیا
الحمدللہ کہ اب مجھپر خدا نے موت کو آسان کر دیا یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو نہایت محبت اور شفقت سے گود مین لیکر پیار کیا اور آپکے رخسارۂ نازنین اور
چشم خدا بین پر بوسہ دیکر ابوطالب کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ مجھے اکثر لڑکون کے منھ پر
بوسہ دینے اور پیار کرنے کی نوبت آئی مگر یہ تیزی اور لطافت اور خوشبو مین نے
کسی لڑکے کے رخسارہ اور منھ پر نہین پائی اشعار

ہم بوت خوش ہم روت خوش ہم شیوہ ات خوش خوش لقا	
	ہم مہر تو خوش ہم غضب ہم لطف تو خوش ہم رضا
ای صورت عشق احدی حسن تو بیرون ز حد	
	ای ماہ روے سروقد ای جان فزاے دلکشا

اے جان باغ یاسمین وے شمع اخلاق و زین	
	اے سنغاث مار وطین اے شہسوار ہل استے
اے خوان لطف انداختہ وے بالیمان ساختہ	
	طوطی و کبک ہم فاختہ گفتہ ترا مدح و ثنا

القصہ بعد اس گفتگو کے حضرت عبد المطلب نے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے انتقال فرمایا اور حجون مین کہ مکے والون کا قبرستان ہے وہان آپ کا مدفن بنایا انا للہ وانا الیہ راجعون

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا	عَلَىٰ نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

کتب سیر مین منقول ہے کہ جب حضرت عبد المطلب نے وفات پائی تو آپ کی پرداخت اور نگہداشت کی ذمہ داری ابو طالب نے اٹھائی اور کمال شفقت اور الفت کے ساتھ آپ کی خاطرداری اور دلجوئی مین رہتے تھے اور اپنے سب لڑکون سے زیادہ آپ کی پاسداری کرتے اور ہر طرح کی نازبرداریان سہتے تھے یہان تک کہ رات کو اپنے پاس ہی سلاتے تھے ایک لمحہ کی بھی مفارقت گوارا نہ فرماتے تھے اور کھانا بھی ایک ہی برتن مین اپنے ساتھ کھلاتے تھے اور جس محفل یا مجلس مین تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا تو وہان آپ کو بھی ساتھ لیجاتے تھے اور جس کھانے مین آپ ہاتھ نہ لگاتے اس کھانے کو ابو طالب ہرگز نہ کھاتے اور پہلے جب آپ کھانا نوش جان فرما لیتے تھے تب ابو طالب اپنے گھر والون کو کھانے کی اجازت دیتے تھے اور اس حالت مین خداوند ذو الجلال نے یہ کرامت آپ کی ظاہر فرمائی کہ جس کھانے مین آپ نے اپنا ہاتھ لگا دیا اس کھانے کو سبھون نے بخوبی شکم سیر ہو کر کھا لیا اور خوب

برکت پائی اور اگر اتفاقاً کسی روز آپ کو کھانے مین ہاتھ لگانے کی نوبت نہ آئی
اُس روز سب لوگ بھوکے ہی رہے اور کسی چیز مین برکت نہ پائی اور ابوطالب نے
بہت قصائد آپ کی مدح وثنا مین فرماتے ہین کثر لوگون نے کتب تواریخ مین لکھے
پائے ہین ابن عساکر عرفطہ سے نقل کرتے ہین کہ مین ایک مرتبہ اپنے وطن سے بضرورت
مکے مین آیا وہان کے لوگون کو قحط مین مبتلا پایا پھر دیکھا مین نے کہ ایک روز سب لوگ
وہان کے جمع ہوکر ابوطالب کے پاس آئے اور یہ التجا اُنکے حضور مین لائے کہ آپ
جناب باری مین دعا فرمایئے اور اس بلاے قحط سالی سے ہمکو نجات دلایئے پس
ابوطالب نے ایک لڑکے کو کہ مُنہ اُسکا مانند آفتاب کے تابان اور مثل مہتاب کے درخشان
تھا اپنی گود مین اُٹھا لیا اور کعبے مین جاکر اُس لڑکے کی پشت کو کعبے کی دیوار سے ملا دیا
پھر اُس لڑکے نے اپنی اُنگلی سے آسمان کی طرف کچھ اشارہ فرمایا اُسی وقت آسمان
پر ابر بکثرت گھر آیا اور خداوند تعالی نے ایسی طغیانی کے ساتھ پانی برسایا کہ تمام کوچہ
مکہ بند ہوگئے اور ہر طرف پانی ہی پانی نظر آیا ابوطالب سے روایت ہے کہ مجھے ایکبار
بازار ذی مجاز کی سفر کی نوبت آئی اثناے راہ مین ایک جگہ پر مین نے بسبب
شدت تشنگی کے اپنی طبیعت نہایت بیچین پائی اور اُس مقام پر کہین پانی نظر نہ آیا
حتی کہ شدت تشنگی سے بہت گھبرایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہمراہ تھے
میرا یہ حال دیکھکر آپ کو بہت انتشار ہوا دیکھا مین نے کہ آپ اُسی حالت انتشار مین
دو زانو بیٹھ گئے اور آپ کے پاے مبارک کی ایڑیون کے پاس سے ایک چشمہ آب مصفا
کا نمودار ہوا مین نے اُس پانی کو لیکر کمال خوشی سے نوش کیا بخدا ے لایزال ایسا
خوش مزہ اور شیرین اور ٹھنڈا پانی مین نے کبھی نہین پیا غرض کہ اسی طرح سے

صدہا معجزات اور خوارق عادات آپ کی ذات والا صفات سے اُس حالت صغر سن مین اس طور پر ظاہر ہوئے کہ سب لوگ اُنسے ماہر ہوے اور آپ کا بارہ برس دو مہینے دس دن کے سن مین ابوطالب کے ہمراہ ملک شام مین جانا اور بحیرا راہب کی وصیت اور ممانعت سے بخوف کفار نابکار کے مین واپس لانا اسکی تفصیلی کیفیت ایک رسالہ میلاد شریف مولفہ نحیف مین مسطور ہو لہذا احباب اُس حال سے یہان پر آپ کے عقد نکاح کی کیفیت لکھنا منظور ہے

یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا		علیٰ نبیک خیرِ الخلق کلہم

بیان جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف سے مال تجارت لیکر ملک شام کو جانا اور وہان سے مع الخیر والعافیت بجلدی تمام بامراد معاودت فرمانا اور پھر حضرت خدیجہ کا آپ سے نکاح مین آنا اور ابوطالب کو آپ کی طرف سے اطمینان پانا

بی بی نفیسہ بنت منیہ سے روایت ہو کہ جب اُس رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سن مبارک پچیس برس کی عمر کو آیا تو اس اثنا مین ایک روز عاتکہ بنت عبد المطلب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اپنے بھائی ابوطالب کے پاس آئین اور یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ ای بھائی اس نونہال باغ زندگانی شجرۂ روضۂ کامرانی یعنے اپنے اس نور بصر لخت جگر کو کسی شجر بارآور سے پیوند کرنا بہت ضروری ہے اسواسطے کہ اب اسکے سن و شعور کا زمانہ بیایۂ شباب سے خوب معمور ہے یہ سُنکر ابوطالب نے کہا کہ ای برگزیدۂ دل و جان مین ہر وقت اس فکر و دھیان مین رہتا ہون ہردم

یہی رنج و غم سہتا ہون لیکن کیا کرون مجبور ہون اسواسطے کہ غیر قوم مین کرنا منظور نہین اور اہل برادری مین نسبت دار کی کا مقدور نہین یہ سُنکر بی بی عاتکہ نے جواب دیا کہ اے بھائی اس بارہ خاص مین مین نے ایک بات تجویز کی ہی اگر آپ کو پسند آئے تو اُسمین کوشش کیجائے ابو طالب نے کہا بہتر ہی فرمائیے وہ کون بات ہی تب اُنہے کہا اے بھائی آپ کو معلوم ہی کہ خدیجہ کو ہمیشہ سے شوق تجارت ہی اور فی الحال ملک شام مین مال بھیجنے کے واسطے اُنکو ایک شخص متدین اور امانت دار کی ضرورت ہی اور ہمارے اس نور بصر اور لخت جگر کی امانت و دیانت داری کی تمام ارباب قریش مین شہرت ہی اور آپ کی اس صفت سے ہر شخص کو بخوبی واقفیت ہی پس اگر فرمائیے تو مین بی بی خدیجہ کے پاس جاؤن اور اپنے پیارے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نوکری کے بارہ مین کچھ گفتگو کر آؤن یہ سُنکر حضرت ابو طالب کو حضرت کی یتیمی اور اپنی تنگدستی پر کمال درجہ افسوس آیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے بہن اپنے ہم چشم اور ہم قوم کی نوکری و تابعداری کرنا بڑی خجالت اور ندامت کی بات ہی لیکن مین کیا کرون کہ سالہا سال سے تنگدستی اور فکر معیشت کا زمانہ میرے ساتھ ہی بہر حال تم بی بی خدیجہ کے پاس جاؤ اور آنحضرت کی امانت داری اور ہوشیاری و لیاقت اور فہم و فراست اور عقل و درایت کا حال اُنکو سُناؤ کیا عجب ہی کہ خدیجہ آپکے واسطے کوئی ایسی بات تجویز فرمائین کہ جس سے ہم آپ کی طرف سے مطمئن خاطر ہو کر ہمچشمون مین آنکھ نہ چھپائین اور چونکہ حضرت بی بی خدیجہ تمام رؤسائے عرب مین ممتاز اور قوم قریش مین سب سے زیادہ عزت و حرمت مین سرفراز اور حسن و جمال مین شہرۂ آفاق اور کثرت مال و دولت مین طاق تھین

لہذا تمام عرب کے امرا نامدار اور شہریار ذی وقار اُنکے ساتھ عقد مناکحت کے
خواستگار تھے اور اسی وہم و خیال میں لیل و نہار گرفتار اور حضرت خدیجہ نے بعد
انتقال اپنے شوہر کے اپنے دل کو یاد الٰہیہ اور اشتغال کتب سماویہ مین مشغول کیا
اور کبھی اپنے عقد ثانیہ کا نام بھی نہ لیا بی بی خدیجہ خود روایت کرتی ہین کہ چند عرصہ
کے بعد ایک رات مجھے یہ خواب دکھائی دیا کہ ایک مہتاب عالمتاب آسمان سے
آکر میری گود مین گرا اور اُسکے نور نے میری بغل سے نکل کر تمام عالم کو اپنی روشنی سے
گھیر لیا جب مین خواب دیکھکر بیدار ہوئی تو اُسکی تعبیر کے واسطے نہایت بیقرار ہوئی
حتیٰ کہ اُسی حالت بیقراری مین دریافت حال کے واسطے ایک آدمی بحیرا راہب کے
پاس دوڑایا وہ وہان سے یہ جواب لایا کہ خدا ے دوجہان نے نبی آخرزمان کو مبعوث
فرمایا ہی اور تو عنقریب اُنکے عقد نکاح مین آئیگی یہی تعبیر اُس خواب کی ہی جو تیرے
دیکھنے مین آیا ہی اور وحی الٰہی تیرے ہی مکان مین اُنکے پاس نزول فرمائیگی اور
سب سے پیشتر تو ہی اُنپر ایمان لائیگی اور قوم قریش سے اولاد بنی ہاشم نے یہ مرتبہ
پایا ہی کہ ایسا نبی برگزیدہ خدا نے اُنمین پیدا فرمایا ہی بی بی خدیجہ اپنے خواب کی یہ تعبیر
سُنکر سجدات شکر بجا لائین اور اسقدر خوش و محظوظ ہوئین کہ اپنے جامہ مین
پھولی نہ سمائین اور اُسی روز سے اُنکو اپنے خواب کی تعبیر کا انتظار تھا اشتیاق
دیدار جمال محمدی مین دل بیقرار تھا کہ ناگاہ بی بی عاتکہ واسطے تذکرہ نوکری آنحضرت
کے اُنکے گھر آئین بی بی خدیجہ اُن سیدہ کا اپنے گھر تشریف لانا کمال موجب
فخر و سعادت کا سمجھین اور نہایت درجہ تعظیم و تکریم پیش آکر حقوق مہمانداری
بجا لائین اور عرض کیا کہ ای سیدہ جس چیز کی ضرورت ہو اُسے فرمایئے

کسی طرح کا تکلف اپنے دل مین نہ لائیے خدا کے فضل سے سب کچھ یہان موجود ہی
آپ کے ارشاد کی تعمیل مین عین ہمارے لیے سعادت اور بہبود ہی یہ سُنکر بی بی عائشہ
نے کہا باوجودیکہ بعضی بات کا ظاہر کرنا سراسر خلاف خاندان ہوتا ہی اور اُسکے
اظہار سے سراسر کسر شان لیکن بعض معاملہ اس قسم کا پیش ہوتا ہی کہ ایسے رعایات
کو ہاتھ سے کھوتا ہی آپ پر ظاہر ہی کہ میرے بھائی عبد اللہ مرحوم کا بیٹا کہ محمد اُسکا
نام ہی یا رب صل وسلم علیہ اب حضرت والد ماجد کی وصیت سے بھائی ابو طالب
کے سپرد اُسکی پرورش کا انتظام ہی لیکن بھائی صاحب موصوف بوجہ اپنی تنگدستی
اور بیمقدوری کے اُسکی خانہ آبادی یعنی شادی کی تدبیر سے ناچار ہین اور ہم سب
بھی بعض وجوہات سے مجبور بے اختیار ہین اور ہم نے سُنا کہ آپ کے یہان
مال تجارت واسطے روانگی ملک شام کے مہیا ہی اور آپ کو اُسکی نگہداشت کے واسطے
ایک داروغہ امانت دار درکار ہی اور ہمارے اُس نور بصر لخت جگر کی امانت داری
اور لیاقت وہوشیاری کا حال تمام قوم قریش پر ظاہر ہی بلکہ اُسکے جملہ اوصاف حمیدہ
اور صفات پسندیدہ کی مدح وثنا مین ہر شخص کی زبان قاصر ہی لہذا مین چاہتی ہون
کہ یہ کام اُس عالی مقام کے سپرد فرمائیے اور ہم سب کو اپنا ممنون ومشکور بنائیے
یہ سُنتے ہی حضرت خدیجہ کو اپنے خواب کا کچھ اثر نظر آیا اور کمال فرحت ومسرت سے
باغ باغ ہوکر یہ جواب ارشاد فرمایا کہ فی الحقیقت محمد امین کی امانت ودیانت داری کا
حال تمام شہر مین مشہور ہی لہذا یہ کام اُنکے سپرد کرنا مجھے بدل منظور ہی بلکہ اگر آپ میرا
یہ کام اُس عالی مقام کے سپرد فرمائینگی تو مجھے خود اپنا سراپا ممنون احسان بنائینگی
اس لیے کہ امانت دار آدمی کا ہاتھ آنا دشوار ہی اور ایسے کامون کو بخیریت تمام

انجام کو پہونچانا بڑے مرد و صعد اروں کا کام ہی اب آپ براہ مہربانی اسی وقت
اپنے مکان پر جائیے اور محمد امین علیہ السلام کو یہان لائیے تاکہ ابھی یہ بات طے ہو جاے
اور میرا دل اُس کام کے سرانجام سے اطمینان پائے جب بی بی عاتکہ نے حضرت
خدیجہ سے یہ جواب باصواب پایا نہایت خوشی سے اپنے گھر آکر یہ سب حال اپنے
بھائی ابو طالب کو سنایا اور کہا کہ اسی وقت محمد علیہ السلام کو میرے ساتھ کیجیے مین
ابھی لیے جاتی ہوں مجھے اجازت دیجیے اور وہان حضرت خدیجہ نے اپنے مکان کو خوب
آراستہ اور صاف کرایا اور اپنے ملازمین پر بتاکید یہ حکم فرمایا کہ جسوقت آپ یہان
تشریف لائین تو آپ کو بہت عزت کے ساتھ مکان صدر مین بٹھانا اور تم سب لوگ
بتعظیم و تکریم آداب بجا لانا یہ فرما کر خدیجہ نے خود توریت و انجیل و دیگر کتب سماویہ
مین نبی آخر الزمان کے دلالت و نشانات دیکھنا شروع کیے جبتک حضرت تشریف لائین
جملہ علامات نبوت خوب ذہن نشین کر لیے بعد تھوڑی دیر کے جناب اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی پھوپھی بی بی عاتکہ کے ہمراہ حضرت خدیجہ کے مکان پر تشریف لائے
اور ملازمان خدیجہ بکمال تعظیم و تکریم دست بستہ آپ کے حضور مین حاضر آئے اور
آپکو بڑے اعزاز و اکرام سے لیجا کر مکان صدر مین بٹھایا اور حضرت خدیجہ نے
آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر نہایت حظ اُٹھایا پھر جو بغور دیکھا تو آپ کو جملہ
علامات و نشانات نبوت سے مالامال پایا اور آپ کے نبی آخر الزمان ہونے
پر یقین کامل آیا اور بحیرا راہب کی تعبیر وقوع مین آئی بے سان گمان یہ دولت عظمے
گھر بیٹھے پائی مگر خدیجہ نے براہ دور اندیشی اپنے دل مین کہا کہ ابھی اس امر کو پوشیدہ
رکھنا بہتر ہی اس لیے کہ فی الحال اسکے اظہار مین قوم کی طعنہ زنی کا ڈر ہی پھر اُسی وقت

دو اونٹ کی اجرت پر آپ کو اپنی طرف سے امین مقرر کیا اور مال تجارت لیکر قافلہ
کے ساتھ جانے کا حکم دیا مگر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اپنی ہتقوم
ہونے خدیجہ کے اس نوکری اور اجرت سے اپنے دل کو خوش نہ پایا لیکن بدرجہ
مجبوری اس کام بالخیر انجام کو اختیار فرمایا اور حضرت خدیجہ کو اسوجہ سے بدرجہ
کمال خوشی حاصل ہوئی کہ انکو اب جلد اپنے مطلب قلبی پر فایز ہونے کی امید کامل
ہوئی حاصل کلام حضرت خدیجہ کا ایک غلام میسرہ نام تھا اُسی کے سپرد سب تجارت کا
کام تھا حضرت خدیجہ نے اُسکو بلا دیا اور ایک خلعت نہایت عمدہ گران قیمت اُسکے
سپرد فرمایا اور ایک اونٹ ساز و یراق شاہانہ سے مرتب و آراستہ کر کے آپ کے
ہمراہ کیا اور آپ کو مع مال تجارت رخصت کرکے میسرہ کو یہ حکم دیا کہ اب تو یہاں سے
مہار اونٹ کی آپ کے ہاتھ مین دے اور تو ساتھ ہولے مگر جب شہر کے باہر جانا اور
قوم سے علیحدہ ہونا تب یہ خلعت آپ کو پہنا دینا اور اُس اونٹ پیچ ہودے پر
آپ کو بٹھا کر مہار اُسکی تو اپنے ہاتھ مین لے لینا اور تو پیدل چلا کرو کے اسی طرح
برابر آپ کے ساتھ جانا اور آپ کو اپنا حاکم اور آقا سمجھ کر آپ کے حکم کی تعمیل
بدل و جان بجا لانا اور کسی چیز مین بدون آپ کی اجازت اور رضامندی کے
تصرف نہ کرنا اور ہرگز ہرگز آپ کے احاطہ اطاعت سے ایک قدم بھی باہر نہ دھرنا
اور جلد تر بخیریت تمام باحصول مرام آپکو مجھ تک پہونچانا اور خبردار کہین آپ کو
رنجیدہ خاطر کرکے میرا بار عتاب اپنے سر پر نہ لینا اگر تو آپ کو رضامندی تمام مجھ تک
پہونچا ئیگا تو بہت کچھ مال و منال اسکے صلے مین پائیگا اور مین تجھسے وعدہ کرتی ہون
کہ تجھے اسکے عوض مین اپنی غلامی سے آزاد کرونگی اور تجھے بہت کچھ دے کر

تیرا دل شاد کر دنگی یہ کہکر میسرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا اور میسرہ
نے مہار اونٹ کی آپ کے دوش مبارک پر رکھکر ملک شام کا رستہ لیا جو اہالیان
شہر ارباب قافلہ کو رخصت کرنے اُس مقام پر آئے تو آپ کی اس کیفیت کو دیکھکر بڑا
افسوس کیا اور آپ کی یتیمی کو یاد کرکے اپنی آنکھوں میں اشک حسرت بھر لائے
بی بی عاتکہ کو آپ کے دوش مبارک پر مہار اونٹ کی دیکھکر کمال دلسوزی سے غش آیا
اور حالت بیخودی میں زبان حال سے یہ فرمایا کہ ای عبد اللہ تم خاک سے اپنا سر باہر
نکالو اور اپنے اس فرزند یتیم کو اس رنج و غم سے چھوڑا لو اور ابو طالب آپ کا یہ
حال دیکھکر کمال حسرت و اندوہ سے گریان ہوے اور آتش تاسف و سوز جدائی سے
دل بریان ہوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے اس حال پر افسوس آیا
مگر بجز صبر و شکر کے زبان مبارک سے اور کچھ نہ فرمایا اور فرشتے بھی آپ کا یہ حال
دیکھکر اشکبار ہوے اور کمال افسوس سے ملتجی بدرگاہ پروردگار ہوے کہ خداوندا
یہ وہی پیغمبر محبوب اور پیارا ہے کہ جسکی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک و سبحان
الذی اسری بعبدہ آیت پاک کا اشارہ ہے فرمان آیا کہ ای فرشتو اس حبیب کی حقیقت
سے تمکو کیا کام ہے اور تمہین کیا خبر کہ اس کام کا کیا انجام ہے آخرکار بحکم پروردگار
جب قافلہ شہر سے باہر آیا اور سب لوگ رخصت ہوے تب میسرہ نے وہ خلعت
نکالکر آپ کو پہنایا اور سامان سجے ہوے اونٹ پر آپکو سوار کرایا اور حضرت خدیجہ
نے جس طور سے حکم دیا تھا وہ سب بجا لایا اور مہار اُس شتر کی مانند خدمتگاروں کے
اپنے کندھے پر ڈالی اور منزل مراد کی راہ لی ابو جہل لعین و عتبہ و شیبہ یہ سب مشرکین
بے دین بھی اُس قافلہ میں موجود تھے اور آپ کے دشمن جانی یہ سب مردود تھے

جب آپ کی یہ عظمت اور شان ومنزلت اُن دشمنان دین کو نظر آئی تو شعلہ رشک
وحسد نے اُنکے دلون مین آگ لگائی پس بولے کہ اے میسرہ اس یتیم کے بدن سے یہ خلعت اُتار کے
اور موٹے پھٹے پرانے کپڑے اسکو پہنا دے اور اس سے سخت و دشوار کام لیا کر اور
کسی طرح کی رعایت اسکے ساتھ نہ کیا کر تا کہ یہ تیرا تابعدار رہے اور ہر وقت تیرا رعب
اسپر غالب اور برقرار رہے یہ سنکر میسرہ نے جواب دیا کہ نہ مین تمھارا تابعدار اور نہ غلام
پھر مجھے تمھاری اطاعت سے کیا کام میری ملکہ خدیجہ بی بی نے جسطرح پر مجھے فرما دیا ہی کہ
اور آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا مجھپر حکم کیا ہی اُسی طرح آپ کی خدمت
اور اطاعت کرنا مجھے منظور ہی تم لوگون کے دلون مین رشک وحسد سے ناحق فتور
ہی جب میسرہ سے اُن دشمنون نے یہ جواب پایا تو پھر بجز سکوت اور کچھ بن آیا
روایت ہی کہ خزیمہ بن حکیم سلمی ایک شخص حضرت خدیجہ کے رشتہ دار تھے وہ بھی آنحضرت
کے عشق ومحبت مین گرفتار تھے اُنکو بھی خدیجہ نے آپکے ہمراہ رکاب کیا تھا اور
تابعداری مین بدل وجان حاضر رہنے کا حکم بتاکید دیا تھا چنانچہ وہی خزیمہ روایت
کرتے ہین کہ اثناے راہ مین ایک مرتبہ حضرت خدیجہ کے دو اونٹ بسبب عارضہ کے
ایسے لنگڑے ولاغر ہوے کہ ہم اُنکا حال دیکھکر نہایت مضطر اور پُرخطر ہوے حتی کہ
یہ نوبت آئی کہ اُن اونٹون مین حرکت وجنبش کی طاقت مطلق نہ پائی پھر ایک مرتبہ دیکھا
ہم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اُن اونٹون کے بدن پر مس
کرکے اُنکے حق مین دعاے صحت فرمائی ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ وہ دونون اونٹ اُٹھ کھڑے
ہوے اور اُس قادر توانا کے حکم سے اسقدر قوت وتوانائی اُنھون نے پائی کہ ہمارے
اہالیان قافلہ کے جانورون مین سے کوئی جانور اُنکے مقابلہ پر نہ آتا تھا اور نہ کوئی

اُنکی سرعت اور جانبازی کو پاتا تھا میسرہ اور خزیمہ دونون یہ کیفیت دیکھکر کمال
تعجب مین آئے اور آپکے اس تصرف پر صدق دل سے یقین لائے بعد اسکے جب شہر
بصرہ کے متصل پہونچے تو بحیرا راہب کے عبادت خانہ کے نزدیک اُترے مگر دیکھا تو
اُس عبادت خانہ مین بحیرا نظر نہ آیا اور اُسکی جگہ کسی اور ایک راہب کو مقیم پایا بعد
دریافت کے معلوم ہوا کہ بحیرا نے انتقال کیا ابھی چند روز ہوے کہ اس نے ارض فانی
سے ملک جاودانی کا رستہ لیا یہ راہب اُسی کا قائم مقام ہے نسطورا اسکا نام ہے یہ شخص
بڑا عالم اور عابد قوم نصرانی ہے فی زمانہ اپنی قوم مین لاثانی ہے غرض کہ اُسی مقام پر
ایک درخت خشک نظر آیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے نیچے جاکر تھوڑی
دیر قیام فرمایا آپ کی برکت سے اُسی وقت وہ درخت از سرتا پا سبز و شاداب ہوکر
پربار ہوا اور گرد بگرد اُس درخت کے خدا کی قدرت سے عجب عجیب سبزہ زار ہوا
قضا کار بحکم پروردگار اُسوقت نسطورا راہب کسی ضرورت سے اپنے عبادت خانہ کے
کوٹھے پر آیا سامنے جو نظر پڑی تو اُس درخت کو سراپا سبز اور میوہ ہاے تر و تازہ سے
پھلا ہوا پایا اور دیکھا تو ایک جوان نہایت حسین مہ جبین پری پیکر رشک قمر اُس
شجر کے نیچے قدم زن ہے اور اُسکے سر مبارک پر وہ درخت سایہ فگن ہے جب نسطورا کو
یہ حال نظر آیا تو بجلدی تمام بام خانہ سے نیچے اُترا آیا اور جلدی سے توریت کو ہاتھ مین لیا
اور آپکے حضور مین جاکر اُسکی نشانیون سے آپکے حلیہ مبارک کو مطابق کیا تو ایک
سر مو کسی چیز مین فرق نہ پایا پھر تو اُسنے بیخود ہوکر یہ شور مچایا کہ عیسی مسیح نے
جس پیغمبر افضل البشر نبی آخر الزمان صاحب الفرقان کی خبر ہمکو دی ہے اور اُسکے
مبعوث ہونے کی سند توریت و انجیل سے لی ہے خدا کی قسم وہی نبی صاحب جود و الکرم

آتا اس درخت کے نیچے موجود ہی جو اسکی نبوت و رسالت کا منکر ہی وہ کافر خدا کی رحمت سے کونین مین محروم و مردود ہی جب یہ کلام بلاغت نظام اُس نبی خیر الانام برگزیدہ حضرت ملک العلام کی صفت و تصدیق رسالت مین اُس راہب کی زبانی خزیمہ بن حکیم کے سُننے مین آیا تو انھون نے براہ دور اندیشی یہ خیال اپنے دل مین فرمایا کہ شاید دیدۂ براہ مکر اس راہب کا آپ کے ساتھ کچھ بدی کا ارادہ ہو یا خدا نخواستہ اور کسی طرح کے فساد پر آمادہ ہو فوراً اس خیال کے اپنی تلوار کھینچکر اُسکے سر پر آئے اور اُسکے قتل کا ارادہ اپنے دل مین لائے راہب یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا اور یہ کلمہ اپنی زبان پر لایا کہ ای خزیمہ یہ کیا خیال تا سد میری عزت سے تمھارے دل مین آیا قسم ہی خداوند عز و جل کی کہ آج تک کبھی کوئی قافلہ اس قافلے سے بہتر اور عزیز تر نہین پایا ہی ہماری ہر کتاب مین لکھا ہی کہ پیغمبر آخر الزمان حبیب الرحمان باعث پیدایش زمین و آسمان سلطان دو جہان محمد مصطفے احمد مجتبے جسوقت اس درخت کے نیچے آئیگا تو یہ درخت خشک فوراً سر سبز و شاداب ہوکر برگ و بار لائیگا پس ای خزیمہ جسوقت یہ درخت مجھے سر سبز نظر آیا اور مین نے آپکو اُسکے نیچے بیٹھے پایا تو اُسی وقت مجھے آپ کی نبوت و رسالت پر یقین آگیا اور مدت سے مین آپ ہی کے اشتیاق مین اس جگہ بیٹھا تھا سو الحمد للہ کہ مین نے اپنا مطلب دلی پا لیا قسم ہی اُس خدا کی کہ جو اس پیغمبر پر ایمان لائیگا وہی دین و دنیا مین فلاح و نجات پائیگا اور جو اسکے خلاف کریگا وہی خراب و برباد ہو جائیگا ای کاش اگر میری عمر اسکے زمانہ نبوت تک وفا کرتی تو مین اسکے دین و مذہب کو قبول کرتا اور کبھی اسکے حکم سے ایک قدم بھی باہر نہ دھرتا پس ای خزیمہ اس صاحب جمال محبوب خداوند ذو الجلال کو ملک شام

کی طرف ہرگز ہرگز نہ لیجا! وہان اسکے دشمن بہت بر سر فساد ہین اُنکی شر سے اسکو
بچانا پھر خزیمہ نے جو حالات قسم معجزات سے اُس سرور کائنات فخر موجودات
کے بچشم خود دیکھے تھے وہ سب اُس راہب کو سُنائے اور راہب نے وہ سب حالات
آپکے کتب سماویہ کے مطابق پائے القصہ میسرہ اور خزیمہ نے اُس راہب کی نعیحت
سے ملک شام کے جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وہین شہر بُصری مین چندروز توقف
کرکے سب مال تجارت فروخت کرلیا اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی برکت سے اس مرتبہ نسبت اور دفعہ کے بہت نفع ہاتھ آیا خدا نے یہ بھی تصرف
آپ کا لوگون کو دکھایا کہ زیادہ سفر کی گردش اور پریشانی سے بچایا اور نفع اضعاف
ہاتھ آیا بہرحال جب قافلہ بخیریت تمام ساتھ نیک انجام کے مکے کو واپس چلا حاسدون کا
دل اس معاملہ کو دیکھکر آتش رشک سے خوب جلا اور وقت مراجعت کے آپ کی
ذات مجمع البرکات سے برابر معجزات اور خوارق عادات ظہور پاتے جاتے تھے اور
جس شجر و حجر کے نیچے آپ گذر فرماتے اُس سے آواز السلام علیک یا رسول اللہ کی
برابر سُننے جاتے تھے اکثر اوقات طلوع آفتاب کے وقت دو مرغ سفید آتے تھے
اور اُس جناب رسالت کے سر مبارک پر برابر سایہ کرتے جاتے تھے غرض کہ اسی طرح
سے بعد قطع منازل اور طے مراحل کے جب مُر الظہران مین جو مکہ معظمہ سے تین رات
دن کی راہ ہے قافلہ آیا تب حضرت ابوبکر صدیق نے کہ وہ بھی اس قافلے مین
موجود تھے میسرہ سے فرمایا کہ اب مکہ یہان سے کچھ نہین دور ہے لہذا خبر آمد قافلہ
حضرت خدیجہ کو بشیتر سے زبانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہونچانا ضرور ہے
جب حضرت ابوبکر نے میسرہ سے یہ فرمایا تو وہ فوراً آپ کا حکم بجالایا اور

ایک اونٹ زیور طلائی اور نقرئی اور ساز و یراق لاجوردی سے سجکر آپکو اُسپر
سوار کیا اور ایک خط مین مجمل حال سفر کا لکھدیا حضرت ابوبکر نے آپ سے آہستگی شتر کا
سبب استفسار کیا میسرہ نے جواب دیا کہ جو شتر سوار خبر آمد قافلے کی ہماری
بی بی خدیجہ کو پہونچاتا ہے تو اُس خوشخبری کے صلہ مین وہی اونٹ انعام پاتا ہے اور
چونکہ ہم نے آپکی ذات والاصفات سے بہت کچھ راحت پائی ہے لہذا آپکے
فائدے اور نفع کے لیے یہ تجویز ٹھہرائی ہے ابوجہل مردود بھی اُس قافلے مین موجود تھا
اُسنے میسرہ سے کہا کہ بسبب ناکردہ سفر ہونے کے محمد علیہ السلام کے بھیجنے کی صلاح
نہین ہے میرے نزدیک ہرگز اسمین فلاح نہین مگر میسرہ نے ابوجہل کے کہنے پر کچھ خیال نہ
کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی خدیجہ کے پاس روانہ کر دیا اتفاقاً اثناے راہ
مین آپکو نیند آئی اور اُسی حالت رفتار مین آپ نے ایک چشم اقدس بند فرمائی اُس وقت
مین اونٹ آپکا رستے سے بھاگ کر غیر رستے پر آیا جناب باری تعالی نے فوراً حضرت جبرئیل
کو یہ حکم سنایا کہ اے جبرئیل ابھی زمین پر جاؤ میرے حبیب کے شتر کی مہار پکڑ کر سیدھی راہ
لاکر ابھی مکے مین پہونچاؤ جب حضرت جبرئیل نے یہ حکم پایا تو ایک آن کی آن مین
آکر آپکو مع شتر سرحد مکے مین پہونچایا اور وہان حضرت خدیجہ کی یہ کیفیت کہ خبر آمد
قافلے کی سُنکر نہایت بیقرار تھین اس انتظار مین بے چین لیل و نہار تھین بی بی نفیسہ
کہتی ہین کہ اس انتظار مین دفعتہً ایک شتر سوار سامنے سے نظر آیا تیز رفتاری مین یہ عالم
اُسنے برق سے زیادہ پایا حتی کہ جب وہ شتر سوار بہت قریب آیا تو حضرت خدیجہ نے
اُسکا حال اپنے ملازمین سے دریافت فرمایا اُنھون نے عرض کیا کہ اے بی بی یہ سوار
تیز رفتار جو نہایت تیز گام نظر آتا ہے محمد علیہ السلام کے بہت مشابہ پایا جاتا ہے لوگ

یہ کہہ رہے تھے کہ اتنے میں آپ تشریف لائے ملازمان خدیجہ آپ کو دیکھکر کمال ادب
سے آپ کے ساتھ بتعظیم و تکریم پیش آئے اُسوقت حضرت خدیجہ کو کیا کہیے کہ کمال
خوشی سے مثل غنچۂ گل کھلی جاتی تھیں اور نہایت فرحت و سرور سے باغ باغ ہو کر
اپنے جامہ میں پھولے نہ سماتی تھیں پھر آپ نے وہ خط میسرہ کا بی بی خدیجہ کے
سامنے پیش کیا جب اُنھوں نے اُس خط کو پڑھا تو نہایت خوش ہوئیں اور وہ اونٹ
سجا سجایا مع ساز و یراق آپ کو نذر دیا پھر اُسی وقت خدیجہ نے میسرہ کے خط کا
جواب لکھکر آپ کو دیا آپ اُسی وقت رخصت ہوئے اور ذرا بھی دم نہ لیا پھر اُسی وقت
آپ مر الظہران میں میسرہ اور خزیمہ کے پاس واپس تشریف لائے ابو جہل وغیرہ کفار
آپ کو دیکھکر بہت مضحکے پر آئے اور میسرہ سے کہا کہ ہم نے نہ کہا تھا کہ انکے بھیجنے
کی بھلائی نہیں ہے ہرگز اس کام میں فلاح نہیں ہے حضرت ابو بکر اور میسرہ اور خزیمہ وغیرہ
کو اس بات سے بڑا ملال ہوا اور یقیناً آپ کے بے نیل مرام واپس تشریف لانے کا
خیال ہوا کہ اتنے میں آپ نے خدیجہ کا خط مُہری اپنی جیب سے نکال لیا اور میسرہ
کے آگے ڈال دیا جب میسرہ نے وہ خط لیکر پڑھا پھر تو خوشی سے پھولے نہ سمایا اور
ابو جہل وغیرہ کفار کو وہ خط مُہری بی بی خدیجہ کا دکھایا اُس خط کو دیکھکر ابو جہل وغیرہ
نہایت نادم اور شرمسار ہوئے مگر اپنی بیحیائی سے یوں برسر گفتار ہوئے کہ ہم ہرگز اس
بات پر یقین نہ لائینگے جبتک اپنا آدمی بھیجکر اسکی تحقیقات نہ کرا لینگے پھر جب
ابو جہل نے اپنا آدمی خاص خدیجہ کے پاس بھیجکر اس بات کو دریافت کرایا تو اُسکی
حضرت کا مکے میں آنا اور جواب لیکر واپس جانا صحیح پایا پھر تو کفار نابکار اس بات سے
نہایت محجوب اور شرمسار ہوئے اور اُس روز سے اور زیادہ آپ کی حسد اور

مدارات کی رسم مین گذرتا ہوے ماحصل کلام جب قافلہ بخیریت تمام مکے مین آیا
تب حضرت خدیجہ نے باشتیاق تمام مفصل حال اُس سید انام کا میسرہ اور خزیمہ سے
استفسار فرمایا اُنھون نے جو خوارق عادات اور معجزات اُس سرور کائنات فخر موجودات
کے دیکھے تھے وہ حضرت خدیجہ کو سُنائے اور نسطورا راہب کا آپکی نبوت اور
رسالت پر گواہی دے کر آپکی پیغمبری پر ایمان لانا اور آپکی برکت سے اُس
درخت کا سرسبز و شاداب ہو کر تروتازہ میوون سے پُربار ہوجانا یہ سب کیفیت
بعرض عرض لائے

یارب صل و سلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلهم

اب حضرت خدیجہ کے ساتھ آپ کے عقد نکاح کی حکایت ہے بی بی نفیسہ بنت نبیہ سے بڑی خوشی اور شادی کے ساتھ

روایت ہے کہ بی بی خدیجہ بڑی عقلمند اور ہوشیار اور نہایت دانا اور تجربہ کار
عورت تھین اور کمال صاحب جمال اور مالدار با عصمت و عفت تھین جب حضرت کے
معجزات اور خوارق عادات اور صفات و کمالات کے حالات علی التواتر سُننے مین آئے
اور جملہ آیات بینات نبوت و رسالت کے آپکی ذات معدن صفات مین مجتمع پائے
تو اُنھون نے اپنے دل مین آپکی محبت اور الفت کا کمال غلبہ پایا اور یہ خیال اُنکے
دل مین آیا کہ اگر آپ مجھے اپنی زوجیت مین قبول فرمائین تو سب کام میرے دین و دنیا
کے بنجائین بی بی نفیسہ کہتی ہین کہ حضرت خدیجہ نے مجھے اپنا ہمراز سمجھکر اپنے دلی بھید
سے آگاہ فرمایا مین نے اسکے جواب مین اُنھین یہ مژدہ سُنایا کہ آپ اطمینان فرمائیے
مین اس بات کا ذمہ اُٹھاتی ہون ابھی آنحضرت کے پاس جاتی ہون اور آپ سے

اس بات کا تذکرہ کر کے جواب با صواب لاتی ہوں پھر بی بی نفیسہ حضرت خدیجہ سے
رخصت ہو کر آپ کے حضور میں آئیں اور باتوں باتوں اس طور سے تذکرہ شادی کا
بر لائیں کہ اب خدا کے فضل سے آپ کا سن شریف حالت شباب پر آیا مگر معلوم
نہیں کہ کس وجہ سے آپ نے ابھی تک اپنے عقد نکاح کا تذکرہ کہیں نہیں فرمایا
آپ نے ارشاد کیا کہ تہیدستی مانع نکاح ہے حالت بیقدوری میں شادی کرنے کی
کیا صلاح ہے یہ سنکر بی بی نفیسہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی عورت آپ کی اہل برادری سے
حسن و جمال میں بے مثال اور دولت زر سے مالا مال ہو تو اسے آپ قبول فرمائینگے
اور اپنے عقد نکاح میں لائینگے فرمایا کہ وہ کون عورت ایسی صاحب جمال ہے کہ جسکی
نسبت تمھارا یہ خیال ہے عرض کیا کہ وہ خویلد کی بیٹی خدیجہ بڑی مالدار صاحب تجارت
ہے اور وہ حسن و جمال میں یکتائے روزگار اور کمال باعصمت و عفت ہے آپ نے فرمایا
کہ وہاں کسکی معرفت گفتگو کیجائے جو یہ بات طے ہو جائے نفیسہ نے کہا کہ میں خود خدیجہ
کے پاس جاؤنگی اور اس بات کو طے کر لاؤنگی پھر بی بی نفیسہ حضرت خدیجہ کے گھر آئیں
اور حضرت کے رضامندی کی خوشخبری اُنکے پاس لائیں بی بی خدیجہ نے اس بات کے
طے ہو جانے سے کمال حظ اُٹھایا جو مطلب دلی تھا وہ خدا کے فضل سے بر آیا پھر حضرت
خدیجہ نے اپنے چچا عمر بن اسد کو اور اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بلایا اور
اس بات سے اطلاع دے کر اور تاریخ و روز معین کر کے آپ کے حضور میں انکے
جانے کو فرمایا اور کہا کہ جسقدر لوگوں کے ساتھ آپ کی خوشی ہو آپ تشریف لائیں
اور میرے گھر میں قدم رنجہ فرما کر مجھے سرفراز فرمائیں حاصل کلام پھر جسوقت وہ دونوں
صاحب اُس نبی خیر الانام کے آستانہ فیض کاشانہ پر آئے اور خدیجہ کا حال سے

ساعت سعید مین عقد نکاح کے منعقد ہونے کا پیام لائے اُسوقت آپ کے چچا حضرت ابوطالب وغیرہ کو اس بات پر بڑا افسوس آیا کہ کوئی سامان حضرت کی شادی کیتخدائی کا اپنے گھر نہ پایا اور حضرت کو بھی اس بات کا خیال تھا اپنی تہیدستی کا دل مین رنج وملال تھا کہ اتنے مین ناگاہ حضرت ابوبکر تشریف لائے اور دیکھا تو حضرت کے چہرۂ مبارک پر آثار رنج وملال کے نظر آئے عرض کیا کہ ای برگزیدۂ عالم وای فخر بنی آدم آج اسوقت آثار رنج وملال کے چہرۂ حضور پر نور پر کیون ظاہر ہین یہ سُنکر آپ نے اپنے عقد نکاح کی کیفیت بیان فرمائی اور کہا کہ آپ تو خوب ہمارے حالات سے واقف اور ماہر ہین حضرت ابوبکر نے اسکے جواب مین عرض کیا کہ میرا مال اور جان سب حضور پر نثار ہے جس چیز کی ضرورت ہو وہ سب حاضر اور تیار ہے یہ کہکر حضرت ابوبکر اپنے گھر آئے اور ہزار اشرفی نقد اور تین تھان پارچہ ہاے عمدہ اور بیش قیمت ساتھ لیکر اُسی دم آپ کے حضور مین واپس تشریف لائے اور عرض کیا کہ لیجیے حضرت عبد المطلب نے یہ ہزار اشرفی نقد اور یہ تین تھان کہ فی تھان پانسو دینار کی قیمت ہے اس کام کے واسطے میرے پاس امانت رکھوا ئی تھی اب آپ اسکو بخوبی صرف کیجیے حالانکہ وہ سب اشرفیان اور کپڑے حضرت ابوبکر اپنے پاس سے لیکر آئے تھے مگر بخیال اسکے کہ شاید آپ اسکو خیال نفرمائین حضرت عبد المطلب کی طرف سے امانت کا حیلہ اپنی زبان پر لائے تھے ایسے ہی مقام پر دروغ مصلحت آمیز درست آیا ہے کسی نے اس بات کو مملوبہ خطا نہین فرمایا ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ابوبکر نے بحساب اپنا مال واسباب راہ خدا مین صرف کیا ہے اور اکثر لونڈی غلامون کو خرید کرکے فی سبیل اللہ آزاد کر دیا ہے اللہ انکی ذات والا سے

جو رحمت و ارحم میں نے پایا ہی وہ تمامی اسی میں کی ذات سے مجھے ہاتھ آئی ہی اور
چنانچہ اس خدمت اور اطاعت کے عوض میں حضرت ابوبکر نے یہ مرتبہ پایا کہ حق تعالے
نے خاص آپ ہی کی شان میں سورہ واللیل کو نازل فرمایا کہ آپ کی بہت تعریف
کی اور آپ کو اتقی یعنی بہت بڑا متقی اور پرہیزگار فرمایا اور جسطرح جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے خداوند عالم نے وعدہ آپ کے رضامند کر دینے کا سورہ
والضحی میں ولسوف یعطیک ربک فترضی کے مضمون میں فرمادیا ہی اسی طرح
آپ ہی کی طرف سے سورہ واللیل میں حضرت ابوبکر سے ولسوف یرضی کا وعدہ کر دیا
پس حضرات علمانے افضلیت جناب صدیق اکبر پر سورہ واللیل سے استدلال کیا
فرمایا ہی بایں وجہ کہ لفظ اتقی کا خاص آپ ہی کی شان میں آیا ہی وسیجنبھا الاتقی
الذی یؤتی مالہ یتزکی یعنی اور بچایا جائیگا دوزخ سے وہ بڑا پرہیزگار جو دیتا ہی مال
اپنا واسطے حاصل کرنے پاکیزگی کے پس یہ اشارہ صاف ظاہر اور کھلا ہوا حضرت
ابوبکر صدیق کے جانب ہی بیشک منکر اسکا مملو بہ خطا اور عقیدہ اُسکو لاریب
کا ذب ہی اور دیگر افضلیت حضرت ابوبکر پر یہ مضمون فیض مشحون ہاتھ آیا کہ سورہ حجرات
میں بھی خداوند تعالی نے خاص آپ ہی کی شان میں ان اکرمکم عند اللہ اتقکم
فرمایا پس ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالی جل شانہ نے اکرم اور افضل ہونا حضرت
صدیق کا اس امت میں صاف کر دیا اب جائے غور ہی کہ آپ کی افضلیت میں کیا
شبہہ باقی رہ گیا الحاصل اُس شہنشاہ کونین یعنی حضرت رسول الثقلین نے وہ جامہ
حضرت صدیق اکبر کا لایا ہوا زیب تن کیا اور اپنے چچا ابوطالب اور حضرت امیر حمزہ
اور حضرت عباس اور حضرت ابوبکر اصحاب ذوی الاکرام والاحترام کو

ساتھ لیا اور حضرت خدیجہ کے مکان کی طرف چلے کفار نابکار سیکہ دل آپ کی اس
شان وعظمت کو دیکھکر شعلۂ رشک حسد سے خوب جلے اور وہان حضرت بی بی خدیجہ
نے اپنے مکان عالی شان کو سامان شاہانہ اور لوازمات عروسانہ سے خوب آراستہ
کیا اور ہر طرح کے تکلفات سے بخوبی مرتب کرکے سجا دیا پھر جسوقت آپ حضرت خدیجہ
کے گھر تشریف لائے اسوقت انھون نے کئی خوان جواہرات اور اشرفیون کے
آپ کے سر مبارک سے نثار کرائے اور بہت سی خواصون کو اسوقت آزاد کیا اور
ہر ایک کو اسکے مرتبہ کے موافق بہت کچھ دے کر خوش وشاد کیا پھر ابو طالب نے
اپنے تمام اعزا و اقربا اور رؤساے قریش کو بلایا اور آپ کے عقد نکاح کا خطبہ کمال
فصاحت و بلاغت سے سنایا خطبہ نکاح جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنَا حِضْنَةَ بَيْتِهِ وَسُوَّاسَ حَرَمِهِ وَجَعَلَ لَنَا بَيْتًا مَحْجُوجًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا
الْحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ ابْنَ اَخِي هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَتًى
يُوْزَنُ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا رَجَحَ وَاِنْ كَانَ فِي الْمَالِ قُلٌّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ
حَائِلٌ وَمُحَمَّدٌ مَنْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَهُ وَقَدْ خَطَبَ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ وَبَذَلَ
لَهَا مِنَ الصَّدَاقِ مَا اٰجِلُهُ وَعَاجِلُهُ عِشْرُوْنَ بَكْرَةً مِنْ مَالِيْ وَهُوَ وَاللّٰهِ
بَعْدَ هٰذَا لَهُ نَبَأٌ عَظِيْمٌ وَخَطَرٌ جَلِيْلٌ حاصل معنی اس خطبہ کے یہ ہین کہ حمد و
ثنا کا سزاوار وہی پاک پروردگار ہے کہ جسنے ہمکو ابراہیم و اسمٰعیل کی نسل سے بنایا
اور معد اور مضر کی اصل سے پیدا فرمایا اور ہمکو اپنے حرم محترم کا مجاور کیا اور سب
لوگون پر ہمکو حکمرانی کا اختیار دیا پھر حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ میرا بھتیجا محمد
بن عبد اللہ ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اگر اسکو قریش کے ہزار آدمیون کے ساتھ

وزن کرین تو بھی وہ مرتبہ مین زیادہ ہزار درجہ ہی اگرچہ مال و دولت مین کم ہی پس
اسکا کیا غم ہی اسواسطے کہ مال ہماتا کار مانند سایہ ہی ہر شخص نے اسکو گھٹتے ہی پایا ہی
اور یہ تو سب کو بخوبی معلوم ہی کہ یہ بھتیجا میرا نور دیدہ عبد اللہ مرحوم ہی سو اب وہ
چاہتا ہی کہ بعوض میرے بیس اونٹون کے خدیجہ بنت خویلد کو اپنے عقد نکاح مین
لائے اور قسم ہی خدائے عز وجل کی قریب ہی کہ یہ فرزند ارجمند میرا مرتبہ عظیم کو
پہونچ جائے جب ابو طالب نے یہ خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
فرمایا تو پھر حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل نے اٹھکر حضرت خدیجہ کی
طرف سے بھی ایک خطبہ لوگون کو سنایا بعد اسکے عمرو بن اسد خدیجہ کے چچا نے باواز بلند
لوگون کی طرف مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ مین بخوشی تمام اپنی بھتیجی خدیجہ کو محمد علیہ السلام
کے نکاح مین لایا اور طریقہ ایجاب و قبول کا طرفین سے وقوع مین آیا اور
مہر ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پانسو درم یا چار مثقال سونے کے قرار
پایا کہ ان دنون وہی بیس اونٹون کی قیمت کا اندازہ تھا اس سے کم نہ زیادہ تھا
بعد اسکے ابو طالب نے ایک اونٹ ذبح کرکے طعام ولیمہ کو دیا اور اپنے اعزا اور
قریش کے روسا کو بلا کر کھلایا اور وہ توڑا ہزار اشرفیون کا جو ساتھ تھا سب اس
خوشی مین صرف کیا ایک خرمہرہ بھی آستین سے باقی رہنے نہ دیا اور حضرت خدیجہ نے
اس روز اسی خوشی مین اپنی لونڈیون کو آزاد فرمایا اور تمام خزانہ اپنا آپ پر تصدق
کرکے خوب لٹایا اور باقی مال و اسباب آپ کے حضور مین پیش کرکے عرض کیا کہ اسے
قبول و منظور فرمائیے اور امور معیشت مین کسی طرح کی تکلیف نہ اٹھائیے اور مین
آپ کی ایک ادنی کنیز باوفا ہون ہزار جان و مال سے آپ پر فدا ہون

حضرت ابو طالب اس بات سے نہایت خوشی مین آئے اور حضرت کی فکر معیشت سے فارغ البال ہو کر جناب احدیت مین ہزار ہزار حمد و شکر بجا لائے اور حضرت خدیجہ نے مدت العمر آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور دلجوئی کو ہر کام پر مقدم فرمایا اور آپ بھی ہمیشہ اُنسے نہایت درجہ خوش رہے اور اُنکی ذات سے آپنے بڑا آرام پایا

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اب ذکر ہی آپ پر وحی الٰہی کے نزول پانے کا اور مرتبہ نبوت اور رسالت سے آپکے ممتاز ہو جانے کا

روایت ہے کہ سات برس کی عمر سے گیارہ برس کی عمر تک حضرت اسرافیل علیہ السلام کو خداوند تعالی نے آپ کے ساتھ تعینات فرمایا اور اس اثنا مین مشرکین بے دین اور دشمنان لعین کے شر و فساد سے باستعانت حضرت اسرافیل آپکو بچایا اور کبھی کبھی حضرت اسرافیل آپ کے سامنے بھی آجاتے تھے اور دو چار باتین بھی کر جاتے تھے بعد اسکے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آپ کی حفاظت و معاونت کا حکم دیا چنانچہ بارہ برس کی سن سے انتالیس برس کی عمر تک حضرت جبرئیل آپ کے ساتھ رہے مگر اس مدت مین حضرت جبرئیل نے کبھی اپنے تئین آپ پر ظاہر نہین کیا حتی کہ جب سن شریف آپ کا چالیس برس کی عمر کو آیا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے تئین بحکم خداوند تعالے آپ پر ظاہر فرمایا اُس سے چندروز پیشتر جس شجر یا حجر کے پاس آپ کا گذر ہوتا اُس سے برابر آواز یا رسول اللہ کی آپ کے گوش مبارک مین آتی تھی ہر طرف سے یہی صدا سُنی جاتی تھی اور آپ فرماتے ہین کہ اسی طرح جس راستے یا گلی مین مین جاتا تھا برابر یا محمدؐ کی

سنایا جاتا تھا اور کوئی شخص پکارنے والا مجھے نظر نہ آتا تھا اسی وجہ سے مین گھبرا جاتا تھا
اور خوف کھاتا تھا اور جب مین گھر مین آتا تو یہ سب حال بی بی خدیجہ کو سناتا
وہ اسکے جواب مین نہایت تشفی اور دلجوئی کے ساتھ مجھسے کہتین کہ آپ اس سانحہ
کچھ تشویش نہ فرمائیے اور کسی طرح کا دغدغہ اور اندیشہ اپنے دل مبارک مین نہ لائیے
خدا کے فضل سے کوئی آسیب آپکے پاس آنے نہ پائیگا اب عنقریب خداوند تعالی
آپکو مرتبہ عالی پر پہونچائیگا ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
روایت ہے کہ قبل نزول وحی آسمانی اس محبوب حقانی کو اکثر رویاے صادقہ نظر
آتے تھے یعنی خواب مین جو جو کوئی آپ دیکھتے تھے وہ سب بعالم ظاہر پیش نظر
ہوجاتے تھے اور بابہاے کرامت و استقامت کو خداوند تعالی نے آپ پر گشادہ
کردیا اور استار اسرار کو آپ کی نظرون سے اٹھالیا اور اسی حال مین آپ اکثر
غار حرا کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنے تئین عبادت الٰہی مین بہ ریاضت تمام
صبح سے تا شام برابر مشغول فرماتے تھے آخرکار آپ کو اپنے پروردگار کی کثرت
عبادت کا یہان تک اتفاق ہوا کہ اسکے شوق شوق مین گھر مین تشریف لیجانا
آپ کو شاق ہوا حتی کہ جب سن مبارک آپ کا پورے چالیس برس کا ہوا اور
اسوقت انوار آپنے تمام عالم کو اپنی روشنی سے منور فرمایا تو شروع اکتالیسوین
سال مین تیسری یا آٹھوین تاریخ ربیع الاولی کی دوشنبہ کے روز آپ غار حرا مین مراقبہ
بیٹھے تھے کہ دفعتہً ایک نور دل افروز جلوہ مین آیا یعنی ابتداءً وحی الٰہی نے
اسی روز ورود فرمایا اور آپنے ایک شخص کو بصورت آدمی اپنے پاس موجود پایا
پھر اس شخص نے کہا کہ قُم یا محمدؐ یعنی اٹھو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ

کہ پھر اُس شخص نے آپ کو اپنے ہمراہ لیا اور درمیان کوہ صفا و مروہ کے داخل کیا پھر
اُسی مقام پر اُس شخص نے کچھ پڑھنا شروع فرمایا اُسکی تاثیر سے پانوں اُسکے زمین پر
رہے اور سر آسمان پر نظر آیا پھر جب اُسنے اپنے پرون کو پھیلا دیا تو مشرق سے مغرب تک
ساری زمین کو ڈھانپ لیا رنگ اُسکے پانوں کا زعفرانی اور چہرہ نہایت نورانی
اور پر اُسکے عجب پُر بہار مانند سبزہ زار تھے اور سر کے بال نہایت سُرخ مثل مونگے کے
عجب قطعدار تھے اور دانت اُسکے نہایت صفائی سے مانند سلک گوہر آبدار کے
تابان اور پیشانی اُسکی نہایت کشادہ مثل آفتاب کے درخشان اور ایک گلوبند
سرخ یاقوت کا اُسکی گردن میں بندھا تھا اور اُسکی پیشانی منور پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بخط نور لکھا تھا جب آپ کو وہ جوان اس شکل و ہیئت سے نظر آیا
تب آپ نے اُسکی طرف مخاطب ہوکر اُسکا نام استفسار فرمایا اُسنے جواب دیا کہ انا جبرئیل
امین حامی وحی رب العالمین اب پڑھو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا مین پڑھا
نہین کیا پڑھون پھر حضرت جبرئیل نے ایک مکتوب حریر بہشتی پر لپٹا ہوا اپنے پر دن کے
نیچے سے نکال کر آپ کے حضور مین پیش کیا اور جناب باری کی طرف سے اُس مکتوب
کے پڑھنے کا آپ کو حکم دیا پھر آپ نے فرمایا کہ مین پڑھا نہین ہون کیا پڑھون تیسری
بار اُس محبوب کردگار کو حضرت جبرئیل نے اپنی گود مین لیکر اس زور سے دبایا کہ آپ
بے چین ہوئے اور کمال درجہ اپنے کو مضمحل پایا غرض کہ اسی طرح سے تین بار
بحکم پروردگار حضرت جبرئیل نے آپ کو اپنی گود مین لیکر دبایا اور اُس مکتوب کے
پڑھنے کو فرمایا اور ہر بار آپ یہی ارشاد فرماتے تھے کہ مین پڑھا نہین ہون کیا پڑھون
آخرکار جب تین بار اسی طرح ارشاد فرمایا تو پھر خود حضرت جبرئیل نے شروع اقرا سے

تا مالم یعلم پڑھکر آپ کو سنایا تب حضرت جبرئیل کی زبانی اس کلام ربانی کو آن
محبوب حقانی نے استماع فرمایا تو پھر آپ نے بھی اُس کلام معجز نظام کو اپنی زبان
مبارک سے پڑھکر سنایا بعد ازان حضرت جبرئیل کا یہ تصرف ہویدا ہوا کہ اُس جگہ پانون
مارنے سے ایک چشمہ آب مصفا کا پیدا ہوا پھر بہ تلقین حضرت جبرئیل امین آپ نے اُسی
پانی سے وضو پایا بعد اسکے حضرت جبرئیل نے دو رکعت نماز پڑھی اور آپ نے اُنکا اقتدا
فرمایا غرض کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپکو وضو اور نماز کا طریقہ تلقین فرمایا
تو پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تنہا رہ گئے اور کوئی نظر نہ آیا اُسوقت
ایسی ہیبت اور دہشت آپ پر غالب آئی کہ جس سے کمال درجہ آپ نے اپنی طبیعت
مین بیقراری پائی اور اُسی بیقراری مین آپ حضرت خدیجہ کے مکان پر آئے اور حالت
اضطرار اور تزلزل مین یہ کلمہ زبان مبارک پر لائے زملونی زملونی یعنی مجھے خوب
اُڑھاؤ اور تمام اعضا میرے لباس سرمائی سے چھپاؤ حضرت خدیجہ نے حسب الارشاد
جلدی سے آپ کو اُڑھایا اور جب آپکا اضطراب کم ہوا تب آپ نے مفصل حال
حضرت خدیجہ کو سنایا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ اس سانحہ کے وقوع سے میرا دل نہایت
پرخطر ہے بلکہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ آپ اپنے دل مین
ایسے خیالات نہ لائیے اور ہر طرح مطمئن رہیے خداے تعالی آپ کا نگہبان ہے آپ کی
ذات پاک کو کسی طرح کی ضرر پہونچنے کا ہرگز نہین گمان ہے اسواسطے کہ آپ راست
گفتار اور نیک کردار ہین اور آپ یتیموں اور بیکسون کے دستگیر و غمگسار ہین غریبون
اور محتاجون کے حال پر آپ ترحم فرماتے ہین اور لوگون کے مصائب مین آپ کام
آتے ہین غرض کہ اسی طرح سے بہت تسکین و تشفی کی باتین حضرت خدیجہ نے

آپ کو سنائین بعد ازان آپ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے
پاس آئین اور اُنسے سارا قصہ آپ کا نقل کیا اُنھون نے سنتے ہی یہ جواب دیا کہ یہ
فرشتہ ہی کہ جو اگلے پیغمبرون پر آتا تھا اور اُنکے پاس وحی آسمانی لاتا تھا کاش کہ مین
زندہ رہتا اُسوقت تک جبکہ آپکی امت اُنکو ایذا و تکلیف پہونچائیگی اور لوگون کی شرارت
کے سبب سے اُنکو مکے سے نوبت ہجرت کی آئیگی تو مین اُنکی شراکت کرتا اور کبھی ایک
قدم بھی اپنا اُنکے جادۂ اطاعت سے باہر نہ دھرتا اور قریب ہی کہ اللہ تعالی اُنکو کافرون
او مشرکون سے لڑنے اور انپر جہاد کرنے کا حکم فرمائے اور اُنکی نبوت و رسالت کا
ڈنکا ساری خدائی مین بج جائے بعد اسکے ورقہ نے آپکی پیشانی نورانی پر بوسہ
دیا اور آپ کو رخصت کیا روایت ہی کہ پھر جب چند روز کے بعد ورقہ نے انتقال فرمایا
تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو سبز پوشاک پہنے ہوے بہشت مین
سیر کرتے پایا سبحان اللہ ورقہ کو فقط آپ کی تصدیق رسالت پر یہ مرتبہ ہاتھ آیا کہ
حق تعالی نے اُنکو اس مرتبہ کے ساتھ بہشت اعلی مین پہونچایا پس غور کرنے کا مقام
ہی کہ جو لوگ شب و روز ہمیشہ آپ کے عشق دل افروز مین مبتلا رہتے ہین اور بصدق
دل آپ کا کلمہ کہتے ہین اور ہر دم آپ ہی کا دم بھرتے ہین وہ کیونکر عذاب آخرت
سے نجات نہ پائینگے بیشک خداوند تعالی کی رحمت اور آپ کی شفاعت سے
بخشے جائینگے بعد اسکے تین برس تک نہ حضرت جبرئیل آئے اور نہ وحی الہی لائے
اور اس درمیان مین بوجہ نہ آنے وحی کے آپ کو کمال انتشار رہا اور دل مبارک
نہایت درجہ بیقرار پھر تین برس کے بعد حق تعالی نے حضرت جبرئیل کے ہاتھ سورۂ
مدثر کو نازل فرمایا اُس روز سے اُترنا وحی کا برابر حسب ضرورت قرار دیا گیا

یعنی جب کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو فوراً وحی الٰہی نزول پاتی تھی حدیث شریف
مین آیا ہی کہ آپ نے حضرت جبرئیل کو دوبارہ اصلی صورت مین ملاحظہ فرمایا ہی پہلی
مرتبہ آپ نے اسطور سے ملاحظہ فرمایا کہ قریب زمان نزول وحی کے ایکبار بسبب
بیتابی کے آپ کے دل مبارک مین یہ خیال آیا کہ اب پہاڑ پر جاؤن اور اپنے کو
اُسکے نیچے گراؤن اس خیال سے آپ موضع اجیاد واقع مکہ معظمہ مین تشریف
لائے تو وہان حضرت جبرئیل درمیان زمین و آسمان کے ایک کرسی پر انور زرین نگار
پر بصورت اصلی بیٹھے ہوے نظر آئے اور دیکھا کہ اُنکی چشم انور نے ہر طرف سے تمام
کنارہ ہاے آسمان کو گھیر لیا ہی اور خداوند تعالیٰ نے اُنکے دونون بازوون مین چھسو
پرون کو اس طور سے پیدا کیا ہی کہ ہر ایک پر کو از سرتا پا یاقوت و موتیون سے جڑ دیا ہی
اور صورت اُنکی ایسی پاکیزہ اور نورانی ہی کہ سراپا ظہور جلوہ حقانی ہی اور آپ کے حضرت
جبرئیل کو اصلی صورت مین ملاحظہ فرمانے کی خبر خود خداوند تعالیٰ دیتا ہی وَلَقَدْ رَاٰہُ
بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ ۵ یعنی اور بتحقیق دیکھا ہی اس پیغمبر نے اُس ایلچی کو اصلی صورت
مین کھلے کنارے آسمان کے یعنی اُفق شرقی مین اور دوسری مرتبہ معراج شریف مین جب
حضرت جبرئیل قریب سدرۃ المنتہیٰ کے آگئے تھے تو اصلی صورت مین تشریف لائے تھے
ورنہ اکثر اوقات دحیہ کلبی صحابی کی صورت مین آپ کے پاس تشریف لاتے تھے اور
بعض اوقات مرد اجنبی کی صورت مین بھی آتے تھے اور علماے سیر نے لکھا ہی کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب خیر الانام کے حضور مین چوبیس ہزار بار تشریف لائے
اور اس کثرت سے کسی اور پیغمبر کے پاس نہین آئے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر
بارہ بار اور حضرت ادریس علیہ السلام پر چار بار اور حضرت نوح علیہ السلام پر پچاس بار اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام پر بیالیس بار اور حضرت موسی علیہ السلام پر چار سو بار اور حضرت عیسی علیہ السلام پر دس بار نزول فرمایا غرض کہ اس کثرت سے اور کسی پیغمبر پر حضرت جبرئیل نے آنے کا حکم نہین پایا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا		عَلٰى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اب ذکر ہی دعوت اسلام اور اصحاب کرام کے ایمان لانے کا اور آپ کی تلقین سے لوگون کی رشد و ہدایت پانے کا

اب واضح ہو کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے مرتبہ نبوت و رسالت سے ممتاز و سرفراز فرمایا تو سب سے پہلے عورتون مین حضرت خدیجہ خاتون نے بے تردد و تفکر آپ پر ایمان لاکر شرف اسلام سے بہرہ پایا جب حضرت خدیجہ نے اسلام قبول فرمایا تو جناب رسالت مآب نے انکو اپنے ساتھ غار حرا مین اس چشمہ کے پانی سے جو حضرت جبرئیل کے پانون کی حرکت سے جاری ہوا تھا وضو کرادیا اور طریقہ نماز پڑھنے کا تلقین فرمایا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کے دس دن کے بعد جناب امیر المومنین امام الاجمعین اسد اللہ غالب حضرت مرتضی علی ابن ابی طالب دس برس کی عمر مین آپ پر ایمان لاکر مشرف باسلام ہوے مردمان صغرسن مین سب سے پہلے داخل ملت حضرت خیر الانام ہوے اور قصہ ایمان لانے جناب امیر علیہ السلام کا جس طور سے کتب سیر مین رقم ہی وہ بیان بجنسہ حوالہ قلم ہی روایت ہی کہ ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا کہ ہمارے چچا ابو طالب ہمیشہ تنگدست رہتے ہین اور اسی وجہ سے برابر فکر معیشت کے صدمے سہتے ہین

اور اولاد اُنکی بکثرت ہی لہذا یہ صلاح مناسب وقت ہی کہ ہم لوگ اُنکی معاونت کرکے اُنکے لڑکون کی پرورش کا بار اپنے ذمہ اٹھائین تاکہ وہ اس فکر سے فارغ البال ہوکر سبکدوش ہوجائین حضرت عباس نے اس بات کو نہایت پسند فرمایا اور بوسیلہ بعض احباب کے یہ تذکرہ حضرت ابوطالب تک پہونچایا ابوطالب نے یہ سنکر ارشاد کیا کہ عقیل کا جدا کرنا مجھے ناگوار ہی اور باقی لڑکون کی پرورش کا حضرت عباس اور محمد علیہ السلام کو اختیار ہی غرض کہ حضرت عباس نے جعفر طیار کو اور جناب رسول مقبول نے حضرت علی حیدر کرار کو لے لیا اور کمال دلجوئی اور شفقت سے پرورش کرنا شروع کیا چنانچہ جبکہ سن شریف حضرت امیر علیہ السلام کا دس برس کے قریب آیا تب ایک روز آپ نے جناب رسول مقبول اور حضرت بی بی خدیجہ کو ایک ہی جانماز پر نماز پڑھتے پایا التماس کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون دین آپ نے اختیار فرمایا ہی ارشاد کیا کہ یہ دین متین خداے واحد معبود برحق کا ہی اسی دین کے اختیار کرنے کا حکم تم سب لوگون کے نام آیا ہی پس ای علی مین تم کو ہدایت کرتا ہون اور اسی دین کی تم پر دعوت کرتا ہون کہ خداوند عالم کو وحدہ لاشریک سمجھکر اپنا معبود برحق ٹھہراؤ اور اُسی کو اپنا خالق مطلق سمجھکر اُسکی عبادت اور اطاعت مین سر جھکاؤ اور خداوند تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول برحق کیا ہی اور تم سب لوگون کو میرا کلمہ کہنے کا حکم دیا ہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس جسوقت یہ کلام معجز نظام حضرت خیر الانام کی زبان فیض ترجمان بلاغت نظام سے جناب امیر علیہ السلام کے گوش مبارک مین آیا تو اُسکے جواب مین آپ نے یہ ارشاد فرمایا

کہ مین کوئی کام بدون صلاح و مشورہ اپنے والد بزرگوار کے نہین کرتا ہون اگر
ارشاد فرمائیے تو اُنسے اس بات مین مشورہ لے لون آپ نے ارشاد کیا کہ اے علی
ابھی اس بات کو پوشیدہ رکھنا مصلحت ہی لہذا اسکا اظہار نہ کرنا ابھی صلاح وقت
ہی جناب امیر علیہ السلام نے یہ کلام حضرت خیر الانام کا سُنکر اُس بات کو توقف
کیا مقلب القلوب نے قلب امیر المومنین کو اُسی رات نور ایمان سے منور کر کے
ذوق شوق اسلام سے پُر کر دیا پھر صبح کو جناب امیر علیہ السلام آپ کے حضور مین
آئے اور کمال ذوق شوق سے یہ التجا بمعرض عرض لائے کہ یا رسول اللہ مجھے
کلمہ تلقین فرمائیے اور طریقہ ایمان و اسلام کا بتائیے آپ نے حضرت امیر کو کلمہ
تلقین فرمایا اور طریقہ وضو و نماز کا بتایا بعد حضرت امیر کے زید بن حارثہ کہ انکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ سے لیکر آزاد کیا تھا آپ پر ایمان
لائے اور آپ نے اُنکو بھی طریقے ایمان و اسلام کے تلقین فرمائے روایت
ہی کہ یہ تینون بزرگوار بخوف کفار اپنے اسلام کو چھپاتے تھے اور جب وقت
نماز کا آتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تینون صاحبون کو لیکر وادی مکے مین
جاتے تھے اور وہان متفق ہو کر نماز ادا فرماتے تھے حتی کہ ایکدفعہ ابو طالب نے
جناب امیر علیہ السلام کو بضرورت تلاش کرایا مگر اُسوقت کہین اُنکا سراغ و
نشان نہ پایا تب حضرت امیر کی والدہ ماجدہ نے ارشاد کیا کہ مین علی کو محمد کا
نہایت مطیع اور تابعدار پاتی ہون اس وجہ سے بہت اندیشہ اور خوف
کھاتی ہون کہ کہین وہ ایسے امر کا التزام نہ کرے کہ جو مخل ملت آبا سے
کرام ہو اور اس بات سے ہمارا خاندان بدنام ہو ابو طالب نے کہا

کہ میرے بیٹے علی نے بدون میری اجازت اور مشورت کے کبھی کوئی کام نہین کیا ہے
جب کبھی کوئی ضرورت پیش آئی ہے تو ضرور مجھسے مشورہ لے لیا ہے یہ سُنکر ابوطالب
کی بی بی صاحبہ نے سکوت کیا پھر کچھ جواب نہ دیا اتفاقًا ایک روز حضرت
ابوطالب نے مکہ سے باہر کسی ضرورت کو قدم رنجہ فرمایا جب متصل غار حرا کے
پہونچے تب حضرت علیہ السلام کو حضرت خیر الانام کے ساتھ باجماعت نماز
پڑھتے دیکھکر کمال تعجب انکے دل مین آیا جب آنحضرت نے نماز سے فراغت پائی
تب ابوطالب نے آپ سے اس دین وملت کی کیفیت استفسار فرمائی اور کہا
کہ اے محمدؐ یہ کون نیا دین ہے کہ تمہین پسند آیا ہے اور کس نے یہ طریق عبادت تمہین بتایا ہے
آپ نے فرمایا کہ اے چچا جان یہ دین متین اس معبود رب العالمین کا ہے کہ جو خالق
ومالک ہفت آسمان وساری زمین وزمان کا ہے وہی معبود برحق عبادت کا
سزاوار ہے وہی دونون جہان کا مالک ومختار ہے یہ وہ دین متین ہے کہ جسکے اختیار
کرنے کا حکم کل انبیاء مرسلین اور اولیاء کاملین کے نام آیا تھا اور اس
مذہب وملت کو ہمارے باپ ابراہیم نے پسند فرمایا تھا اب اُسی خالق کون ومکان
نے مجھے برسالت یہان بھیجا ہے جس نبی آخر الزمان کی خبر توریت وانجیل مین دی ہے
وہ یہی تمہارا بھتیجا ہے لہذا یہ دین استوار بحکم پروردگار آپ بھی اختیار فرمائیے اور
لات وعزا کی پرستش کے قریب ہرگز نہ جائیے مین آپ کو دین اسلام کی دعوت
کرتا ہون اسے قبول کیجیے اور اس کام مین میرے معین وشریک ہوجیے
اور مجھے آپ پر دعوت اسلام کرنا سب سے زیادہ سزاوار ولائق ہے اسواسطے
کہ مجھپر آپ کا بہت بڑا حق ہے کہا اے فرزند ارجمند یہ بات صحیح اور درست تمہاری

گنشتا ہی لیکن میرے نفس کو فقط ترک ملت آبائی سے ننگ وعار ہی مگر مین اور
تمہاری شراکت وحمایت کو موجود وحاضر بدل وجان ہون اور تمپر سو جان سے
قربان ہون جبتک کہ مین زندہ ہون کیا مجال کہ کوئی دشمن تمہاری طرف
نگاہ بد سے آنکھ اٹھائے یا کوئی کسی طرح کی تمکو ایذا پہونچائے تم باطمینان تمام
اپنے کام مین مشغول ومستعد رہو اور کسی امر کا اندیشہ اور خوف نکرو بعد اسکے
ابوطالب نے حضرت امیر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای علی یہ کیا دین تمہارے
جی مین پسند آیا فرمایا کہ ہان یہ دین [illegible] برگزیدہ ہی اور پسندیدہ [illegible] اور بندگی وپرستش اُسی
معبود برحق کو سزاوار اور زیبا ہی [illegible] مین خدا اور اُسکے رسول پر ایمان
لایا اور دست [illegible] اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی اور نماز جو مین پڑھتا ہون
یہ بھی فرض مین ہی اور اسمین ہمارے لیے سعادت دارین ہی یہ سنکر حضرت ابوطالب
نے کہا کہ ای فرزند ارجمند محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری مین
بیشک تیرے لیے شرف وسعادت ہی اور اس باب مین میری طرف سے بھی
تجھکو اجازت ہی اور جبتک مین زندہ اور برقرار ہون بدل وجان تم دونون
کا حامی ومددگار رہون بعد اسکے جب ابوطالب وہان سے اپنے گھر آئے تب
انکی بی بی نے بیان کیا کہ ہمنے سنا ہی کہ محمد نے دعوی نبوت کیا اور علی انپر ایمان لائے
یہ سنکر ابوطالب نے فرمایا کہ جو تم نے سنا ہی وہ سب مین بچشم خود دیکھ آیا لیکن اب
اس بات کا نام نلینا اور کبھی اسکا الزام علی کو نہ دینا اسواسطے کہ علی کو محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا سزاوار ہی تمکو اس بات سے کیا سروکار ہی اگر
میرے نفس ترک دین آبا کو مانع نہوتا تو مین بھی اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نکھوتا

یہ سنکر ابوطالب کی بی بی نے سکوت کیا پھر کچھ جواب نہ دیا روایت ہے کہ ایک روز حسب اتفاق حضرت ابوطالب نے کسی پہاڑ کی ایک گھاٹی کی طرف گذرہ پایا وہان بھی حضرت خیرالانام کو مع علی علیہ السلام کے نماز پڑھتے پایا یہ دیکھکر حضرت جعفر سے کہا کہ تم بھی میرے بھتیجے کے پاس جاکر اُسکے بازو کے برابر کھڑے ہو جاؤ اور اُسی قاعدہ کے موافق تم بھی ارکان بجالاؤ چنانچہ حضرت جعفر باشارت اپنے پدر بزرگوار اُس رسول کردگار کے پہلومین آئے اور آپ کے برابر کھڑے ہوکر سب ارکان آپ کے ساتھ بجالائے جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فراغت پائی تو کمال خوشی سے حضرت جعفر کے حق مین یہ دعا فرمائی کہ خدا تعالی جعفر کو دو بازو عطا کرے جس سے یہ تمام بہشت مین سیر کرتا پھرے چنانچہ جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے غزوہ موتہ مین شربت شہادت نوش فرمایا تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو دو بازو کے ساتھ تمام بہشت مین اُڑتے اور سیر کرتے پایا جب آپ نے یہ کیفیت اُنکی دیکھکر نہایت حظ اُٹھایا تو کمال خوشی سے جعفر طیار اُنکا لقب فرمایا اور بعد حضرت جعفر کے جناب امیرالمومنین امام الاصدقین خلیفۃ الرسول اللہ بالصدق والتصدیق حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ پر ایمان لاکر اسلام اختیار کیا اور آپ کے ایمان لانے سے خداوند تعالی نے دین اسلام کو بڑا افتخار دیا اور قصہ آپ کے ایمان لانے کا جس طور سے کتب مستندہ مین رقم ہے وہ یہان بعینہ حوالہ قلم ہے حضرت ابوبکر صدیق بالتحقیق یہ فرماتے ہین کہ قبل نبوت کے بیس برس کی عمر مین ایک رات کو جب مین سو گیا تو یہ خواب مین نے دیکھا کہ چاند آسمان سے خانہ کعبہ پر گر کر ٹکڑے ہو گیا اور ایک ایک

ٹکڑا اُسکا ہر مکان میں در آیا از انجملہ ایک ٹکڑا اُس چاند کا میں نے بھی اپنے گھر پایا پھر تھوڑی دیر کے بعد سب ٹکڑے آپس میں ملکر اپنی اصلی پر مہتاب آیا اور جو ٹکڑا میرے گھر میں گرا تھا وہ وہیں پڑا رہا میں نے یہ کیفیت دیکھکر نہایت استعجاب سے اپنے دل کو بیتاب پایا حتی کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اسکی تعبیر کے لیے نہایت بیقرار ہوا میں نے ایک راہب کے پاس جاکر اس [illegible] کیا اُسنے یہ جواب دیا کہ یہ خواب نہیں خیال ہے لہذا تعبیر اسکی محال ہے [illegible] جب مجھے اُس راہب نے ٹال دیا اور کچھ جواب معقول نہ دیا تو میں وہان سے مایوس ہوکر اپنے گھر چلا آیا لیکن اس خواب کی تعبیر کے واسطے نہایت خلجان میں نے اپنے دل میں پایا بعد عرصہ دراز کے جب مجھے ملک شام کے سفر کا اتفاق ہوا تو اس خواب کی تعبیر کے لیے بحیرا راہب کے پاس جانے کا مجھے اشتیاق ہوا حاصل کلام جب اُس راہب نیک فرجام سے ملاقات کی نوبت آئی تو اُسنے پہلے میرا نام اور مقام پوچھا پھر میرے خواب کی تعبیر بیان فرمائی کہ تمھاری قوم میں ایک نبی [illegible] اُسی کے جلوۂ لطف رسالت سے [illegible] وزیر اعظم ہوگا اور بعد اسکے تو اسکے بعد خلافت سے [illegible] عالم ہوگا پھر جب میں نے اُس راہب سے اپنے خواب کا جواب پایا تو وہ خلجان میرا رفع ہوا لیکن اُس روز سے اس بات کو پھر میں نے کبھی زبان پر نہ لایا حتی کہ جب آپ مبعوث ہوئے اور خداوند تعالی نے آپکو عہدۂ رسالت سے سرفراز فرمایا اور آپ کی نبوت و رسالت کا آوازہ میری سماعت میں آیا تب میں

یہ خبر پاکر حاضر حضور ہوا اور دل میرا نور اسلام سے معمور آپ نے مجھے اسی وقت
دعوت اسلام فرمائی اسکے جواب مین یہ بات میری زبان سے نکلی عرض کیا کہ
کہ جو پیغمبر برسالت اس دنیا مین آیا ہی وہ اپنے نبوت کی دلیل صداقت بھی ساتھ
لایا ہی فرمایا کہ دلیل صداقت میری نبوت کی وہی تیرا خواب ہی اور تعبیر اسکی جسکو
جو تجھے تعبیر اس خواب کی بتائی تھی وہ مجھسے سن لے یہی اسکا جواب ہی مین نے
عرض کیا کہ آپ نے کہان اس راز نہان کی خبر پائی اور کس نے یہ ماجرا آپکو
آپسے کہا اور کس نے یہ تعبیر آپ کو سنائی آپ نے فرمایا کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس
وحی لاتا ہی وہی راز پوشیدہ بحکم خدا مجھپر ظاہر کرجاتا ہی یہ سنکر مین نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ اب اس سے زیادہ کوئی دلیل صداقت آپ کے نبوت کی مجھے
درکار نہین اور اب مجھکو حضور کی نبوت سے کسی طرح کا انکار نہین پھر کہا مین نے
اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ غرض حضرت ابوبکر
نے اسلام کے حاصل ہونے سے اسقدر اپنے دل کو خوش و مسرور پایا کہ تمام عمر
کسی بات سے ایسا حظ و سرور نہین اٹھایا بہرحال وجہ قبول ایمان اس قبلہ
دوجہان یعنی سرور ارباب تحقیق حضرت ابوبکر صدیق کی دو صفت سے خالی نہ تھی
ایک تو موکد بشواہد دوسرے بے تردد وتراخی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی یعنی
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ کی صفت مین فرمایا ہی ما عرضت
الاسلام الا کانت لہ عندہ کبوۃ الا ابوبکر فانہ لم یتلعثم فی قبول الایمان
یعنی نہ عرض کیا مین نے اسلام کسی پر مگر یہ کہ ہوا ہو اسکو ایمان لانے مین تردد و
توقف اور تامل مگر حضرت ابوبکر کہ انھون نے قبول ایمان مین کچھ تردد نہ کیا :

اور نہایت خوشی سے لیے تاکہ اسلام اختیار کریں روایت صحیح ہے بعد حاصل کرنے شرف
اسلام کے حضرت ابابکر صدیق اپنے جس دوست یا شفیق کے پاس جاتے تھے اسکے
کمال ذوق و شوق سے ترغیب و تحریک ایمان و اسلام دلاتے تھے چنانچہ آپکی
سعی و کوشش سے پینتالیس آدمی اکابر قریش اور صنادید عرب سے بادیہ ضلالت
و گمراہی سے نکل کر راہ راست ہدایت پر آئے اور پیرو دین ہوئے ایک دو مہینے کے بعد ایمان لائے
اور اول آنحضرت کے آپکی صاحبزادی بی بی اسماء مشرف باسلام ہو کر ایمان
قبول کیا بعد اسکے پانچ آدمی نے عشرہ مبشرہ میں سے اس سعادت و دولت
کو دست بدست لیا وہ پانچ اصحاب کبار اس سعید الابد کے یہ ہیں باصدق
و یقین ایمانی حضرت زبیر بن عوام اور حضرت طلحہ ابن عبید اللہ اور حضرت سعد بن وقاص
اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عثمان ذی النورین بن عفان
رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور قصہ حضرت امیر المومنین امام الاورعین جامع
آیات القرآن حبیب حبیب الرحمن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے
ایمان لانے کا جس طور کتب معتبرہ میں مسطور ہے اسکا بھی کچھ بیان مذکور ہے
حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان فرماتے ہیں میری ایک خالہ سعدیہ
انکا نام تھا پیشہ فال گوئی اور کہانت کا رکھتی تھیں ہمیشہ یہی انکا کام تھا ایک
روز میں کسی ضرورت سے انکے گھر گیا انھوں نے مجکو دیکھتے ہی ارشاد کیا کہ اے عثمان
میرے کہنے کا یقین مان کہ ایک دلہن نہایت پیاری اور ایسی خوبصورت تیرے
ہاتھ آئیگی کہ جسے دیکھکر حور و پری شرمائیگی اور وہ دلہن ہوگی نہایت بلند اختر
ایک پیغمبر جلیل القدر کی دختر اور وہ پیغمبر برحق محبوب خدا ہے اور وہ

اس زمانہ مین پیدا ہو چکا ہی بلکہ اُس پر وحی الٰہی بھی آسمان سے آتی ہی اگر خدا نے چاہا
تو بہت جلد یہ کیفیت کھلی جاتی ہی حضرت عثمان فرماتے ہین کہ مین نے یہ سُنکر نہایت
تعجب سے مفصل حال استفسار کیا تب میری خالہ نے یہ جواب دیا کہ محمد بن عبد اللہ
خلق اللہ کو دعوت کرکے دین اسلام کی طرف بلاتے ہین اور سُننے مین آتا ہی کہ اکثر
لوگ اُنکا کلمہ کہتے جاتے ہین یقین ہی کہ تھوڑے عرصے مین تمام عالم اُنکے نور رسالت
سے منور ہو اور اُنکی نبوت و رسالت کا چرچہ گھر گھر ہو اور جو کوئی اُنکی اطاعت
اور فرمانبرداری بجا لائیگا وہ جنت الفردوس مین جاکر مقام اعلیٰ پائیگا اور جو
کوئی اُس سے پھریگا وہ بیشک قعر جہنم مین پڑیگا آپ فرماتے ہین کہ یہ سُنتے ہی ایک
کیفیت اثر ہیبت حق سے میرے دل پر طاری ہوئی اور کیا کہون اس بات کے
سُننے سے جو مجھے بیقراری ہوئی تھی کہ اُسی حالت مین ایک روز مین ابوبکر کے گھر آیا
اور وہ تذکرہ جو میری خالہ نے کیا تھا اُنکو سُنایا اُنھون نے کہا ای عثمان تم مرد عاقل
اور ہوشیار ہو اور فہم و فراست مین یگانۂ روزگار پس مقام غور اور باعث تعجب ہی
بتان پتھر کو کہ محض بیکار و لاطائل ہین اپنا معبود ٹھہرانا اور اُنکی پرستش کرنا یہ کیسا عقل کے
خلاف ہی پس لازم ہی کہ تم بتون کی پرستش سے باز آؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
حضور مین جاؤ اور آپ کو نبی برحق تصور کرکے آپ پر ایمان لاؤ حضرت عثمان جامع القرآن
فرماتے ہین کہ یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین جناب رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سامنے تشریف لائے اور حضرت علی بھی آپکے ہمراہ آئے حضرت
ابوبکر نے دیکھکر آپکو استقبال کیا اور آپکے پاس جاکر پہلے سے کوئی کلمہ آپ سے
عرض کر دیا بعد اسکے آپ ہمارے نزدیک آئے اور بلحاظ شفقت و عنایت سے

یہ کلمہ زبان مبارک پر لائے کہ عثمان خدائے دو جہان تجھے مہمانی بہشت کے واسطے
بلاتا ہی اور اسکا رسول تجھے دعوت اسلام فرماتا ہی پس اگر تو اُس معبود برحق پر ایمان
لائیگا تو بہت بڑا درجہ دین و دنیا مین تیرے ہاتھ آئیگا حضرت عثمان فرماتے ہین کہ
مین یہ کلام معجز نظام آپ کا سُنکر فوراً آپ پر ایمان لایا اور آپ نے مجھے کلمہ طیب لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلقین فرمایا بعد عرصے کے جب حق تعالیٰ نے آپ کی صاحبزادی
حضرت رقیہ کے عقد مناکحت کے ساتھ مجکو مشرف فرمایا تو اُسوقت مجھے فرمانا نبی
صالہ کا اور بھی یاد آیا جو اُنھون نے فرمایا وہ خدا کے فضل سے سب ظہور مین آیا اور
علاوہ ان پینتالیس آدمیون کے تین برس کے عرصے مین ایک ایک دو دو کرکے چند
لوگ اور بھی ایمان لائے اور اس مدت مین مسلمانون نے کفار نابہنجار کے ہاتھون
بڑے بڑے جور و جفا اُٹھائے اور تین برس تک برابر اسلام کو چھپایا چوتھے برس
آیت شریفہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ نے نزول فرمایا یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب اظہار کر تو دعوت اسلام کو اور کنارہ کر مشرکین بیدین
سے بعد نزول پانے اس آیت شریفہ کے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
صاحب السیف و القلم نے دعوت اسلام کو باظہار شروع کیا اور مسجد حرم محترم مین آپ نے
تشریف لاکر عامۂ خلایق کو حکم آیت شریفہ کا سُنا دیا بعد ازان آپ کوہ صفا پر تشریف لائے
اور حسب الطلب حضور کے سب اہل قریش جمع ہوکر وہان حاضر آئے اُسوقت آپ
سب لوگون کی طرف مخاطب ہوے اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو سچ بتاؤ کہ تم نے
مجھے کبھی کسی بات مین جھوٹ بولتے بھی پایا بالاتفاق لوگون نے عرض کیا کہ ہم بالیقین
جانتے ہین کہ آپ بیشک راست گفتار اور نیک کردار ہین اور جملہ تری

باتون سے بیزار اسوقت آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ حق جل جلالہ نے اس آیت شریفہ
کو نازل فرماکے مجھے اپنا رسول مشتہر فرمایا قُلْ یَا أَیُّهَا النَّاسُ إِنِّی رَسُولُ اللَّهِ إِلَیْکُمْ جَمِیعًا
الَّذِی لَهُ مُلْکُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ یُحْیِی وَیُمِیتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ الَّذِی
یُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَکَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُونَ یعنی کہدے تو اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم تحقیق کہ مین رسول ہون اللہ تعالیٰ کا طرف تم سب کے وہ جو واسطے
اسکے ہی بادشاہی آسمانون کی اور زمین کی نہین کوئی معبود برحق مگر وہ کہ زندہ
کرتا ہی اور مارتا ہی پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اسکے رسول کے جو نبی ہی اُمّی وہ
جو ایمان لاتا ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور باتون اسکے کی اور تم پیروی کرو اسکی تاکہ
راہ رہنمائی پاؤ پس اے لوگو تمکو لازم ہی کہ میرا کلمہ کہو اور ایمان لاؤ تاکہ دنیا مین
فلاح اور آخرت مین نجات پاؤ غرضکہ اسی طرح سے لوگون کو سمجھاتے اور وعظ
و نصیحت فرماتے جب چھٹا سال آپ کی نبوت کا شروع ہوا جب حضرت
امیر حمزہ آپکے چچا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے مشرف باسلام فرمایا آپکے
ایمان لانے سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تقویت پائی اور دین اسلام
کے ترقی کی ایک صورت نظر آئی ایک کتاب مستندہ مین یہ روایت صحیح دیکھنے مین
آئی کہ بعد ایمان لانے حضرت امیر حمزہ کے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شبانہ روز برابر کمال التجا سے جناب باری مین یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ
الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْهِشَامِ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنی اے پروردگار عزت و رونق
دے تو اسلام کو ساتھ ایمان لانے عمر بن ہشام یعنی ابوجہل اور ایمان لانے
عمر بن خطاب کے چونکہ ابوجہل کی تقدیر مین روز ازل سے تا ابد بدبختی و شقاوت کی

شقاوت لکھی تھی اسی وجہ سے اُسنے اُس سعادت کا حصہ نہ پایا اور اس شامت ازلی کی
وجہ سے جو رنج و مصائب جناب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے ہاتھ سے
اُٹھائے ایسا ایک رنج بھی تمام عمر شریف مین کسی کے ہاتھ سے نہین اُٹھایا اور برخلاف
اسکے حضرت عمر سے حالت جہالت مین بھی کبھی کسی قسم کی بے ادبی آپکے نسبت
وقوع مین نہین آئی اسی وجہ سے وہ سعادت ابدی اور دولت سرمدی اُنکے
ہاتھ آئی کہ کمتر کسی نے ایسی سعادت پائی حاصل کلام حضرت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی دعا کی برکت سے جناب امیرالمومنین امام المتقین قدوہ ارباب دین
متین زبدہ اصحاب صدق ویقین عزین المنبر والمحراب حضرت عمر بن الخطاب کو خداوند تعالے
نے جو رتبہ عطا فرمایا وہ بخوبی معلوم ہے اور آپکے ایمان لانے کا قصہ روضۃ الاحباب
وغیرہ مین اس طور سے مرقوم ہے کہ جب حق تعالی نے آیت شریفہ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ اَنْتُمْ لَہَا وَارِدُوْنَ ۝ لَوْ کَانَ ہٰؤُلَآءِ اٰلِہَۃً مَّا
وَرَدُوْہَا وَکُلٌّ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ نازل فرمائی تو اس مضمون پاک نے قلوب کفار
بیباک ہسناک مین خوب آتش رشک وحسد بھڑکائی معنی اس آیہ شریفہ کے یہ ہین
کہ اے کفار تحقیق کہ تم اور جس چیز کو عبادت کرتے ہو سوا اللہ کے ایندھن دوزخ
کے تم اُسکے پاس آنے والے ہو اگر ہوتے یہ معبود نہین آتے اُسکے پاس اور
ہر ایک ہمیشہ اُسمین رہنے والے ہین ابوجہل نے آیت شریفہ کے مضمون سے واقف
ہوکر بڑا واویلا مچایا اور براہ رشک وحسد اس رنج وغم سے نہایت پیچ وتاب کھایا اور بڑے
بڑے اہالیان قریش کو جمع کرکے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے دین پر طعن و تشنیع
کرتے ہین اور تمھارے خداؤن کی مذمت کرکے بڑے بڑے الزام اُنکے سر دھرتے ہین

اور تمھارے آبا و اجداد کرام کے مقام آتش جہنم میں ٹھہراتے ہیں انکی ان باتوں سے
ہمارے غیرت کے ہم مرے جاتے ہیں لہذا بہت ضروری ہے کہ تدارک اور انتظام کرو
خاموشی اور غفلت کا ہرگز نہیں یہ کام ہے پس جو شخص تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کو قتل کرکے اُنکا سر میرے سامنے لائے وہ سو اونٹ سرخ اور ہزار اوقیہ نقرہ صفا اسکے
صلے میں مجھسے پاوے یہ سنکر حضرت عمر اسکے سامنے آئے اور یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے
(یعنی چالیس ہزار درم)
کہ اے ابا الحکم یہ وعدہ مستحکم ہے یا یونہیں فقط زبانی قیل و قال ہے یہ خوب سمجھ لیجیے کہ
پھر اس وعدہ کو وفا کرنا از بس محال ہے ابو جہل نے کہا کہ آپ اس بات سے بے تردد رہئے
یقین کیجیے وعدہ تم لیجیے اور جلد اس کام کا تدارک کیجیے حضرت عمر ابو جہل کا ہاتھ
پکڑ کر بیت اللہ میں لے گئے اور وہاں سب عہد و پیمان بہ قسم قرار پائے بعد ازاں حضرت
عمر شمشیر برّان ہاتھ میں لیکر اس جا سے باہر آئے اور ارادہ قتل اس حبیب خدا
محمد مصطفیٰ کبریا کا مصمم اپنے دل میں لاکر جس مکان میں آپ تشریف رکھتے تھے اس جانب
قدم بڑھاتے ہوئے جاتے تھے راہ میں ایک شخص بنی زہرہ سے کہ وہ آنحضرت پر ایمان لایا تھا مگر خوف
قریش سے اپنے اسلام کو چھپایا تھا حضرت عمر سے ملاقات کی نوبت آئی اسنے انکو دیکھکر
یہ بات فرمائی کہ اے عمر کہاں سے آتے ہو اور کس ارادہ پر جاتے ہو انھوں نے جواب دیا
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کو جاتا ہوں ابھی سر کاٹ لاتا ہوں اس مرد زہری نے کہا
کہ اے عمر وہاں کہاں جاؤ گے بنی ہاشم اور عبد المطلب سے لڑائی میں کیونکر رخصت پاؤ گے
یہ سنکر حضرت عمر نے فرمایا کہ شاید تو بھی آبائی دین سے پھر گیا اور ایمان لایا اگر ایسا ہے تو پہلے تجھی کو قتل کر ڈالتا
اسنے کہا کہ میں تو اپنے آبائی دین پر ہوں بعد ازاں وہاں سے آگے چلے اثناء
راہ میں نعیم بن عبد اللہ حضرت عمر کو ملے انھوں نے پوچھا کہ اے عمر کس قصد سے

آتے ہو اور کہاں جاتے ہو انھوں نے کہا اسمعیل سے آتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کو
جاتا ہوں نعیم نے کہا کیا بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے تجھ خوف نہیں کہ تو
اس ارادہ پر جاتا ہے یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ شاید تو بھی محمد کا کلمہ گو اور تابعدار
ہے جو اس طرح میرے اس کلام پر گفتار ہے اگر درحقیقت تو ہمارے دین سے پھر گیا ہے
تو پہلے تیرا ہی قتل کرنا ضرور ہے یہ سنکر نعیم نے جواب دیا کہ میں نے انکا دین نہیں
اختیار کیا لیکن میں نے یہ خبر معتبر پائی ہے کہ تمہاری بہن فاطمہ اور اسکے شوہر
سعید نے محمدی مذہب اختیار فرمائی ہے حضرت عمر کو اس خبر سے کمال غصہ آیا اور بہن
و بہنوئی کے [illegible] درحقیقت [illegible] نعیم [illegible]
نے درحقیقت دین [illegible] قبول کیا ہے یا کسی نے تجھ سے [illegible]
کہ دیا [illegible] نعیم نے کہا کہ اگر تجھ کو یہ گمان ہے تو اسکا امتحان بہت آسان ہے [illegible]
بہن کے گھر [illegible] ایک بکری [illegible] ذبح [illegible] گوشت [illegible]
پکاؤ [illegible] بہن اور بہنوئی کو [illegible] اس گوشت کے کھانے
کو فرماؤ [illegible] اٹھا [illegible]
و [illegible] نہیں [illegible] غرض کہ حضرت عمر [illegible] بہن کے گھر آئے
اور امتحان [illegible] ایک بکری [illegible] پہونچے تو اندر سے
کچھ پڑھنے کی آواز [illegible] اسوقت
[illegible] فاطمہ [illegible] اور اسکے شوہر [illegible]
[illegible] سورۂ طٰہٰ کہ انھیں دنوں میں نازل ہوئی تھی پڑھاتے تھے اور اسکا
مضمون انکو سمجھاتے تھے جب باہر سے [illegible] بلانے کی آواز پائی تو [illegible] حضرت عمر کے

اُنے کہا اُنکو گمان ہوا اور اُنکے رُعب سے کمال دہشت اُنکے دلون مین سمائی پس
نہایت جلدی سے اُنھون نے سورۂ طٰہٰ کو چھپایا اور خباب کو بھی حضرت عمر کے خوف سے
پوشیدہ ایک گوشے مین بٹھایا بعد ازان حضرت عمر کے لیے دروازہ کھولدیا وہ گھر مین آئے
تب یہ استفسار کیا کہ تم کس چیز کی تلاوت کرتے تھے مجھے بتاؤ جو تم پڑھتے تھے وہ مین
باہر سے سنتا تھا مجھسے نہ چھپاؤ مگر اُنھون نے انکار صاف کیا اور باتون پر اس بات کو
ٹالدیا بعد ازان حضرت عمر نے بکرے کو ذبح کرکے اُسکا گوشت پکایا اور اپنی بہن و
بہنوئی کو کھانے کے واسطے بلایا اُنھون نے نذر کا حیلہ کرکے گوشت کے کھانے سے انکار
کیا اور کہا پس حضرت عمر کو اس بات سے فہم کے یقین کامل آیا پس نہایت غصے سے
تاب نہ لائے اور بہن کے سر کے بال پکڑکے کئی طمانچے لگائے سعید یہ حال دیکھکر اپنی زوجہ
کو بچانے آئے حضرت عمر نے انکو چھوڑکر انکو بھی کئی طمانچے جلکھانے حتی کہ اسقدر مارا
کہ وے دونون خون مین نہائے پھر تو وہ دونون زن و شوہر نہایت افروختہ خاطر ہوکر کمال
حرارت اسلام سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے کہ اے عمر تم شرم نہین کھاتے ہو ہم نے جو مذہب
باطل کو چھوڑکر دین حق اختیار کیا اس لیے یہ تکلیف و ایذا ہم پر پہونچاتے ہو ہم نے
بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق سمجھکر دین اسلام اختیار کیا ہے اور تمھارے
مذہب باطل کو محض لغو اور ہیچ جانکر چھوڑدیا ہے اب اگر ہمکو کوئی تلوار یا خنجر سے
ٹکڑے ٹکڑے کریگا تو بھی دل ہمارا اس دین حق سے ہرگز نہ پھرے گا پھر بیساختہ کلمۂ
شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انکی زبان پر آیا جب حضرت عمر نے یہ استقامت دین محمدی کی اپنی بہن و
بہنوئی مین دیکھی تو انکی ایذا سے ہاتھ اٹھایا اور اپنی اس حرکت سے نہایت شرمندہ ہوئے

اور کمال حسرت و افسوس سے اپنی بہن اور بہنوئی کے سامنے معذرت فرمائی اور اس رنج و ملال سے نہایت پریشان ہوئے اور کمال پریشانی سے سر بگریبان تھے کہ جب رات زیادہ آئی تو بی بی فاطمہ اور انکے شوہر نے حسب معمول سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع فرمائی اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى یعنی جب اس آیت تک آئے تب حضرت عمر نے اپنا سر اٹھایا اور بدریافت مضمون ہدایت مشحون کمال استعجاب اپنے دل میں لائے بعد ترتیب لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى کے تلاوت کی نوبت آئی تو حضرت عمر نے کمال تحیر سے یہ بات فرمائی کہ اے بہن جو کچھ آسمان اور زمین میں اور اسکے نیچے اور بیچ کیا وہ سب تمہارے خدا کا ہے انکی بہن نے جواب دیا کہ اے عمر واسمیں شک و شبہ کیا ہے اسوقت حضرت عمر کو یہ خیال آیا کہ ہماری بہن نے سچ فرمایا اسواسطے کہ بتوں کی حکومت ایک ہاتھ بھر بھی زمین کے بیچ میں پائی جاتی ہے پھر یہ کیسی انکی خدائی ہے پس جب یہ خیال حق انکے دل میں سمایا تو کمال اشتیاق سے اس سورہ مطہرہ کو فاطمہ سے تلاوت کے واسطے طلب فرمایا انھوں نے کہا کہ اے عمر تم یہ کتاب مستطاب ہرگز نہ چھونے پاؤگے جبتک آلودگی نجاست سے اپنے تئیں پاک و صاف نہ بناؤگے اسواسطے کہ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس کتاب مستطاب کی شان میں آیا ہے یعنی اپنے اس کلام معجز نظام کو اس ملک العلام نے بے طہارت مس کرنے کو منع فرمایا ہے حضرت عمر نے پوچھا کہ کسطرح کہو طہارت حاصل کروں تاکہ

اس کتاب پاک کو ہاتھ میں لینے کے لائق ہون بی بی فاطمہ نے کہا کہ اٹھو وضو یا غسل
کر کے کلمہ طیب پڑھو جب حضرت عمر نے غسل کر کے ایک بار کلمہ طیب پڑھ لیا تب
بی بی فاطمہ نے بکمال تعظیم و تکریم اس کتاب کریم کو ہاتھ مین لینے پر تسلیم حضرت
عمر کو دیا حضرت عمر نے قسم کھائی اور یہ بات فرمائی کہ اے فاطمہ اس کلام معجز نظام کے
سننے سے اسوقت اپنی طبیعت کو نہایت راغب باسلام پاتا ہون اور اب مین بھی
اس کلام مجید کے مضمون شریف پر دل و جان سے ایمان لاتا ہون یہ کہکر بکمال
تعظیم اس صحیفہ شریف کو بی بی فاطمہ سے لیا اور غور و تامل حرف بحرف پڑھنا شروع کیا
حتی کہ جب اس آیہ شریفہ اللہ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنی کے پڑھنے کی نوبت آئی
تو اسوقت حضرت عمر کے دل مین [illegible]
فیض [illegible] اور [illegible]
زبان سے کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا [illegible]
فرمایا اور کہا کہ [illegible] جو اس سے منکر ہو وہ
[illegible] صاحب
نبوت و رسالت کے اشتیاق مین بیقرار ہوے اور بدل و جان اس حبیب رحمان
صاحب الفرقان کے شوق و محبت مین ایسا [illegible] کہ ساری رات بکمال گریہ و زاری
[illegible] مین گذاری اور جب صبح کا وقت آیا تو آپنے اپنے بہنوئی حضرت
سعید سے یہ ارشاد فرمایا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہان تشریف
رکھتے ہین مجھے بتاؤ اور تم خود میرے ساتھ ہو کر مجھے آپ کے حضور مین پہونچاؤ اب
جب تک اس صاحب لولاک کے آستانہ پاک پر حاضر ہو کر اسکی خاک پاک کو

اپنی چشمان نمناک کا سر سبز نہ ہونے دونگا جبتک ہرگز چین و آرام نہ پاؤنگا اور وہان کیفیت
کہ جملہ ارباب اسلام مطیع ملت حضرت خیر الانام بخوف کفار نا ہنجار مجتمع ہوکر
پوشیدہ آپ کے حضور مین آئے اور حضرت عمر کے ارادہ کی کیفیت جو ابوجہل کی
شرارت سے تھی وہ آپ کے حضور مین بعرض عرض لائے اور کہا کہ ایک بڑا گروہ
کفار مجتمع ہوکر در کعبہ پر آیا ہی اور عمر نے ہم سبھون کے قتل پر بیڑہ اٹھایا ہی مگر بڑے
حسرت و افسوس کا مقام ہی کہ بوجہ ہجوم و کثرت کفار کے ہم لوگون کو دشواری نفسے
انتقام ہی و ادر داد احتیاط کہ ہم لوگ ایک مرتبہ بھی کلمہ شہادت کو بر سبیل اعلان
اپنی زبان پر لانے نہ پائین اور اس بے بسی کے ساتھ کفار کے ہاتھون سے
قتل ہو جائین پس اگر حضور سے ہم اجازت پائین تو بآواز بلند [illegible] لا الٰہ
الا اللہ کو ساتھ مجامع ملکیت مین سنا پائین پھر اگر اسکے بعد شہید ہو جائین
تو کچھ غم نہ کھائین آپ نے فرمایا کہ [illegible] اپنا دل خوش رکھو [illegible]
تھا در تو وہ ہے کہ نمرود کو حضرت ابراہیم پر گلزار بنا اور جسکے حکم سے سحر ساحران
فرعون کو حضرت موسیٰ کے عصا نے سانپ ہوکر نگل لیا اور جسنے حضرت عیسیٰ کو
بے باپ کے پیدا کیا اور پھر انکو انکی قوم کے ظلم سے بچا کر اسی طرح بقید حیات
آسمان پر اٹھا لیا کیا اسکو یہ قدرت و طاقت نہیں کہ تمکو تمھارے دشمنون کے ہاتھ سے
بچالے اور انکے پنجہ ظلم سے چھوڑا دے پس آپ نے یارون کو تسلی و تشفی فرما کر اور [illegible]
مبارک سے اتار کر اور ردا ے شریف کو گردن مبارک پر ڈال کر بگریہ و زاری
جناب باری مین یہ مناجات زبان مبارک پر لائے کہ خداوندا تو عالم الغیب و
دانا ے اسرار ہی انھین چند بندگان دیندار کی زبان پر دل و جان سے تیرا [illegible]

وحدانیت کا اقرار ہے پس بحسرت تمام سینہ چاک اور دو اسطے آپ دیدہ مشتاک اشکبار کئے گروہ کفرہ سے ایک سردار عالی وقار بھیج کہ اُنکا مددگار رہو اور تیرے حکم سے باعدہ اس سردار کے انکا بیڑا پار ہو آپ اسی مناجات مین تھے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور حق تعالی کی طرف سے یہ پیغام لائے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمھاری مناجات کو قبول فرمایا اور عمر بن خطاب کو گروہ اشقیا سے نکالکر تمھارا مطیع اور فرمانبردار بنایا اب وہ تمھاری طرف آتا ہے دیکھو کس ذوق شوق سے ایمان لاتا ہے اور اُدھر حضرت عمر حضرت سعید کو اپنے ساتھ لیکر آپکے در دولت پر آئے جناب رسول مقبول کے اصحاب عالی جناب یہ خبر سُنکر بہت گھبرائے منقول ہے کہ جب حضرت عمر نے آپکے دروازے پر آکر کنڈی ہلائی تو اُسوقت اصحاب کرام کے دل مین بڑی دہشت سمائی جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ نے صحابہ کو بہت متوحش پایا تو کمال دلیری کے ساتھ یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اگر عمر بقصد خیر آیا ہے تو خدا اُسے دین اسلام مبارک کرے اور اگر وہ بدی کا ارادہ رکھتا ہے تو ہرگز تمھارا دل اُس سے نہ ڈرے اگر خدا نے چاہا تو مین تنہا اُس سے لڑونگا اور اپنی شمشیر سے سر اُسکا تن سے جدا کرونگا یہ کہکر حضرت امیر حمزہ حضرت عمر کے پاس آئے اور کمال تمکنت سے یہ بات اپنی زبان پر لائے کہ اے عمر تمھارا کیا ارادہ ہے اگر تم بہ نیت شر آئے ہو تو اس سے کیا فائدہ ہے اسواسطے کہ اگر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی نگاہ بد سے دیکھے تو کیا مجال ہے اور پھر اُس دشمن کا ہم لوگون سے بچ کر جانا از بس محال ہے کہ اگر ہم لوگ لوہے کو دانتون سے چبا ڈالین تو میسر اور ہے اسواسطے کہ حمایتی ہمارا محبوب پروردگار ہے غرضکہ جب امیر حمزہ کی گفتگو کا شور آپ کے سمع مبارک مین آیا تو آپ سمجھ گئے

کہ عمر آئے اور آپ نے بڑی خوشی سے اُنکا استقبال فرمایا دیکھا حضرت عمر شمشیر حمائل کیے ہوے دروازے پر استادہ ہین اور حضرت امیر حمزہ بکمال غصہ اُنسے لڑنے پر آمادہ ہین اتنے مین آپ نے آکر جلدی سے حضرت عمر کو اپنی بغل مین لیکر معانقہ کیا اور اُنکا ہاتھ اپنے پنجۂ نبوت مین لیکر خوب زور سے ہلا دیا حضرت عمر نے نہایت عجز سے اپنا سر جھکا لیا اور بکمال ذوق و شوق سے آپکے دست مبارک پر بوسہ دے کے کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا اپنی زبان مبارک سے ادا کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بیشک نبی برحق ہین جو لوگ آپکی نبوت و رسالت سے منکر ہین وہ کافر مطلق ہین الغرض جب حضرت عمر کی زبان پر بے ساختہ کلمۂ شہادت آیا تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مسرور و مسجور ہوکر آواز تکبیر کا بلند فرمایا جب صدا اسی تکبیر اُس بشیر و نذیر کی اصحاب عالی جناب کے گوش حق نیوش مین آئی تو وہ سب بکمال خوش ہوکر حضرت عمر کے استقبال کو دوڑے اور اُنکو مبارکباد دی منقول ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب آپ نے مجھسے معانقہ فرمایا اور میرا ہاتھ اپنے دست مبارک مین لیکر ہلایا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ سارا بدن میرا چور ہوا اور مین نہایت کمزوری سے ایسا مجبور ہوا کہ ساری جرأت میری جاتی رہی حتی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گر پڑی غرض کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو خداوند عالم نے اپنے رسول مکرم کے دین متین مین داخل فرمایا تو اُسی وقت بحضور نبوی یہ معروضہ حضرت عمر کی زبان پر آیا کہ بخدا اے لاثانی ہم آج ہی سے اپنے خداوند ذوالجلال بے زوال کی عبادت ظاہرہ اور آشکارا کرینگے اور جو لعین بیدین اسمین کسی طرح کی مزاحمت بیجا کریگا

اُسے ہم بزور تیغ بیدریغ پارہ پارہ کرینگے اور عرض کیا کہ اب مین جاتا ہون اور تمام
قریش کو اس بات کی خبر کرتا ہون کہ عمر حلقہ محمدی مین داخل ہوا اور اب اُنکا ایمان
شعر شعار اسلام سے بہرہ پاکر کامل ہوا یہ کہکر جس مقام پر ابوجہل نابکار اور ابولہب اور
خطاب بڑے بڑے کفار مجتمع تھے وہان آپ آئے اور فرمایا کہ ای معشر قریش ہم محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پس اب جو شخص آپ سے [illegible] یا ہمکو کسی طرح کی ایذا دیگا
اور یہ ناحق کا قصد اپنے دل مین لائیگا وہ ہرگز مجھسے بچکر زندہ نہ جائیگا اور کہا کہ ای
ابوجہل اپنی طرف سے مثل ہم تم بھی دین اسلام قبول فرماؤ اور اپنے دین باطلہ کو ترک کرکے
بت پرستی کے قریب ہرگز نہ جاؤ یہ بات سنکر حضرت عمر کے باپ خطاب کو بڑا غصہ آیا اور
کہا ای فرزند تونے ہمارے معبودون کو جھٹلا کر ہمارے دین کو باطل ٹھہرایا پس معلوم
ہوا کہ تجھپر محمد نے جادو کیا ہی یا تونے کوئی نشہ کھالیا ہی بس اب تیری زندگی دشوار
ہی اور ہمکو تیرا قتل کرنا سزاوار ہی یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ای
باپ بہتر ہی کہ اپنے دین باطلہ کو چھوڑکر خدا سے دو جہان آفرینندۂ زمین و آسمان پر
ایمان لاؤ کہ دنیا مین فلاح و آخرت مین نجات پاؤ ورنہ عذاب ابدی مین گرفتار
کیے جاؤ گے اور کبھی اُس سے مخلصی نہ پاؤ گے یہ سنکر خطاب نے جواب دیا کہ ای عمر تیرے
دل مین جو یہ بات سمائی ہی تو شاید تیری اجل بہت ہی قریب آئی ہی اس طرح جیسے ہی
خطاب یہ بات اپنی زبان پر لایا ویسے ہی حضرت عمر نے تلوار میان سے لی یہ کیفیت دیکھکر
ابوجہل وغیرہ اور کفار تو بھاگ گئے مگر خطاب برسر مقابلہ آیا حضرت عمر نے جھپٹ کر باپ
کو پا لیا اور کہ ایک ہی ہاتھ مین اُسکا کام تمام کردیا بوقوع اس سانحہ کے تمام شہر مکہ
اور گرد و نواح مین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے رعب و دہشت سے زلزلہ عظیم

پڑ گیا اور گویا اسی روز سے تمام قلمرو عرب میں دین محمدی کا جھنڈا گڑ گیا اور اسی روز سے
اذان و نماز با جماعت ہونے لگی رونق اسلام تاریکی کفر کھونے لگی اللہ اکبر غور کرنے کا
مقام ہے حرارت اسلامی اسی کا نام ہے کہ جس شخص نے اپنے دین و ایمان کے واسطے اپنے
باپ کو مار ڈالا وہ کسے چھوڑیگا کسی کافر و مشرک کے قتل سے ہرگز منہ نہ موڑیگا حضرت
عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایمان لاتے ہی پہلے اپنے باپ کو قتل کیا [illegible] اور
اپنے حقیقی ماموں کو مار کر جہنم میں پہونچا دیا اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ آپ نے اپنے
صاحبزادہ حضرت ابو شحمہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک گناہ کے سو [illegible]
صحابے [illegible] انتقال ہوا [illegible] کا اس سانحہ [illegible]
روایت ہے کہ حضرت ابو شحمہ [illegible] حسین و نازنین جوان تھے اور [illegible] خوش الحان
تھے جب کبھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر قرآن شریف
پڑھتے تھے تو سامعین پر حالت وجد و بیخودی کی طاری ہو جاتی تھی اور ہر طرف سے صدائے
آفرین و آفرین آتی تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو حد مارنے کا حکم دیا تو اہل مدینہ
نے کمال گریہ و زاری کے ساتھ شور واویلا کیا اور کہا ہم سب حاضر ہیں جو سزا تجویز ہو لیجیے وہ
ہمکو دیجیے اور ابو شحمہ کی خلاصی بخشیے فرمایا کہ معاملہ شریعت میں مجھے کسی کے ساتھ مروت
نہیں ہرگز [illegible] پاس یگانگت نہیں اہل مدینہ یہ سنکر زیادہ [illegible] ہوے مگر حکم حاکم
مرگ مفاجات سے مجبور و ناچار زیادہ ہوے جب [illegible]
[illegible] تو دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا فرمائی [illegible] شریعت
اپنے [illegible] کے ساتھ یہ حال ہو پھر ایسے معاملات میں بھلا آپ سے اوروں کے ساتھ
رعایت کا کیا خیال ہو روایت ہے کہ جب حضرت ابو شحمہ نے انتقال فرمایا تو حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے انکو خواب میں دیکھا کہ کمال زیب و زینت تاج شاہانہ جواہر نگار
سر پر رکھے بہشت بریں میں تخت نشین ہیں اور حوریں دست بستہ سامنے کھڑی ہیں حضرت
ابو شحمہ نے حضرت عمر کو دیکھکر کمال خندہ پیشانی سے سلام کیا اور کہا کہ اللہ جلشانہ آپ پر
اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے اور مراتب اعلی بیشتر فرماوے کہ آپ نے مجھے قیامت کی
رسوائی سے بچایا اور آپ ہی کی بدولت جناب احدیت نے مجھے یہ رتبہ عنایت فرمایا
کہ ہر وقت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجھے حاصل ہے اور سب طرح سے
رحمت الہی میرے حال پر شامل ہے آپ میرا اسلام میری والدہ سے کہیے اور انکو اس
راحت و آرام کی خوشخبری دیجیے روایت ہے کہ قبل ایمان لانے حضرت عمر کے اصحاب
کبار کفار بد اطوار کے ہاتھوں سے انواع طرح کے ظلم و شدائد سہتے تھے وہ نامعقول ہر دم
اسی تدبیر و تدبیر میں رہتے تھے مگر جس روز سے خداوند تعالی نے آپ کو مشرف باسلام
فرمایا اور آپ کو اپنے دین و مذہب کے واسطے اپنے باپ کے قتل کر ڈالنے پر کچھ افسوس
نہ آیا اس روز سے کفار کے دلوں میں آپ کی جانب سے ایسی دہشت سمائی کہ پھر اس روز
سے کسی کافر نے مسلمانوں کی ایذا دہی پر جرأت نہ پائی روایت ہے کہ ایک روز حضرت
عمر نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کیا آپ کو کعبے کے اندر جانے کا اشتیاق ہے فرمایا کہ واقعی دل میرا انتہا سے اسکی زیارت
کا مشتاق ہے عرض کیا کہ اسی وقت چلیے و قدم رنجہ فرمائیے اور خوب اطمینان سے سیر کیجیے
پھر آپ اپنے دست مبارک میں حضرت عمر کا ہاتھ لیکر خانہ کعبہ کے اندر آئے اور سیر کرتے
ہوئے بتوں کے نزدیک تشریف لائے اور فرمایا جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا یعنی آپہونچا حق اور بھاگ گیا باطل تحقیق کہ باطل ہمیشہ

بھاگنے والا ہی جیسے ہی یہ آیت شریفہ آپ اپنی زبان مبارک پر لائے ویسے ہی تمام بت سرنگون ہوکر زمین پر آئے اور اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نزول فرمایا اور اس آیت شریفہ کو آپ کے حضور مین پہونچایا یا اَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفایت کرتا ہی تجھکو اللہ تعالی اور تبعیت کرنے والا تیرا گروہ مومنین سے یعنی عمر حاصل کلام حضرت عمر علیہ السلام کی ذات پاک کو خداوند تعالی نے ابتدا مین بھی باعث ترقی اسلام بنایا اور بعد انتقال جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نے اپنے عہد خلافت مین چار ہزار چار سو بہتر شہر فتح کرکے اس دین متین کو رونق دے کر ایسا چمکایا کہ کہین شرک وکفر کا تخم رہنے نہ پایا اور عدل و انصاف بھی آپ نے ایسا کیا کہ واقعی شیر وبکری کو ایک ہی گھاٹ پانی پلا دیا اور بہا استقلال آپ نے فرمایا کہ کبھی کسی زبردست نے زیردست کو نہ ستایا اور جو شخص جسطرح کی فریاد آپ کے پاس لاتا تھا فوراً اُسی کے موافق آپ سے اُسکی داد پاتا تھا چنانچہ روایت ہی کہ ایک مرتبہ آپ اثناء راہ مین تشریف لیے جاتے تھے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر بیٹھا نہایت رنج وغم سے بیتاب ہی اور بہ کمال گریہ وزاری جاری اُسکی زبان پر ہیہات ہیہات ہی آپ نے اُس سے فرمایا کہ اے شخص تجھے کس نے ستایا اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت مین یہاں روز دہی بیچنے آتا ہون اور جو دام اُسکے ملتے ہین اُس سے آذوقہ اپنے اہل وعیال کا خرید لیجاتا ہون آج جب اس مقام پر پہونچنے کی نوبت آئی تو مین نے دفعتہً اُس زمین پر ایسی ٹھوکر کھائی کہ سارا دہی بیر گر گیا اور زمین نے سب جذب کرلیا اب اسی غم مین روتا ہون کہ آج میرے اہل وعیال کیا کھائینگے سب بیچارے شدت گرسنگی سے قریب بہ ہلاکت ہو جائینگے یہ سنتے ہی آپ کو نہایت غصہ آیا اور کمال جلال کے ساتھ

ایک ورہ زمین پر اگرا دیا اور فرمایا کہ ای ظالم تو خدا سے نہیں ڈرتی ہی کہ جہاں ایسے ظلم
بندگان خدا پر لیتی ہی پس تیرے حق میں یہی بہتر ہی کہ ابھی سارا دہی اسکا واپس پھیر دے
اور جس طرح اسکا ہنڈا بھرا تھا اسی طرح بھر دے ورنہ تجھے ایسی سزا دونگا کہ تو بھی یاد
کریگی اور قیامت تک یاد رکھیگی آپ تو سختی میں مبتلا ہو جائیگی یہ ارشاد فرماتے ہی زمین نے ایک مرتبہ
بڑے خروش کے ساتھ جوش کھایا اور کمال صفائی کے ساتھ دہی اسکے اندر سے ابل آیا
آپ نے فرمایا کہ ای شخص اپنا ہنڈا دہی سے بھر لے اور اسے خوب پر کر لے اس بچہ نے
نے جلدی جلدی اپنا ہنڈا دہی سے خوب پر کیا اور کمال خوشی سے آپ کو دعائیں
دیتا ہوا اپنے گھر کا رستہ لیا سبحان اللہ عدل و انصاف اسکا نام ہی ایسی داد دینا
انھیں حضرت کا کام ہی

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اب واضح ہو کہ ابتدائے نبوت میں جناب رسالت مآب بکوشش تمام لوگون کو دعوت
اسلام فرماتے تھے مگر لوگ اپنی شامت اعمال سے راہ راست پر نہ آتے تھے چنانچہ ایکبار
آپ نے طائف میں جاکر وہان کے لوگون کو دعوت اسلام کی طرف بلایا مگر انمین سے کوئی ایمان
پر نہ آیا بلکہ وہان کے کفار تو شامت ازلی میں گرفتار تھے انھون نے آپ کو بہت تکلیف دی یہانتک
کہ آپ وہان سے ملول خاطر ہو کر مکہ معظمہ کو واپس تشریف لائے روایت ہی کہ مکے
اور طائف کے اثناء راہ میں عتبہ و شیبہ کا کہ سرداران قریش سے تھے ایک باغ تھا
جب آپ اس باغ کے متصل آئے تو بہت آرام ان درختون کے نیچے [illegible] فرمایا
عتبہ و شیبہ بھی اسوقت وہان موجود تھے ہر چند کہ آپ کے دشمن جانی ہر دو نون
تھے مگر وہ خود [illegible] اسوقت بپاس قرابت عداس نصرانی کے

نام غلام ۱۲

ہاتھ چند خوشے انگور آپ کے حضور مین بھیجے جب وہ لیکر آپ کے پاس آیا تب آپ نے
اپنے دست مبارک مین لیکر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر تناول فرمایا عداس بسم اللہ
سُنکر کمال تعجب مین آیا اور آپ کے حضور مین یہ گزارش بمعرض عرض لایا کہ یہ جو اسم
نام جو اسوقت آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمائے وہ اس بستی مین کبھی کسی شخص
کی زبان سے سُننے مین نہین آئے آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو کہان کا رہنے والا ہے اور
کیا تیرا نام ہے اُسنے عرض کیا کہ مین شہر نینوے کا رہنے والا ہون مگر اب چند روز سے
اسی بستی مین میرا قیام ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تو ہمارے بھائی یونس کی بستی کا رہنیوالا ہے
اُسنے کہا کہ حضرت یونس سے آپ کو کیا نسبت ہے فرمایا کہ وہ پیغمبر تھے اور مین بھی پیغمبر ہون
یعنی خدا کا رسول اور سب کا افسر ہون اُسنے کہا کہ یا حضرت آپ اپنے نام مبارک
سے مجھے مطلع فرمایئے اور آپ کس قوم سے ہین مجھے بتایئے فرمایا کہ عبد المطلب بن ہاشم
قریشی کا پوتا ہون اور عبد اللہ مرحوم کا بیٹا دعوت اسلام میرا کام ہے محمد و احمد میرا
نام ہے یہ سُنکر عداس نے عرض کیا کہ مدت سے مجھے حضور کی ملازمت کا اشتیاق تھا
جب سے آپ کی مدح و ثنا توریت و انجیل مین دیکھی ہے جب سے مین آپ کی قدمبوسی کا
مشتاق تھا الحمد للہ کہ آج خدا نے مجھے یہ دولت عطا فرمائی اور مین نے سب دلخواہ اپنی
مراد پائی یہ کہکر اُسنے اُسی وقت ایمان و اسلام قبول کیا اور کمال خوشی سے آپ کے
پاے مبارک پر بوسہ لیا بعد ازان جب وہ آپ سے رخصت ہوکر عتبہ و شیبہ کے پاس آیا
تو اُنھون نے عداس سے کہا کہ تو نے اسوقت بڑا دھوکہ کھایا اُسنے جواب دیا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک رسول برحق اور سچے پیغمبر ہین اور سارے زمین و
زمان سے افضل و بہتر بعد اسکے آپ وہان سے بطن نخلہ مین کہ مکہ معظمہ سے

ایک دن کی راہ ہی تشریف لائے اور اسی شب کو کہ آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے اتفاق سے سات یا نو جن شہر نینوا کے رہنے والے وہان آئے جب انھون نے آپ کو قرآن شریف پڑھتے پایا تو اس مقام پر ٹھہر گئے اور اس کلام پاک کے سننے سے بڑا حظ و لطف اٹھایا پھر جب آپ نماز پڑھ چکے تو وہ سب جن آپ کے حضور مین حاضر آئے آپ نے انھین دعوت اسلام فرمائی اور وہ سب مسلمان ہوکر آپ پر ایمان لائے پھر ان جنون نے آپ سے رخصت ہوکر اور اپنی قوم مین جا کر خوب دعوت اسلام فرمائی چنانچہ آیہ شریفہ وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اس مضمون پر نزول پائی بعد ازان آپ وہان سے مکہ معظمہ مین تشریف لاکر خلق اللہ کی رشد و ہدایت مین مصروف و مشغول بدستور ہوے جن لوگون کی تقدیر مین ایمان تھا انکے دل آپ کی تلقین سے بروشنی اسلام پر نور ہوئے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا	عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

بیان معراج شریف آن سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات

جاننا چاہیے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کے تعین عدد مین اختلاف بسیار ہی بعض علما کے نزدیک چونتیس مرتبہ تک اسکا شمار ہی یعنی خداوند عالم نے اپنے رسول اکرم کو چونتیس مرتبہ فرش زمین سے عرش برین پر بلایا اور مرتبہ معراج شریف کا عطا فرمایا اور حمل مین دس مرتبہ آپ کا معراج پر تشریف لیجانا بلا اختلاف رقم ہی یعنی جمہور علما کے نزدیک (نام کتاب ۱۲) ہرگز اس سے نہین کم ہی مگر نو مرتبہ آپ نے کیفیات معراج کو بعالم رؤیا مشاہدہ فرمایا اور ایک مرتبہ حالت بیداری مین اسی جسم مطہر کے ساتھ خداوند عالم نے بسواری براق آپ کو

آسمانوں پر جانا اور قاب قوسین کے مرتبہ پر پہنچایا جانا چاہیے کہ حضرات انبیا
علیہم السلام کا سونا بھی مثل بیداری کے ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اسواسطے کہ یہ حضرات بچشم ظاہر سوتے ہیں مگر بدل وہ جاگتے ہیں پس جس شخص
کو دیدۂ دل سے معاینہ بیداری ہو اُسے کیونکر خواب غفلت طاری ہو اب واضح ہو کہ
بعض ضعیف الاعتقاد کے ذہن ناقص میں یہ بات سمائی ہے کہ اللہ جل شانہ نے
اپنے کلام پاک میں مسجد اقصی تک آپ کے تشریف لیجانے کی خبر فرمائی ہے اگر
اللہ تعالی آپ کو آسمانوں پر بلاتا تو اسکی خبر بھی اپنے کلام مجید میں ضرور فرماتا
جواب اسکا یہ ہے کہ جب اہالیان قریش نے اپنی واقفیت پر بیت المقدس کا حال
آپ سے استفسار کیا تو انہیں کے سوال کے بموجب اللہ تعالی نے مسجد حرام سے
مسجد اقصی تک آپ کے تشریف لیجانے کا حال اپنے کلام پاک میں بیان فرما دیا
اگر وہ لوگ آسمانوں کے کیفیات و حالات سے واقف ہوتے اور آپ سے وہاں کی
باتیں آسمانوں کی استفسار کرتے تو اللہ تعالی اسکی خبر ضرور فرماتا اس بات کی نسبت
میں بھی کلام پاک اللہ نازل ہوتا بہرحال خداوند ذوالجلال نے مکہ معظمہ سے
بیت المقدس تک آپ کا تشریف لیجانا اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا اور پھر
وہاں سے آپ کا آسمانوں پر جانا اور وہاں کے کیفیات اور حالات کو مشاہدہ
فرمانا اور مراتب عالیہ اور درجات کاملہ پر فائز ہونا یہ بطور تواتر کے احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے پس مسجد حرام سے بیت المقدس تک جس شخص کو آپ کے
تشریف لیجانے پر انکار ہے وہ تو صریح کفر کی حالت میں گرفتار ہے اور جس شخص کو
وہاں سے آسمانوں پر اسی جسم و جان کے ساتھ آپ کے تشریف لیجانے کا

نہیں ان ... ہو وہ بہت بڑا مجرم بارگاہ الٰہی اور اشد فاسق ہی اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو آپ کے معراج پر یقین کامل لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمکو ... کا ... کی راہ پر قدم رکھنے سے بچائے مثنوی

...	ہر کہ مقرنیست بدین کار دست
...	نیست بیا مردی تخیل خیال
عقل چہ داند چہ مقام ست این	عشق شناسد کہ چہ دام ست این

سُبْحَانَ الَّذِیْ أَسْرٰی بِعَبْدِہٖ یعنی پاک اور بےعیب ذات ہی اسکی جو لے گیا اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ایک رات یعنی ... ایک حصے میں مسجد حرام سے اِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ مسجد اقصیٰ کی طرف وہ ایسی مسجد ہی کہ برکت دی ہم نے گرد اگرد اسکے یعنی دینی برکت بھی بسبب اترنے اس جگہ وحی اللہ کے اور عبادت گاہ ہونے انبیاء کے اور دنیوی برکت بھی اس زمین مبارک میں درختوں اور نہروں کی کثرت ہی اور بسبب ارزانی پھلوں اور میووں کے وہاں کے باشندوں کو حاصل فراخی معیشت ہی لِنُرِیَہٗ تاکہ دکھائیں ہم انکو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مِنْ اٰیٰتِنَا کچھ نشانیاں اپنی قدرت کاملہ کی کہ تھوڑی دیر میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس میں پہونچے اور وہاں پیغمبروں سے جو آپ کی ملازمت کے اشتیاق میں مجتمع تھے ملاقات کی نوبت آئی اور آپ نے فرشتوں اور پیغمبروں کی جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر اس مقام سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اور وہاں کے عجائب و غرائب معاملات اور کیفیات کو مشاہدہ فرمایا

اور بعد حصول مراتب عالیہ و درجات کاملہ کے پھر خداوند تعالیٰ نے آپ کو چند ساعت
مین آپ کے مکان پر پہونچایا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ تحقیق کہ وہی ہے سننے والا
دیکھنے والا یعنی کافرون کی باتون کو تکذیب کے باب مین اور مسلمانون کی باتون کو
تصدیق کے باب مین یعنی جو کوئی آپ کے معراج کی تکذیب کرتا ہے اور جو کوئی تصدیق
کرتا ہے بہر حال مختصر کیفیت معراج شریف کی یہ ہے کہ اکاون برس نو مہینے کی عمر شریف
ہوتے گیارھوین سال ستائیسوین ماہ رجب شب دوشنبہ کو جب آپ نے عشاء کی
نماز پڑھکر فراغت پائی تو بی بی اُم ہانی بنت ابی طالب کے گھر مین تشریف رکھکر
استراحت فرمائی ہر چند کہ بنظر ظاہر خواب استراحت کا اظہار تھا لیکن آپ کا دل
فیض منزل اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد مین بیدار تھا کہ اُسوقت حضرت جبرئیل
علیہ السلام کے نام فرمان آیا کہ بہشت مین جاکر اور وہان کے براقون مین سے
ایک براق کو کہ بہت سے مشتاق جمال دیدار سید الابرار ہے اپنے ساتھ لیکر
میرے حبیب کے دروازے پر جا اور نہایت آداب و تعظیم سے ملاقات کر کے
میری طرف سے بعد سلام کے پیغام پہونچا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو مہمان بلایا ہے
اور آپ کی سواری کے لیے بہشت سے براق آیا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت ابوذر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مع براق حضرت خیر الانام
کے دردولت پر آئے اور چھت پھاڑ کے آپ کے حضور مین جناب احدیت کی
طرف سے بعد تحیت و سلام طلبی و مہمانی کا پیام لائے اور پھر آپ کے
سینے مبارک کو چاک کیا اور آب زمزم سے دھوکر انوار الٰہی اور حکمت و کرامت
نا متناہی سے بھر کے اُس شگاف کو پھر بحالت اصلی ملا دیا شارح

سرور المحزون بروایت معتمدہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ براق پر سوار ہوئے تو
حضرت میکائیل نے باگ تھامی اور حضرت جبرئیل نے رکاب تھامی جب آپ کے
غاشیہ بردار ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ پھر جب میں براق پر سوار ہوکر روانہ ہوا
تو اثنائے راہ میں ایک پیرزال نہایت آراستہ موجود تھی حضرت جبرئیل نے
کہا کہ اگر یہ بڑھیا آپ سے سلام یا کلام کرے تو آپ اسکا جواب نہ دیجیئے گا اور ہرگز
اسکی طرف مخاطب نہو جیئے گا پھر جب آپ اس بڑھیا کے قریب ہوکر نکلے تو اسنے
آپ کو سلام کیا مگر آپ نہ اس سے مخاطب ہوئے اور نہ اسکے سلام کا جواب دیا
پھر اس سے آگے چند قدم پر ایک پیرزادہ زیور و لباس سے آراستہ بر سر راہ نظر آئی
حضرت جبرئیل نے اسکی طرف بھی مخاطب ہونے کی ممانعت فرمائی الغرض جب
آپ اس عورت کے قریب ہوکر نکلے تو اسنے بھی آپ کو سلام کیا مگر آپ نے نہ اسکی
طرف دیکھا اور نہ اسکے سلام کا جواب دیا پھر وہاں سے چند قدم آگے چل کر آپ نے
ایک جماعت کو دیکھا انھوں نے آپ کو دیکھکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ یعنی سلام تجھپر اے پہلے نبیوں کے
باعتبار نور کے اور سلام تجھپر اے پچھلے نبیوں سے باعتبار ظہور کے اور سلام
تجھپر اے یکجا کرنے والے امتوں کے واسطے شفاعت کے آپ نے بموجب
کہنے حضرت جبرئیل کے ان لوگوں کے سلام کا جواب دیا پھر حضرت جبرئیل نے
اُن سب کا حال اسطرح سے بیان کیا کہ وہ پیرزال شیطان اور پیرزالہ دنیا تھی
اب اس دنیا کی عمر تمام ہی کچھ یونھین سی باقی برائے نام ہی اور وہ جماعت والے
جو آپ سے بالتعظیم والتسلیم مخاطب بہ کلام تھے وہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ

علی نبینا علیہم السلام بہت تھے اشعۃ اللمعات اور مدارج النبوۃ مین لکھا ہی
کہ آپنے فرمایا کہ پھر تھے جب خدا نے تعالیٰ نے دائین سے آگے پہونچایا تو عالم برزخ
اور عالم مثال مین تھے عجائب و غرائب سو رنج نظر آئے ازانجملہ بہت لوگ نیکی و
بدی کی جزا مین مصروف و گرفتار پائے چنانچہ کچھ لوگون کو زراعت کرتے پایا اور عجب
تماشا انکا نظر آیا یعنی جسوقت کھیت بوتے تھے اُسی وقت زراعت مع خوشے تیار
ہوتے تھے پھر جب کھیت کاٹ کر غلہ اُٹھاتے تھے ہر دانے کے عوض مین دو چند
سات سو دانے تک ہاتھ آتے تھے آپنے حضرت جبرئیل سے اس حال کو استفسار کیا
اُنھون نے یہ جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ خیرات و دان خدا کی عبادت کرتے رہے اور اپنا
مال فی سبیل اللہ فقرا و غربا کو دے گذرتے ہین اب حق تعالیٰ اُنکو اُسکا صلہ دیتا ہی ہر ایک
نیکوکار اپنے پروردگار سے اُس نیکی اور خیرات کا ثمرہ خاطر خواہ لیتا ہی وَمَا اَنفَقتُم مِن
شَیءٍ فَھُوَ یُخلِفُہٗ وَھُوَ خَیرُ الرّٰزِقِینَ ٭ پھر ایک قوم کو دیکھا کہ
اُنکی قُبل و دُبر یعنی مقام بول و براز پر سخت عذاب کیا جاتا ہی اور ہر ایک اُنکا مانند
بیمار پاؤن کے جھاڑ و کانٹے اور تھوہڑ اور گرم پتھر دوزخ کے کھاتا ہی حضرت جبرئیل
نے کہا کہ ان لوگون نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہین کی ہی اُسی کی یہ سزا اُنکو دی ہی اور
حق تعالیٰ اپنے بندون پر ظلم نہین فرماتا ہی ہر شخص اپنے اعمال نیک و بد کا صلہ
ضرور پاتا ہی وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلعَبِیدِ ٭ پھر آپنے بہت سے مرد و عورتون
کو دیکھا کہ اُنکے روبرو گوشت نہایت عمدہ اور پاکیزہ دیگون مین پکا ہوا دھرا ہی
اور کچھ گوشت مردار و ناپاک اور سڑا ہوا اُس جگہ پڑا ہی وہ اُس مردار و نجس کو کھاتے
ہین اور اُس پاکیزہ و لطیف گوشت سے محروم کیے جاتے ہین حضرت جبرئیل نے

کہا کہ یہ وہ مرد خبیث نامعقول و مردود ہین کہ اُنکے پاس باوجودیکہ بیبیان حلال طیب موجود ہین مگر یہ اُنکی طرف التفات نہین کرتے ہین اور عورات بیگانہ کے ساتھہ زنا اور حرام کاری کرتے پھرتے ہین اور یہی ان عورات خبیثہ کا حال ہی باوجود موجود ہونے شوہرون کے حرام کاری اور زنا سے بچنے کا ذرا بھی نہین خیال ہی پس اب یہ اُسی کی سزا پاتے ہین اور اُسی بدکاری کا مزہ اُنکو چکھلاتے ہین پھر چند قدم آگے بڑھکر دیکھا کہ کچھ لوگون کے ہونٹھ اور زبانین آہنی آتشین مقراضون سے کاٹے جاتے ہین اور بعد تراشے جانے کے پھر حالت اصلی پر آتے ہین پھر کاٹے جاتے ہین پھر حالت اصلی پر آتے ہین اسی طرح برابر ہوتا رہتا ہی اور ایک دم انمین کا وقفہ اس عذاب سے صدمے سہتا ہی آپنے حضرت جبرئیل سے انکا حال استفسار کیا اُنھون نے یہ جواب دیا هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ الْفِتْنَةِ یعنی یہ لوگ فتنہ انگیزی کے ساتھہ لوگون کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور باوجود حصول علم کے آپ راہ راست پر قدم نہین دھرتے تھے پھر وہان سے تھوڑی دور بڑھکر ایک چھوٹا سا منہ سوراخ ہین پایا اور اُس سوراخ سے ایک بہت بڑا بیل باہر آیا پھر دیکھا کہ جب وہ بیل اُسکے اندر پلٹنے کا قصد اپنے دل مین کرتا ہی تو لوٹ کر اُسکے اندر جانے نہین پاتا ہی حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ بدگوئی اور تمسخر کرنے والون کا یہ حال ہی منھہ سے بات نکلی ہوئی کا پھر منھہ کی طرف لوٹنا محال ہی یعنی بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہین کہ اپنی قدرت و طاقت سے زیادہ متکلم ہوکر اپنی عظمت و وقعت کھوتے ہین اور جو بات کسی کی زبان سے نکل جاتی ہی وہ پھر لوٹکر پھر منھہ مین نہین آتی ہی پھر آپ نے وہان سے ایک شہر دیکھا کہ نہایت عجیب گلزار و پر بہار تھا گذر فرمایا اور وہان کی

باد دل خیز و نسیم عطر بیز سے نہایت حظ و سرور اٹھایا اور پھر اُس مقام پر ایک آواز دلنواز خوشنوا فرحت لقا بھی سُننے میں آئی آپ نے کیفیت حضرت جبرئیل سے استفسار فرمائی اُنھون نے کہا کہ یہ ٹھنڈی ہوا اور صدا اُس دل ربا جنت سے آئی ہی وہ یہی برابر کہتی جاتی ہی ربِّ اٰتِنِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ یعنی اے رب میرے دے مجکو وہ جو وعدہ ہی تیرا مجھسے اور اب زیادہ ہوگئی ہوسے خوش ناب میری اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور مونگے موتی سونا چاندی اور شیر و شہد و شراب پس مین پس اب مین تجھسے منتظر ایفاے وعدہ ہون اپنے حصول مطلب دلی کی مشتاق بے اندازہ ہون پس حق تعالی اُسکے جواب مین فرماتا ہی بہشت کو یہ خوشخبری سُناتا ہی لَكِ كُلُّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ وَمُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَمَنْ اٰمَنَ بِیْ وَبِرُسُلِیْ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا یُشْرِكُ بِیْ وَلَمْ یَتَّخِذْ مِنْ دُوْنِیْ اَنْدَادًا وَمَنْ خَشِیَنِیْ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُهٗ وَمَنْ اَقْرَضَنِیْ جَزَیْتُهٗ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَیَّ كَفَیْتُهٗ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا اُخْلِفُ الْمِیْعَادَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ قَالَ قَدْ رَضِیْتُ یعنی حق تعالی فرماتا ہی تیرے لیے ہین تمام مرد مسلمان اور تمام عورتین مسلمان اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتین اور وہ کہ ایمان لایا مجھپر اور میرے رسولون پر اور عمل کیے نیک اور نہ شریک کیا اُسنے میرے ساتھ کسی کو اور نہ پکڑا اُسنے بجز میرے کسی اور کو اور وہ جو ڈرا مجھسے پس کہتی ہی جنت کہ راضی ہوئی مین پھر جب آپ نے وہان سے اور آگے قدم مبارک بڑھایا تو ایک مقام پر ایک نالہ نظر آیا اور اُس نالہ سے بوے بد اور باد سموم آتی تھی اور ایک آواز گریہ و ہیبت ناک سُنی جاتی تھی حضرت جبرئیل نے کہا کہ

کہ یہ آواز کیا ہے [illegible] یہ دوزخ کی ہے اور وہ پوچھ رہی ہے شور مچاتی ہے

اور کہتی ہے کہ اے رب [illegible] زنجیریں اور طوق میرے اور آگ اور گرم پانی اور

جھاڑ و کانٹے اور سب [illegible] اب دیکھو میرے اور زیادہ ہو گیا عذاب میرا اور

دور تک ہو گیا گہراؤ میرا [illegible] پس اے یارب مجھے جو وعدہ ہے مجھ سے تیرا پس فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کہ خاص تیرے لیے ہیں [illegible] ہر مشرک اور ہر ایک [illegible] کافر

عورتیں [illegible] سرکش [illegible] ایمان قیامت [illegible] پس کہتی ہے دوزخ کہ راضی ہوئی

میں غرضکہ آپ [illegible] سیر کرتے اور عجائب [illegible] معاملات [illegible] دیکھتے

مشاہدہ فرماتے [illegible] بیت المقدس [illegible] آئے وہاں جو انبیاے کرام اور ملائکہ

علیہم السلام آپ کی زیارت کے [illegible] مجتمع تھے وہ سب [illegible] آپ کے استقبال کو

آئے اور سب منتظر تھے [illegible] نے اشتیاق سے سلام کیا آپ نے کمال خندہ پیشانی

سے سب کے سلام کا جواب دیا پھر اسی وقت جناب باری سے دو رکعت نماز

پڑھنے کا حکم آیا پس آپ نے مقتدا ہو کر دو رکعت نماز پڑھائی اور سب انبیا و ملائکہ

آپ کا اقتدا فرمایا جب نماز سے باہر آئے تو اس وقت سب انبیا حمد و ثنا الٰہی

بجا لائے اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت داؤد اور

حضرت سلیمان علیہم السلام نے بڑی فصاحت و بلاغت سے حاضرین کو خطبہ سنایا

اور جو نعمتیں ان سے متعلق تھیں انکا بیان فرمایا اور جناب سرور عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ کہ جسمیں مضمون تھا خطبہ [illegible] الحمد

شکر یہ ذات خود تمہارا ایسا بیان فرمایا کہ جس سے تمام انبیا علیہم السلام پر آپ کی

فضیلت کا اظہار ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے [illegible]

کلمے کا اقرار ہوا کہ بِھٰذَا اَفْضَلُکُمْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بسبب انھین فضائل کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوے اور جملہ صفات ودرجات مین کامل واکمل بعد اسکے جبرئیل علیہ السلام نے ایک جام شراب طہور کا اور ایک پیالہ دودھ خالص سے بھرا ہوا آپ کے حضور مین پیش کیا آپ نے دودھ خالص کا پیالہ لیکر پی لیا اور شراب کو واپس کر کے فرمایا کہ اسے قیامت کے دن میرے سامنے لانا اور مجھے میری امت کے ساتھ پلانا پھر آپ نے وہان سے حضرت جبرئیل کا ہاتھ اپنے دست مبارک مین لیکر صخرۂ بیت المقدس کے نیچے قدم رنجہ فرمایا اور اسکو صحن شریف مین ایک پہاڑی کے مانند زمین و آسمان کے درمیان بے ستون قدرت الٰہی پر معلق پایا اور انبیں تجلیل مین مفصل کیفیت اسکی لائق سننے کے اسطور سے لکھی ہی کہ وہ صخرہ شریفہ قدیم الایام سے اُس جگہہ معلق بقدرت خداے ذوالجلال ہی نہ کبھی کسی طرح کی جنبش ہی اور نہ زوال ہی ساری دنیا کے دریاؤن مین اُسی کے نیچے سے پانی جاتا ہی خداوند تعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہر جگہہ اُسکا پانی پہونچاتا ہی اور اُس صخرہ کے اوپر ایک طرف نشان قدم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتک پیدا ہی یہ کیفیت زایران بیت المقدس پر بخوبی روشن وہویدا ہی اور اسکے دوسری جانب فرشتون کی انگلیون کا اثر ابتک نمودار ہی بحکم خدا وہ نشان بھی ہنوز برقرار ہی یعنی شب معراج مین جب آپ نے اسکے اوپر قدم رنجہ فرمایا تھا تو وہ آپکے بار نبوت سے ایک جانب کو جھک گیا تھا مگر ساتھی اسکے جناب باری نے اسکے روکنے کا حکم کیا پس فرشتون نے فوراً اُسے روک لیا چنانچہ وہ آج تک ایک جانب کو اُسی طرح جھکا ہی خدا کی قدرت پر بدون استعانت کسی چیز کے رکا ہی اب

واضح ہو کہ حضرت سلیمان پیغمبر علیٰ نبینا و علیہ السلام کے وقت بلندی پر ایک پتھر تہ شریفہ زمین سے بارہ گز بلند معلق نظر آتا تھا اُسکے نیچے جانے والا اُسکی ہیبت سے اکثر ڈرجاتا تھا چنانچہ ایک روز ایک عورت حاملہ اتفاق سے اُسکے نیچے آئی اور اُسے دیکھکر اُسکی ہیبت سے اُسنے ایسی دہشت کھائی کہ اُسکے حمل نے اسقاط کیا اسی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک گنبد مدور نہایت وسیع و رفیع الشان اُسپر بنوادیا تھا قرۃ العیون مسرور المحزون کی شرح میں لکھا ہے کہ اُس گنبد کو اٹھارہ میل زمین سے بلند بنایا تھا اور اُسکی چوٹی پر ایک ہرن سونے کا بناکر اس طور سے بٹھایا تھا کہ اُسکی دونوں آنکھوں کے درمیان میں دو یاقوت سرخ ایسے روشن و تابندہ جڑے تھے کہ شب کے وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا درحقیقت دو ستارے آسمان سے ٹوٹ پڑے تھے لکھا ہے کہ شہر بلقا کی عورات غربا رات کو کمتر سوتی تھیں اکثر اوقات اُنکی روشنی میں چرخہ زن ہوتی تھیں اور شہر بلقا بیت المقدس سے دور ہے یعنی وہاں سے دو منزل مشہور ہے اور سایہ اُس گنبد کا عماواس اور بیت السرامہ تک جاتا تھا ہر ایک مسافر اُس راستہ کا اُسکے سایہ میں بہت آرام پاتا تھا اور عمواس بیت المقدس سے اٹھارہ کوس پر ایک مقام ہے شاید کسی گانوں کا نام ہے اور یہ مشہور ہے کہ بیت السرامہ عمواس سے بھی دور ہے حاصل کلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے چار سو برس کے زمانہ تک اس عمارت کو قیام رہا زیران بیت المقدس کا وہاں اژدحام رہا بعد اسکے جب بخت نصر بادشاہ نے اپنا ظلم و فساد تمام عالم میں پھیلایا تو فوج کشی کرکے بیت المقدس پر چڑھ آیا اور مسجد شریفہ کی کل عمارت مع قبہ متبرکہ کے کھود کر اُسکا نام و نشان مٹا دیا اور بنی اسرائیل کو قتل و غارت کرکے اسّی گاڑی سونا اور

چاندی بیت المقدس سے لوٹ لے گیا انس بن جلیل سے روایت ہی کہ پھر اسکے بعد رومیون نے بشراکت بادشاہ وقت اُسی رفعت و شان کے ساتھ قبۂ شریفہ کو تیار کر دیا اور لکھوکھا روپیہ اُسکے صرف مین آیا مگر بعد تیاری کے جب وہ لوگ بڑی شان و شوکت سے سونے چاندی کی انگیٹھیان لیے ہوے اُسکے اندر لائے اور ستر ہزار رہبان و شماس اُسکی پرستش کے لیے بُلائے پھر جب وہ سب لوگ مجتمع ہوکر شرک و کفر مین مبتلا ہوے تو وہ قبۂ شریفہ بلا سبب ظاہری اُنپر اُلٹ پڑا اور ایک بھی اُنمین سے زندہ نہ پھرا اسی طرح سے تین بار اُسکو بنایا اور کرورہا روپیہ اُسکے صرف مین آیا اور ہر بار اُسکو پہلی دفعہ سے مضبوط اور مستحکم سمجھکر بناتے تھے اور ہر بار ستر ہزار رہبان و شماس کے ساتھ اُس ساز و سامان سے جب رومی اُسکے اندر جاتے تھے تو وہ قبۂ شریفہ اسی طرح اُنپر اُلٹ جاتا تھا کوئی متنفس اُنمین اندر سے زندہ پھر کر باہر نہ آتا تھا اور جب بادشاہ نے اپنے دین کے عالمون اور راہبون کو دور دور سے بُلاکر اسکے گرجانے کا سبب استفسار فرمایا تو یہی جواب پایا کہ ہمارا معبود ہماری عبادت کو پسند نہین فرماتا ہی اسی وجہ سے عبادت خانہ گرجاتا ہی غرضکہ چوتھی بار جب بادشاہ نے پھر اسکے بنانے کا قصد کیا تو شیطان نے ایک مرد ضعیف کی صورت مین ظاہر ہوکر اُسے سکھا دیا اور کہا کہ اب یہ جگہ ناپاک و نجس ہوگئی ہی اسی وجہ سے یہ قبہ ٹھہرنے نہین پاتا ہی باوجود اس استحکام کے گرجاتا ہی لہذا تم دوسرا کنیسہ بناؤ اور اس قبہ کے نزدیک ہرگز نجاؤ پھر اُن گمراہون نے شیطان کے کہنے سے اُس جاے پاک کو بالکل خراب و برباد کیا اور اُسکے ستونون وغیرہ کو توڑکر اُسکے پتھرون سے دوسرا کنیسہ بنایا پھر اُس زمانہ سے وہ عمارت تا زمان جناب

حبیب الرحمٰن اُسی طرح سے ویران رہی اور اس درمیان مین کبھی اُسکے بننے کی
نوبت نہ آئی یہان تک کہ جب زمانہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا
آیا تو آپ نے کچھ خبرگیری اُسکی فرمائی اور کچھ شکست ریخت کی ترمیم کی بھی نوبت آئی
اور اُسکو صاف کراکے اُسکے مکانون کے اندر فرش فروش بچھوائے اور کچھ خادم و موذن
بھی مقرر فرمائے بعد اسکے جب وقت خلافت عبد الملک بن مروان کا آیا تو انھون
نے پھر سر نو سے بیت المقدس اور قبہ شریفہ کی عمارت بنوانے کا سامان فرمایا بیشتر تمامی
رعایا اور عمائد شہر اور رؤسائے دیار و امصار سے بالمشافہہ یا بالمکاتبہ راے صواب
اس بارہ مین طلب فرمائی جب سب کی راے اپنی راے سے متفق پائی تو مصر کے
سات برس کا زر خطیر خزانہ عامرہ سے نکلوا کر سامنے صخرۂ شریفہ کے انبار کرا دیا اور بڑے
بڑے اُستاد کاریگرون و معمارون کو دور دور سے بلوا کر حسب دلخواہ اُسکے تیار کرنے
کا حکم فرمایا چنانچہ پھر اُس سامان اور رفعت و شان سے اٹھاون گز کے بلندی کے
ساتھ قبہ شریفہ تیار رہوا مگر اسقدر کثرت سے روپیہ جمع ہوا تھا کہ باوصف اس تیاری
کے پس انداز ایک لاکھ دینار رہا خلیفہ نے وہ دینار واسطے مولانا ابو المقدام اور
یزید بن سلام کے کہ وہ متولی اُس عمارت عالیہ کے تھے بطور انعام کے تجویز فرمایا مگر
وہ دونون بزرگوار اُسکے جواب مین یہ گزارش بعرض عرض لائے کہ سزاوار اور زیبا تر
کہ ہم لوگ اپنی عورتون کا زیور اُتار کر اس خانۂ خدا مین صرف کرین نہ کہ اس نام کا
نکالا ہوا مال وجہ انعام مین لین پھر بحسب الحکم خلیفہ یہ کام کیا کہ اُن دینارون
کو گلوا کر قبہ شریفہ کے اوپر ڈلوا دیا پس بوجہ چمک و دمک اُس سونے کے یہ حال
تھا کہ قبہ شریفہ کی طرف نظر بھر کر دیکھنا محال تھا اور اُس قبہ کو اندر سے باہر تک

مع فرش زمین سنگ مرمر کے بنا گیا ہی اور اُسکے اندر و باہر چارونطرف کی جھنجریان مین نگینہ ہائے نگارنگ بیش قیمتی کو نہایت صفائی اور خوبصورتی سے جڑوادیا ہی اور علاوہ اسکے قبہ شریفہ کے اندر بھی بڑا انتظام ہی ہر طرح کی زیب و زینت کا اہتمام ہی چنانچہ خلیفہ ممدوح نے یہ بھی انتظام فرمایا کہ ایک مروارید بے بہا اور دونون سینگ دنبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور تاج کسریٰ درمیان زنجیر قبہ شریف کے معلق کرایا اور یہ بھی واضح ہو کہ وسعت قبہ شریف کی دوسو چوبیس گز ہی اور باہر سے دور اُسکا دوسو چالیس گز بعد ازان جب خلیفہ ولید بن عبد الملک کے وقت مین دیوار شرقی بیت المقدس کا انہدام ہوا تو اُسکی تعمیر کے واسطے یہ انتظام ہوا کہ بوجہ خالی ہونے بیت المال کے وہی سونا قبہ شریفہ سے اُتروا کر پھر اُسکے دینار تیار کرائے اور اُس دیوار شرقی کی تعمیر مین وہی دینار صرف مین آئے اُس زمانہ سے وہ عمارت بیت المقدس مع قبہ شریفہ کے ابتک بدستور ہی پس اب یہان سے پھر احوال معراج شریف کا لکھنا منظور ہی المختصر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر مجھے صخرہ شریفہ پر چڑھایا وہان پر ایک سیڑھی کہ جسکو عربی مین معراج کہتے ہین صخرہ سے آسمان تک لگی تھی اور وہ ایسی اچھی اور عمدہ سیڑھی تھی کہ ایک ستون اُسکا یاقوت سرخ کا اور دوسرا زمرد سبز کا اور ایک ڈنڈا چاندی کا اور ایک سونے کا اور ہر ڈنڈے مین موتی اور یاقوت اسطرح سے جڑے تھے کہ گویا ستارے آسمان سے ٹوٹ پڑے تھے معارج النبوت مین لکھا ہی کہ جب موت کے وقت آدمی کی آنکھین پھر اجاتی ہین اور نگاہ اُسکی اُوپر کو جاتی ہی تو اُسوقت وہی معراج یعنی نردبان مذکورہ پیش نظر آتی ہی اور لکھا ہی کہ جو فرشتے آسمان سے زمین پر آنے کا حکم

پاتے ہین وہ اُسی سیڑھی پر ہو کر آتے جاتے ہین بہرحال آپ اُسی سیڑھی سے بسواری
براق یا حضرت جبرئیل کے پر دن پر بیٹھکر جب آسمان اول کے دروازے باب الحفظ
تک پہونچے اور وہان کے دربان اسمٰعیل سے حضرت جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو
فرمایا تو اُس سے یہ جواب پایا کہ کون ہی کہا مین ہون جبرئیل امین کہا اور کون ہی تیرے
ساتھ کہا محمد ہین حبیب رب العالمین کہا کیا آپ کو بلایا ہی کہا ہان آپ نے معراج کا
حکم پایا ہی کہا مَرحَبًا بِہٖ فَنِعمَ المَجِیءُ جَاءَ یعنی مرحبا مرحبا کیا بہتر آنا آئے اور کیا خوب
تشریف لائے یہ کہکر دروازہ کھول دیا اور اٹھکر بکمال تعظیم آپ سے سلام و معانقہ
کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو آسمان کے اندر پہونچایا وہان بھی ہر ایک
فرشتہ بکمال تعظیم و تکریم تسلیم بجا لایا پھر وہان سے چند قدم آگے بڑھکر حضرت آدم
علیہ السلام سے ملاقات کی نوبت آئی آپ فرماتے ہین کہ مین نے انھین سلام کیا
اور انھون نے میرے سلام کا جواب دیکر میری بڑی عزت و حرمت فرمائی اور
بکمال محبت و شگفتہ روئی مجھے اپنے سینے سے لگایا اور نہایت فرحت و مسرت سے
یہ ارشاد فرمایا مَرحَبًا بِالاِبنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَکرَمَکَ
وَجَعَلَکَ ــــ نسلی اور تسبیح حضرت آدم کی ہر دم یہ تھی سُبحَانَ الجَلِیلِ
الاَجَلِّ سُبحَانَ الوَاسِعِ الغَنِیِّ سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیمِ
وَبِحَمدِہٖ اَستَغفِرُ اللّٰہَ پھر آپ نے دیکھا کہ کچھ صورتین نہایت حسینہ وجمیلہ
خوش حال فرخندہ فال حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف نظر آتی تھین اور
کچھ شکلین پریشان خاطر نہایت کریہ منظر بکمال مضطر انکے بائین جانب پائی جاتی تھین
جب حضرت آدم کی نظر داہنی طرف کی صورتون پر جاتی ہی تو نہایت خوش و نہال

ہو جاتے ہیں اور جب بائیں طرف نظر اٹھاتے ہیں تو ان اشکال بد افعال کو دیکھ
سخت مبتلائے رنج و ملال ہو جاتے ہیں جب آپ نے حضرت جبرئیل سے یہ حال استفسار کیا
تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ داہنی طرف انکی اولاد صالح کی صورتیں ہیں اور وہ جنتی
ہیں یہ انھیں دیکھکر نہایت خوش ہوتے اور حظ اٹھاتے ہیں اور بائیں طرف انکی
اولاد طالح کی صورتیں ہیں اور وہ دوزخی ہیں جب انھیں دیکھتے ہیں تو محبت فرزندی
سے سخت رنج و غم میں مبتلا ہو کر انکے حالات پر افسوس کھاتے ہیں پھر وہاں سے تھوڑی دور
پر کچھ لوگ دیکھے کہ سرانکے پتھر دانسے کچلے جاتے ہیں پھر حالت اصلی پر آتے ہیں پھر
کچلے جاتے ہیں آپ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ لوگ کس قسم کے گنہگار ہیں جو ایسے
عذاب میں گرفتار ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے نماز جمعہ اور جماعت میں
سستی کی ہی اور بے وقت نماز ادا کرکے اپنے سرون پر سختی لی ہی فَوَیْلٌ
لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ فائدہ ای مسلمانو ذرا دیکھو
اور غور کرو کہ یہ کیا باعث عبرت ہی کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں مگر ادائیگی میں سستی کرتے ہیں
انکی تو یہ حالت ہی اور برخلاف اسکے جو شخص تارک نماز ہوگا وہ کیسے عذاب میں
مبتلا ہوگا حدیث میں آیا ہی کہ ایک وقت کی نماز کا قضا پڑھنے والا کئی مقدار فرخ تک
رہیگا کروڑ سال آتش جہنم میں صدمے سہے گا محدثین نے جو ایک حقبہ کا حساب لگایا
تو بیہات کے رسول سے دو کروڑ اٹھاسی برس کا شمار پایا الخ یہ حدیث جامع الحسنات
میں موجود ہی مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ حَتّٰی مَضٰی وَقْتُهَا ثُمَّ قَضٰی عُذِّبَ فِی
النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَةً وَالسَّنَةُ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ
یَوْمًا وَكُلُّ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ یعنی جس شخص نے ترک کی نماز

یہان تک کہ گذر گیا وقت اُسکا پھر قضا پڑھی اُسکی تو عذاب کیا جائیگا دوزخ مین
چند حقبے اور ایک حقبہ اسّی برس کا ہوگا اور برس تین سو ساٹھ دن کا کہ ہر دن
وہان کا یہان کے برسون سے ہزار ہزار برس کے برابر ہوگا مترجم کہتا ہی کہ اس
حساب سے وہان کے اسّی برس یہان کے برسون سے دوکرور اٹھاسی برس ہوے
اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا اللہ تعالیٰ مسلمانون کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جہنم کے
عذاب و عقاب سے بچائے آمین بحرمت طٰہٰ و یٰس پھر اور ایک گروہ آدمیون
کا نظر آیا اُن سب کی گردنون پر اسقدر بوجھ را یا کہ جنبش کرنا اُنکو دشوار تھا ہر ایک
اُنمین کا سخت عذاب مین گرفتار تھا حضرت جبرئیل نے کہا کہ ان لوگون نے امانت
مین خیانت کی ہی اُسی کی یہ سزا اُنکو دی ہی فائدہ مسلمانون کو چاہیے کہ امانت داری
سے بہت بچتے اور احتیاط کرتے رہین اسوجہ سے اسکا مسئلہ نہایت باریک ہی ذرا
ذرا سی بے احتیاطی مین بہت بڑی معصیت کا خوف و ڈر ہی مثلاً اگر کوئی شخص کسی مقام
سے اپنے مکان کو چلا اور کوئی دوسرا شخص بھی اُسی مقام کا رہنے والا اسکو ملا تو
اُسنے اُس سے کہا کچھ خرچ ہم بھی دیتے ہین اسے لیتے جانا اور ہمارے مکان پر دیتے جانا
پس اگر اس شخص نے وہی روپیہ پیسہ بجنسہ اُسکے مکان پر پہونچا دیا تو یہ ادا امانت ہی
اور اگر اُسنے اُس روپیہ پیسہ کو لیکر اپنے روپیہ پیسے مین بلا اجازت ملا دیا اور پھر وہان پر
پہونچتے ہی بلا توقف اُسی قدر روپیہ پیسہ اُسکے مکان پر پہونچا دیا تو بھی یہ خیانت ہی
پھر چند قدم آگے چلکر کیا ملاحظہ فرماتے ہین کہ بہت سے لوگون کے بدن کا گوشت
کاٹ کاٹ کر اُنھین کو کھلاتے ہین حضرت جبرئیل نے کہا یا حضرت دیکھیے ان لوگون
کو کیا مصیبت ہی یہ سزاے غیبت ہی فائدہ واضح ہو کہ غیبت کا مسئلہ امانت کے

مسئلے سے بھی زیادہ نازک تر ہو آئین بھی تھوڑی سی بات مین بہت بڑے گناہ کا
خوف خطر ہی مثلاً درحقیقت کوئی شخص ایک چشم یا سیہ فام ہی مگر غیبت مین جب وہ
اس شخص سے پکارا جاوے تو غیبت اسی کا نام ہی یعنی جب وہ شخص یہ جانیگا کہ فلان
شخص مجھے کانا یا کالا کہتا ہی تو ضرور برا مانیگا پس جو بات کسی شخص کے پیٹھ پیچھے ایسی
کہی جاوے کہ جب وہ سنے تو اوسے بری معلوم ہو اور پسند نہ آوے تو غیبت اسی کا نام ہی
مگر اس سے بدتر بہتان ہی اور منافق کا کام ہی حق تعالی فرماتا ہی کہ جو شخص کسی کی غیبت
اپنی زبان پر لاتا ہی وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہی چنانچہ ایکبار ایک شخص
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا اور ایک شکایت اپنی زبان پر لایا کہ
یا رسول اللہ [illegible] مین نے کھانا نہین کھایا ہی آپ نے
فرمایا اے شخص تجھے [illegible] کی شکایت تو ہمارے سامنے لایا ہی مگر ابھی تو نے خوب
فربہ گوشت کھایا ہی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ کل سے مجھے کھانا نظر نہین آیا مین نے
گوشت کہان سے کھایا آپ نے فرمایا کہ اللہ سچا ہی اور اوسکے رسول کا کہنا برحق و
سچا ہی [illegible] اس [illegible] تو نے بہت فربہ گوشت کھایا ہی جب
آپ نے [illegible] فرمایا تو [illegible] برا تعجب آیا اور اوسنے قسم کھائی
کہ یا رسول اللہ [illegible] مجھے کھانے کی صورت بھی نظر نہین آئی جب آپ نے
[illegible] بالقسم انکار کیا تو آپ نے گرم پانی پلا کر قے کرانے کا حکم دیا جب اسے قے کرائی
تو [illegible] دیکھنے مین آئی کہ گوشت کے ٹکڑے [illegible] اوسکے شکم سے باہر آئے
حاضرین یہ کیفیت دیکھ کمال تعجب اپنے دل مین لائے آپ نے ارشاد کیا کہ اگر
تو نے نہین کھایا تو یہ گوشت کہان سے آیا باوجود ظاہر ہونے گوشت کے پھر بھی

اُسنے بوجہ کمالِ نفس سے انکار کیا اور کسی طرح نہ اسکا اقرار کیا تب آپنے ارشاد فرمایا اگر تونے کھانا نہیں کھایا ہی تو شاید کسی کی غیبت کرکے آیا ہو اُسنے کہا کہ غیبت تو مینے ابھی ایک شخص کی کی ہو آپنے فرمایا کہ یہ اُسی کی سزا خدانے تجھے دی ہی خدائے عزوجل خود فرماتا ہو کہ جو شخص کسی مسلمان کی غیبت کرتا ہو وہ اپنے سگے بھائی مردے کا گوشت کھاتا ہی اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا جیسے ہی غیبت کرنا شدید گناہ ہو ویسے ہی لوگون کو کمتر اس سے بناہ ہو خداوند تعالی ہر ایک مسلمان کو اس گناہ سے بچائے اور ہم سب سے یہ عادت خراب چھڑائے آمین یارب العالمین بحرمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ الامجاد

المختصر آپ اسی طرح سے سیر کرتے اور عجائب وغرائب معاملات قدرت الٰہی کو مشاہدہ فرماتے دوسرے آسمان کے دروازے پر پہونچے وہان بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بدستور سابق دروازہ کھلوایا اور ہر ایک فرشتہ اُسی طرح بتعظیم و تکریم پیش آیا پھر جب اُس مقام پر حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی نوبت آئی تو اُنھون نے بھی آپ کو مَرحَبًا بِالاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ کہا اور بکمال درجہ آپ کی تعظیم و تکریم فرمائی اسی طرح سے تیسرے آسمان پر حضرت یوسف سے اور چوتھے پر حضرت ادریس سے اور پانچوین پر حضرت ہارون سے اور چھٹے پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے اور ساتوین پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام سے بایکدگر ملاقات کی نوبت آئی اور ہر ایک نے آپ کو مرحبا کہا اور بکمال درجہ آپ کی تعظیم و تکریم فرمائی پھر وہان سے خداوند تعالی نے آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچایا اور آپ نے بیت المعمور اور حوض کوثر اور نہر الرحمۃ کو بھی ملاحظہ فرمایا واضح ہو کہ سدرہ ایک درخت ہی بیری کا کہ پھل اُسکے مانند مٹکون شہر ہجر کے نظر آئے اور پتے اُسکے مشابہ کان ہاتھی کے اسقدر

چوڑے ہیں کہ چلے جائے کہ ایک جماعت کثیر اُسکے سایہ میں آجا سکے اور وسعت اُس درخت
کی اسقدر ہے کہ اگر گھوڑا تیز رفتار ستّر برس برابر چلے تو بھی اُسکے سایہ کو طے نہ کر سکے اور ...
کچھ وہ درخت بلندی میں رفیع الشان ہے کہ پرندہ اُڑکر بھی اُسکی چوٹی تک نہ پہونچ سکے ...
ہرگز نہیں گمان ہے اور کسی سے وہاں سے آگے جانے کی طاقت نہیں ...
بجز ہمارے نبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اسکی ہے یعنی شب معراج خدا تعالی نے
نے آپ کو عرش بریں پر بلایا تو اُس سدرہ سے ہو کر اُس طرف آپ نے گذر فرمایا
روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب آپ کو سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بڑھنے کی نوبت آئی حضرت
جبرئیل نے آپ سے عرض فرمائی کہ ... آگے تشریف فرمایا
نہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا محمد تَقَدَّمْ فَاِنَّکَ اَکْرَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنِّیْ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم آپ آگے بڑھئے اسواسطے کہ آپ مجھ سے بزرگ تر ہیں اللہ تعالی کے نزدیک
آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں وہاں سے آگے چلا اور جبرئیل میرے ساتھ تھے یہانتک کہ خدا تعالی نے
نے مجھے ایک پردہ زربفت تک پہونچایا اور میں نے اُس پردہ کو عرش معلی سے متصل
پایا پھر جب جبرئیل نے اُس پردہ کو ہلایا تو اُسکے اندر سے یہ جواب پایا کہ کون ہے کہا
کہ میں ہوں جبرئیل امین اور میرے ساتھ ہیں محمد حبیب رب العالمین یہ سنکر فرشتے
نے کہا اللہ اکبر اکبر پردہ کے اندر سے خطاب آیا صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اَکْبَرُ اَکْبَرُ
یعنی سچ کہا میرے بندے نے میں بہت بڑا ہوں میں بہت بڑا ہوں فرشتے نے کہا
اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ تعالی
کے پھر اندر سے آواز آئی صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا یعنی سچ کہا
میرے بندے نے میں ہوں معبود نہیں کوئی معبود مگر میں پھر فرشتے نے کہا اَشْہَدُ اَنَّ

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول
ہین اللہ تعالی کے پھر پردے سے آواز آئی صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اَرْسَلْتُ مُحَمَّدًا
یعنی سچ کہا تو نے اے بندے میرے مین ہی نے بھیجا ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر
فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ یعنی آؤ نماز کو آؤ فلاح کو پھر اندر
سے آواز آئی صَدَقَ عَبْدِیْ وَدَعَا اِلٰی عِبَادِیْ یعنی سچ کہا میرے بندے
نے اور بلایا میری طرف سے بندون کو آپ فرماتے ہین کہ پھر فرشتے نے پردے
سے ہاتھ نکال کر مجھے اٹھا لیا اور جبرئیل وہین رہ گئے اُسوقت مین نے کہا اے جبرئیل
ایسے سفر مین مجھے تنہا چھوڑتے ہو اور میری رفاقت سے منھ موڑتے ہو حضرت جبرئیل
نے کہا یَا مُحَمَّدُ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ یعنی اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہم مین سے ہر ایک کے لیے ایک جگہ مقرر ہی کہ وہان سے تجاوز نہین کر سکتا
اور ایک قدم بھی آگے نہین رکھ سکتا اگر مین یہان سے اپنا ایک قدم بھی بڑھاؤن
تو فروغ تجلی الٰہی سے فوراً جل جاؤن مین فقط آپ ہی کی حرمت و برکت سے
آج اسوقت یہان آیا ورنہ سدرۃ المنتہی سے ایک قدم بھی آگے بڑھانے کا کبھی
حکم نہین پایا پھر آپ نے جبرئیل سے اُس فرشتے کا نام استفسار کیا انہون نے بقسم یہ جواب دیا
یا نبی اللہ اللہ تعالی نے مجھے خلقت آسمانی مین بڑا مرتبہ دیا ہی مگر مین نے ہنوز آج کے
کبھی اس فرشتے کو مشاہدہ نہین کیا ہی روایت ہی کہ جب جبرئیل علیہ السلام حضرت
خیر الانام کی رفاقت سے رک گئے اور اُس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے تو آپ نے فرمایا
کہ اے جبرئیل کیا تمھین کوئی حاجت ہی عرض کیا ہان یہ التجا بجناب احدیت ہی کہ
قیامت کے روز اپنے بازو پل صراط پر بچھاؤن اور اُسپر سے آپ کی امت کو باسانی

بار اُتار رو دیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بڑھے تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام آپکے پیچھے پیچھے چلے یہان تک کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے
ایک پردے کے حجاب تک پہونچایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُس پردے کو
ہلایا اندر سے آواز آئی کہ کون ہے کہا مین ہون جبرئیل اور میرے ساتھ ہین محمد حبیب
رب الجلیل یہ سنکر اُسنے اپنا ہاتھ پردے سے نکال کر مجھے اٹھا لیا اور باوجود اسکے
کہ اُس پردے کا طول اور موٹاپا پانسو برس کی راہ تھا مگر طرفۃ العین مین اپنے بازو پر
مجھے بٹھا لیا پھر اُس فرشتے نے ایک پل مین مجھے موتی کے پردے پر پہونچایا اور اُس
پردے کو ہلایا اُسکے اندر سے بھی یہی جواب آیا کہ کون ہے اُسنے جواب دیا کہ مین
خازن فرشتہ ہون محافظ حجاب زرین کا اور میرے ساتھ ہین محمد حبیب رب کا پھر اُس
فرشتے نے بھی پردے کے نیچے سے ہاتھ نکال کر مجھے اٹھا لیا اور ایک پل مین اپنے پاس
بٹھا لیا آپ فرماتے ہین کہ اسی طرح کہتا تھا مین ایک پردے سے دوسرے پردے
تک حتی کہ گذرا مین ستر پردون سے اور ہر ایک پردے سے دوسرے پردے تک
پانسو برس کی راہ کا فاصلہ تھا اور انمین ہر ایک کا طول اور موٹاپے کا بھی اسی قدر
برسون کی راہ کا فاصلہ تھا آپ فرماتے ہین پھر وہان سے رفرف سبز آیا وہ مجھے اپنے
اوپر بٹھا کر لے اُڑا ایک آن مین مجھے عرش معلی پر میرے رب کے پاس پہونچایا اور
وہ رفرف ایسا روشن اور تابندہ تھا کہ آفتاب سے زیادہ تابان اور درخشندہ تھا
اور رفرف ایک چھوٹے عالی منزلت کا نام ہے امور خاصہ الٰہی کا سپرد اسکے کیا ہے
آپ فرماتے ہین کہ اُس رفرف کے نور مین مین نے یہ تاثیر پائی کہ بیشتر نگاہ [illegible]
مجھے اپنی بینائی مین بہت زیادہ بصارت نظر آئی چنانچہ اُس بصارت مین ایک

راز ثانیہ مجھے ایسا نظر آیا کہ اُسکی وسعت کے بیان سے مین نے زبان کو قاصر پایا بعد ازان
عرش معلی سے ایک قطرہ نور میرے نزدیک آیا مین نے جب اُسے زبان پر رکھا تو عجیب
و غریب حلاوت اور ذائقہ پایا واقعی ایسی حلاوت اور لطافت کبھی میری زبان پر نہ آئی تھی
اور نہ مین نے کبھی کسی چیز کے کھانے مین ایسی کیفیت پائی تھی اور اُسی قطرۂ نورانی کا
میرے دل پر ایسا اثر کامل ہوا کہ جس سے مجھے علم اولین و آخرین کا حاصل ہوا بعد اسکے
جناب باری تعالی سے اُدنُ منّی کا خطاب آیا اور مین نے حسب الارشاد رب العباد
عرش معلے کی جانب قدم بڑھایا پھر بار جب مین قدم آگے بڑھاتا تھا تو جناب
احدیت سے خطاب اُدنُ منّی کا پاتا تھا یہان تک کہ ہزار بار اسی خطاب سے
جناب باری نے مجھے یاد فرمایا حتی کہ قاب قوسین کے مرتبہ پر پہونچایا یعنی حق تعالی
نے آپ کو ایسے تقرب کا مرتبہ عطا فرمایا کہ آپ نے اپنے درمیان اور خداوند تعالی کے دو گوشۂ
کمان یا اس سے بھی کم فرق پایا جیسا کہ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہی ثُمَّ دَنٰی
فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی پھر نزدیک ہوا مین پھر بہت
نزدیک ہوا مین سو تھا فرق درمیان میرے اور میرے رب کے مقدار دو گوشون کمان کے
یا اس سے بھی کم اور پھر بار جب اُدنُ منّی کا خطاب آتا تھا اور آپ بموجب ارشاد
رب العباد کے اپنا قدم آگے بڑھاتے تھے تو ہر بار مرتبہ مراتب اعلیٰ مین ترقی بدرجہ
پاتے تھے یہان تک کہ مشیت ایزدی نے آپ کو ایسی جگہ پر پہونچایا کہ کسی نے مخلوقات
الٰہی سے اس بھید کو نہ پایا اور اُسوقت کسی نے نہ جانا کہ قدمگاہ آپ کے کہان ہی اور
قدم نے نہ جانا کہ نفس کہان ہی اور دل نے نہ جانا کہ جان کہان ہی اور جان نے نہ جانا
کہ سر کہان ہی یہ مقام نہایت مراتب مشاہدات سے ہی اور غائب علوم مکاشفات سے

اور قاب قوسین او ادنی یہ ایک مرتبہ ہی کہ مخلوقات الٰہی سے آج تک کسی کا فہم و ادراک
وہان تک نہین پہونچ سکا ہی چنانچہ روایت ہی کہ کوئی صاحب شیخ حسن نوری رحمۃ اللہ
علیہ سے قاب قوسین کے معنی پوچھنے آئے آپ اُسکے جواب مین یہ کلمہ زبان مبارک پر لائے
لَم یَسمَع فِیہِ جِبرَئِیلُ فَمَن نُوری ہے یعنی جب جبرئیل کہ فرشتے ہین وہی اسکے معنی سے
واقف نہین تو نوری کون ہی صحیح حاکم کے مستدرک مین بروایت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ آیا ہی کہ شب معراج مین اللہ جل جلالہ نے آپ کو اپنے دیدار فرحت آثار سے بھی مشرف
فرمایا ہی اور اپنا کلام بے وساطت غیرے آپ کو سنایا اور آپ کے عرض و معروض کے
جواب مین آپ کو بالمشافہہ سرفراز فرمایا پھر آپ وہان سے بارشاد جناب رب العباد
بہشت مین تشریف لائے اور وہان کے حور و قصور اور غلمان و ولدان اور شجر و ثمر اور
جملہ نعمات و کیفیات بخوبی ملاحظہ فرمائے پھر حکم آیا اے حبیب تمہارے دوستون کے واسطے
جو مکانات اور درجات مین نے بہشت مین بنائے وہ تم نے ملاحظہ فرمائے اب ذرا اپنے
دشمنون کی عقوبت گاہ ملاحظہ فرمائیے اُسے بھی دیکھتے جائیے پھر جب آپ نے دوزخ کے
دروازے پر قدم رنجہ فرمایا تو وہان ایک فرشتہ نہایت چین بجبین غضبناک صورت کشیدہ
قامت نظر آیا اُسنے آپ کو دیکھتے ہی سلام کیا آپ نے اُسکے سلام کا جواب دیا پھر حضرت
جبرئیل نے کہا یا حضرت اس فرشتے کا مالک نام ہی اسی کے سپرد دوزخ کا کام ہی
آپ نے مالک سے دوزخ کے دیکھنے کو فرمایا وہ فوراً آپ کا حکم بجا لایا اور چھوٹی
انگلی کی پور کے برابر جیسے ہی دوزخ کا دروازہ کھولا ویسے ہی اُسمین سے ایک آواز
ایسی جوش و خروش کے ساتھ آئی کہ آپ نے کمال درجہ اُسکی ہیبت و دہشت اپنے
دل مبارک مین پائی آپ فرماتے ہین کہ اُسمین آواز زفیر و شہیق کی سُنی جاتی تھی اور

آگ اسکی نہایت تاریکی کے ساتھ برابر شعلے مارتی ہوئی آگے کو چلی آتی تھی چنانچہ آپ فرماتے ہین
فَارْتَفَعَتْ حَتّٰی ظَنَنْتُ اِنَّهَا سَتَاخُذُنِیْ یعنی پس بلند ہوئی وہ آگ یہان تک
کہ گمان کیا مین نے کہ مجھے پکڑے گی آپ نے حضرت جبرئیل سے کہا کہ مالک سے کہو کہ اسے
اسکی جگہہ پر لوٹا دے کہ مین اسکے دیکھنے کی طاقت نہین پاتا ہون اور اسکے شعلہ ہاے
پرغضب سے وحشت کرتا ہون وَخَیَّلَ حَبْلًا لَهُ النَّهِیْبَةُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا
مِنَ النَّارِ [illegible] الحاصل دوزخ مین سات طبقے یعنی درجے بنائے ہین اور ہر ایک طبقے
مین [illegible] محل جداگانہ طور پر انواع عذاب وعقاب کے ساتھ
قرار پائے ہین چنانچہ سب سے [illegible] جو سب سے نیچے ہے ہاویہ اسکا نام ہے یہ طبقہ خاص منافقون
کا مقام ہے دوسرے طبقے کا [illegible] نام ہے یہ مشرکون کا مقام ہے تیسرے طبقے کا حطمی نام
قرار پایا ہے یہ طبقہ منکرین [illegible] کے حصے مین آیا ہے اسی طرح سعیر وسقر وجحیم وجہنم ساتون طبقون
کا نام ہے کسی مین یہودیون اور کسی مین نصرانیون اور کسی مین آتش پرستون کا مقام
ہے اور یہ ہر ایک طبقہ ایک دوسرے سے شدت وحرارت مین کسی قدر کم ہوتا چلا آیا ہے اور
اوپر کا طبقہ کہ سختی اور شدت مین سب سے کم ہے وہ گنہگاران اس امت کے نام قرار
پایا ہے لیکن باوجود تخفیف شدت کے اسمین بھی ستر ہزار دریا ناپیدا کنار ایسے جوش و
خروش سے بہتے ہین کہ اگر انمین سے ایک ذری سی آواز دنیا مین آئے تو ساری خلقت
ہلاک ہوجائے اور اگر اسمین سے ایک چنگاری دنیا مین آئے تو ساتون طبقے زمین کے
توڑ کر پھر دوزخ مین چلی جائے آپ نے مالک سے پوچھا کہ یہ طبقہ کس خلقت کے واسطے بنا ہے
یعنی کس امت گنہگار کے حصے مین آیا ہے یہ سنکر اسنے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا حضرت
جبرئیل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک بسبب شرم کے عرض نہین

کر سکتا ہی آپ نے فرمایا شاید یہ طبقہ میری امت گنہگار کا حصہ ہو مالک بولے ، و کرو عرض کیا
کہ فی الحقیقت یہ طبقہ آپ ہی کی امت گنہگار کے لیے بنایا ہی یعنی جو لوگ گناہ کر کے بے توبہ
مرینگے اسمین انھین کے رہنے کو فرمایا ہی آپ اپنی امت کو خوب وعظ و نصیحت فرمائیے اور
جناب ارحم الراحمین سے اُنکی مغفرت کی دعا زبان پر لائیے والا قیامت کے دن عذاب
مین تخفیف محال ہی اگر مین اُس روز کسی طرح کی رعایت چاہون تو کیا مجال ہی یہ سنتے ہی
آپ کو بے اختیار رقت آئی اور بکمال گریہ و زاری جناب باری مین اپنی امت کی مغفرت
کے واسطے مناجات فرمائی کہ خداوندا جبکہ دوزخ کی یہ شدت اور حرارت ہی کہ جسکے دیکھنے
سے زائل میری تاب و طاقت ہی پھر جو لوگ میری امت سے اسمین پڑینگے وہ کیونکر ان
عذابون کو سہینگے تو نے مجھے رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا ہی اور مجھے اس امت کا پیشوا
کیا ہی میری شرم و آبرو تیرے ہاتھ ہی میری امت ہر جگہ میرے ساتھ ہی مین ہرگز اُسوقت
تک بہشت مین نجاؤنگا جبتک کہ اپنی ساری امت کے ساتھ لیجانے کا حکم نہ پاؤنگا
حکم آیا کہ آپ اسقدر رنج و غم کو اپنے دل مین راہ نہ دیجیے اور میری رحمت کا حال اپنی
امت کی نسبت ذرا مالک سے دریافت کیجیے چنانچہ مالک نے آپ سے عرض کیا کہ
سیدا ان حشر مین کچھ لوگ ایسے آئینگے کہ کارگزاران قضا و قدر اُنکو سزا یا گناہون مین آلودہ
پائینگے لیکن وہ لوگ بسم اللہ کا دم بھرتے ہونگے یعنی کوئی کام بدون بسم اللہ کے نہ
کرتے ہونگے جبکہ انھین دوزخ مین لیجائینگے تو وہ حسب عادت بسم اللہ کا ورد اپنی زبان
پر لائینگے یعنی دوزخ مین جس مقام پر پہونچینگے تو وہان بھی بسم اللہ کہکے اپنا پانون
رکھینگے وہ مقام دوزخ کا سرد ہو جائیگا اور آگ کا اثر اُنکے بدن پر مطلق نہ آئیگا خطاب
الٰہی ہوگا کہ ای دوزخ تجھے کیا ہوا ہی کہ تیری تیزی اپنا اثر نہین کرتی ہی اور

کرم سے عوض ایسی سردی ہو دوزخ عرض کرے گی کہ خداوندا یہ لوگ بسم اللہ کہکے
مجھ مین آتے ہین تیرے نام پاک کی عظمت و برکت سے انکے گناہ چھپائے ہین مین ناچار
ہون میری کیا مجال کہ جہان تیرا نام پاک ہے وہان میرا ہاتھ جاسکے خداوند کریم اپنے
فضل عمیم سے فرمائیگا کہ بیشک انکے گناہ معاف فرمائے یہ لوگ بسم اللہ کی برکت سے غضب کے
تنکے ہمارے ہی جنت کے حقدار ہین آئے اور کچھ لوگ ہونگے کہ انسے بھی حد سے زیادہ گناہ عمل مین
آئینگے مگر نور ایمان انکے دلون مین اور کلمہ کا ذکر انکی زبانون پر اور اللہ تعالی کے نام کے
آثار انکی انگلیون پر پائے جائینگے جسوقت دوزخ مین پڑینگے ہر طرف سے شعلہائے آتشین
انپر لپکینگے لیکن نور ایمان کی برکت سے اور کلمہ طیب کی کثرت سے آگ کا اثر انپر نجائیگا جناب
باری تعالی کی طرف سے یہ حکم آئیگا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیسا سانحہ ہے آگ عرض کرے گی کہ اے
پروردگار عالم تو دانا ہے ... برابر ہے انکے دلون مین نور ایمان اور تیری وحدانیت کا انکی زبانون
پر اقرار ہے مین انکو کیونکر جلاؤن یا انکے نزدیک جاؤن اور حق تعالی جل شانہ ارشاد
فرمائیگا کہ مین نے اپنی رحمت سے انکے گناہون کو معاف کیا اور سارا قصور بخش دیا
اور جن لوگون کے دلون مین گندم یا رائی کے برابر بھی نور ایمان پایا جائیگا اور
انھون نے شرک و کفر نہ کیا ہوگا وہ آپ کی شفاعت سے بخشے جائینگے اور عذاب
دوزخ سے نجات پائینگے بہرحال آپ خاطر جمع فرمائیے کچھ اندیشہ امت کی طرف سے
دل مبارک مین نہ لائیے جب حق تعالی جل شانہ نے آپ سے یہ وعدے فرمائے تو آپ
وہان سے رخصت ہوئے اور طرفۃ العین مین بسواری براق یا حضرت جبرئیل علیہ السلام
کے پرون پر اپنی دولت سرا مین تشریف لائے اب دیکھیے کہ آپ نے لکھوکھا سال
کا سفر کیا مگر خداوند تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو آپکے مکان پر تھوڑے عرصہ مین

پہونچا دیا کہ آپ نے اپنے حجرہ مبارک کی زنجیر ہلتی پائی اور بستر بدستور گرم پایا اور ہر طرح
نظر آئی وضو کا پانی بھی اسی طرح بہ رہا تھا گویا ایک لمحہ کا عرصہ بھی نہ گذرا تھا جب صبح ہوئی
آپ نے معراج شریف کا حال بیان فرمایا تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی زبان مبارک پر بیساختہ صدقت یا رسول اللہ کا حرف آیا اُسی وقت سے آپ کا لقب حضرت
ابوبکر نے یہ مرتبہ پایا کہ بارگاہ ایزدی سے انکی شان میں صدیق اکبر کا خطاب ملا اور ابوجہل
اسپر یقین نہ لایا اسی لئے یا ودنیا میں زندیق کا طوق اُسکے گلے میں پڑا پس جو مسلمان
باایمان مثل حضرت ابوبکر صدیق کے آپ کی معراج پر یقین لائیگا وہ صدیقوں میں شمار ہوگا
اور جو شخص اس سے انکار کریگا وہ زندیقوں کے گروہ میں جگہ پائیگا مسلمانوں کو چاہیئے
صدق دل سے آپ کی معراج شریف پر یقین لائیں اور شیطانی باتوں کو دل میں راہ نہ
دیکر اس معاملہ کو دور از قیاس سمجھکر گمراہ نہو جائیں خداوند تعالیٰ نے اپنے بندگان
خاص کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ اُنھوں نے اپنے تصرف باطنی اور کرامت کے زور سے
لوگوں کو طرفۃ العین میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں لیجا کر سیر کرائی ہے اکثر
اولیاء اللہ سے ایسے خوارق عادات اور کرامات وقوع میں آئے ہیں اور جن لوگوں
نے بچشم خود دیکھا ہے وہ جانتے ہیں یا بزرگان دین کے ملفوظات میں ایسے حالات
لکھے پائے ہیں پس جب اولیاء اللہ کا یہ حال ہے تو اگر خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب کو
اسی جسم وجان کے ساتھ آسمانوں پر بلایا اور عرش بریں پر پہونچایا اور تمام عالم ملکوت
کی سیر کرا کے ایک آن میں آپ کے مکان پر واپس لایا تو کیا محال ہے چنانچہ راقم
آثم نے معراج شریف کی تصدیق و اثبات پر ایک درویش صفا کیش کی کرامت اپنے حضرت
والد ماجد پیر و مرشد مقرب بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی زبان فیض ترجمان سے سُنی فرماتے تھے حکایت ہے کہ ایک صاحب
کمال کا یہ حال تھا کہ چار پیسے روز کی گھانس چھیل کر بازار مین لاتے تھے اور اُسے
فروخت کرکے دو پیسے وہین نذر اللہ تقسیم کر دیتے اور دو پیسے کا آذوقہ خرید لاتے اور
اُسمین مع اہل و عیال بسر فرماتے تھے کہ اسی حالت کے ساتھ جب اُنھون نے دنیا سے
مُنھ موڑا تو اپنا یادگار ایک فرزند صغیر سن چھوڑا جب وہ لڑکا سن تمیز کو پہونچا تو ایک
روز اپنی مان سے اپنے باپ کے پیشے اور بسر اوقات کا حال استفسار کیا اُسنے کیفیت واقعی
کو فہمید بیان کر دیا جب اُسنے اپنے باپ کا یہ حال سُن پایا تو اُسکو یہ پیشہ اور طریقہ بہت
پسند آیا پھر اُسی روز سے اُسنے بھی اختیار کیا کہ چار پیسے روز کی گھانس بازار مین بیچکر دو پیسے
وہین راہ خدا مین محتاجون کو دیجاتا تھا اور دو پیسے مین اپنا اور اپنی مان کا آذوقہ خرید
لے آتا تھا ایک روز حسب معمول جب وہ گھانس چھیل کر شہر کے کنارے لے آیا اور اُتار کر
دریا کے کنارے جو لب شہر واقع تھا رکھا اور مُنھ ہاتھ دھونے کا قصد اپنے دل مین لایا
ہنوز ہاتھ پانون دھونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ دفعتہً سامنے سے ایک فقیر صاحب
آئے اور یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے کہ اے لڑکے کچھ تماشا دیکھیگا کہا ہان فرمایا کہ آنکھین بند کر لے
اُسنے بند کرلین پھر اُس آن واحد مین کہا کہ کھول دے اُسنے جب آنکھین کھول کر نظر اُٹھائی
تو عجب کیفیت دیکھنے مین آئی یعنی دیکھا کہ نہ وہ شہر ہے نہ وہ دریا ہے نہ وہ دشت ہے نہ وہ جنگل ہے نہ
وہ اپنا دیس و دیار ہے اور ہی ایک شہر نہایت قطعدار اور کمال دلچسپ و عجب گلزار پربہار ہے
حالانکہ اپنے دیس و دیار دوست و عزیز اُس کے نام و نشان کو اُس جگہہ بالکل نیست و نابود پایا
مگر اُس درویش صاحب کمال خجستہ خصال کو اپنے ساتھ موجود پایا پھر تھوڑی دیر کے بعد
ایک سواری بڑی طیاری اور کمال شان و شوکت کے ساتھ سامنے آتی نظر آئی جب

قریب پہونچی تو شاہ صاحب نے لڑکے سے یہ بات ارشاد فرمائی کہ یہ سواری بادشاہ کی ہی اب
تو اسکے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ آپ جو مہر تجویز کیجیے وہ لیجیے اور اپنی بیٹی کا عقد میرے
ساتھ کر دیجیے وہ اگر آپ اس درخواست سے انکار فرمائیے گا تو پھر تخت سلطنت پر جانے نہ پائیے گا
اور ارشاد کیا کہ بے تکلف بادشاہ کے پاس چلا جانا اور کسی طرح کا دغدغہ اور اندیشہ
اپنے دل میں نہ لانا اور تو سب کو دیکھتا جائیگا اور تجھے کوئی نہ دیکھ پائیگا یہ لڑکا بیچارہ
گرفتار وطن سے چھوٹا مصیبت کا مارا دوست و احباب سے دور ناچار و مجبور اُسی طرح
ننگے سر برہنہ پا خاک آلودہ ایک صرف لنگوٹا باندھے بادشاہ کے حضور میں اُسکی بیٹی کے
ساتھ اپنے عقد نکاح کی درخواست دینے چلا اور بیدھڑک ہٹو بچو کرتا ہوا بادشاہ تک
پہونچا لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ہٹو بچو کی آواز برابر سُنی جاتی ہی مگر کہنے والے کی صورت
نظر نہیں آتی ہی غرضکہ اُس لڑکے نے بادشاہ کی سواری کو روک رکھا کہ بادشاہ سلامت
اپنی بیٹی کا مہر جو تجویز کیجیے وہ مجھسے لیجیے اور اُسکا عقد میرے ساتھ کر دیجیے وہ اگر اس درخواست
سے انکار کیجیے تو زنہار سلطنت کا نام نہ لیجیے بادشاہ اس درخواست کے سنتے ہی گھبرا گیا اور
نہایت حیرت سے خوف و دہشت کھا گیا اسواسطے کہ اُس شخص کی فقط آواز سُنی جاتی تھی اور
صورت نظر نہیں آتی تھی پھر اُسی وقت وزیر کو بلایا اور اس بارے میں اُس سے مشورہ طلب
فرمایا چونکہ وزیر با تدبیر اور مرد ہوشیار تجربہ کار تھا اُسنے دور اندیشی کی راہ سے کہا کہ یہ شخص
جو طالب نکاح ہی اس سے انکار کرنے میں تو کسی طرح نہیں فلاح ہی اور بدون دریافت
حال کے نکاح کر دینا بھی محال ہی معلوم نہیں کہ یہ کوئی دیو ہی یا جن یا انسان یا غول بیابان
یا کون جی کا جنجال ہی لہذا یہ صلاح ہی اسی میں فلاح ہی کہ آپ ایک جوڑی لعل کی اس سے
طلب کیجیے اور یہی مہر شاہزادی کا مقرر کر دیجیے اور اُس سے یہ شرط کر دیجیے کہ اگر تو ایک

جوڑی لعل کی لائیگا تو تیرا نکاح بلا عذر شاہزادی کے ساتھ کردیا جائیگا و اگر لعل کا لانا
تیرے امکان سے خارج ہے تو یہی شرط عقد نقل میں شاہی [illegible] اگر [illegible] نہ لائیگا تو ہرگز تیرے
ساتھ نکاح نہ کیا جائیگا چنانچہ جب بادشاہ نے اس شرط کو مقرر فرمایا تو لڑکا شاہ صاحب
کے پاس آیا اور جو بادشاہ نے کہا تھا وہ عرض کردیا یہ سنکر شاہ صاحب نے ایک کنکری
زمین سے اٹھاکر اسپر کچھ لکھا اور لڑکے کو دے کر یہ حکم دیا کہ اس شہر کے [illegible] ایک دریا ہے
یہ کنکری اسمین لیجا کر پھینک دینا اور جو کچھ اسمین سے برآمد ہو اسے لینا اور پھر جلد ہمارے
پاس واپس آنا بہت دیر نہ لگانا غرض وہ لڑکا کنکری لیکر دریا پر گیا اور اسکو اسکے اندر پھینکا تھا تھوڑی
دیر گذری تھی کہ ایک صندوقچہ دریا سے برآمد ہوا اور بہتا ہوا اسکے نزدیک آیا جب
اسنے وہ صندوقچہ پایا تو اسے لیکر شاہ صاحب کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ اسے بادشاہ کے
پاس لیجا اور اس سے کہہ کہ اپنی فرمائش لیجیے اور حسب وعدہ عقد کر دیجیے پھر وہ
لڑکا صندوقچہ لے کر بادشاہ کے پاس گیا اور کہا لیجیے آپ کی فرمائش حاضر ہے ملاحظہ کیجیے
بادشاہ نے جب اس صندوقچہ کو کھلوایا تو اسے لعلوں سے لبالب پایا حالانکہ بادشاہ
ایسی چیز پائی کہ کئی سلطنتوں کی قیمت ہاتھ آئی مگر ساتھ ہی اسکے اس خیال میں ہوا کہ اگر
شاہزادی کو اسکے عقد میں دوں تو اسکی جان سے ہاتھ دھولوں و اگر انکار کروں تو معلوم نہیں کہ
کس بلا میں پڑوں آخرکار یہی صلاح قرار پائی کہ جس طور سے ہو نکاح کر دیجیے اور شاہزادی کی
زندگی سے ہاتھ دھو لیجیے اسواسطے کہ انکار سے تمام خاندان کی بربادی کا گمان ہے معلوم
نہیں کہ یہ کوئی بلا ہے یا انسان ہے آخر یہی تجویز کرکے اس سے کہدیا کہ اب ایک مہینے کے
بعد برات لیکر آئیے گا اور بعد عقد نکاح شاہزادی کو سوار کرا لیجائیے گا جب اس لڑکے نے
بادشاہ سے یہ جواب پایا تو پلٹ کر پھر شاہ صاحب کے پاس آیا اور سب حال بیان کیا

آپ سُنکر چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا حتی کہ جب ایک مہینہ گذرا اور عقد نکاح کی
تاریخ قریب آئی تو ایک روز شاہ صاحب نے پھر اُس لڑکے سے یہ بات فرمائی کہ اے لڑکے کچھ
تماشا دیکھے گا کہا ہاں فرمایا آنکھیں بند کرلے اُسنے بند کرلین پھر اُسی دم فرمایا کہ کھول دے اب
یہ آنکھیں کھول کر کیا دیکھتا ہی کہ ایک جگہ ایک مکان عالی شان سامان شاہانہ سے سجا ہوا موجود ہے
مگر آدمی اور آدم زاد کا نام و نشان اُسمین مفقود ہی پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ لو بیٹا یہ مکان تمھین
خدا نے دیا ہی مخصوص تمھارے واسطے طیار کیا ہی بعد اسکے جب عقد نکاح کا روز آیا تو آپ نے
فرمایا کہ اب جاؤ اور شاہزادی کے ساتھ نکاح کرکے اسی مکان مین رہو اب سُنئے باوجودیکہ
شاہ صاحب نے مکان عالی شان سامان شاہانہ کے ساتھ اپنی کشف و کرامات سے ایسا
طیار کرادیا کہ درحقیقت وہ مکان رفعت و شان مین عمارات شاہی پر بھی فوق لیگیا مگر اُس
لڑکے کو اُسی طرح ننگے پانون برہنہ سر دہی ستر النگوٹا باندھا ہوا بحالت ابتر بادشاہ کی دختر کے
ساتھ عقد کرنے کو روانہ فرمایا اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ اُس روز یہ حکم لگایا کہ آج سب لوگ تجھے
دیکھینگے اور تو بھی سب کو دیکھے گا اور تو کچھ اندیشہ اپنے دل مین نہ لانا اور بے تکلف دربار شاہی مین
چلا جانا اور بادشاہ سے کہنا کہ بموجب وعدے کے میرا عقد اپنی دختر سے کر دیجیے اور اب کوئی
حیلہ حوالہ نہ کیجیے مین ہی وہ صندوقچہ لعلون کا لایا تھا میرے ہی ہاتھ سے آپ نے اُس گنج بے بہا کو
پایا تھا غرضکہ یہ سب باتین تلقین کرکے اُسکو روانہ کیا اُسنے دولتخانہ شاہی کا رستہ لیا اثنائے
راہ مین جو اُسے ملتا تھا اُس سے یہ کہتا تھا کہ مین بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ عقد کرنے
جاتا ہون اسی ارادے سے آتا ہون یہ سُنکر کوئی اُسے دیوانہ بتاتا تھا کوئی لات و گھونسا
لگاتا تھا حتی کہ اسی نوبت سے دروازہ شاہی تک پہونچا بادشاہ نے اُسکے آنے کی خبر
پاکر اُسے ایک مکان مین علیحدہ بلایا اور لعلون کے لانے کا حال بطور امتحان استفسار فرمایا

جب اُسنے جواب شافی پایا تو اُسی وقت قاضی کو بُلا کر نکاح پڑھ دینے کا حکم دیا اور
اہلکاروں کو بُلا کر فرمایا کہ طرفین کی جانب سے کسی عذر کا حیلہ کرکے آج سامان آتشبازی
کا موقوف کیا جائے مگر اس مراسلے سے کوئی واقف نہونے پائے اور شاہزادی کو سب نکال
ایک ڈولے میں سوار کراکے اسکے ہمراہ کر دیا اور اُسکے غم مفارقت و ہجران کا رنج دے
دل پر لے لیا اور دو چار ہرکارے شہزادی کے پیچھے لگا دیے کہ تم اُسکی خبر لیتے رہنا اور روز ہم تک
یہاں آکر ہم سے کہنا آخر وہ لڑکا شاہزادی کو لیکر شاہ صاحب کے پاس آیا آپنے اُس سے
فرمایا کہ اسی مکان میں اسکو لیجا اور اسکے ساتھ ہمبستری کا حظ اُٹھا مگر اس بات کا خیال رکھنا
کہ جس وقت ہم پکاریں تو فوراً ہمارے پاس چلے آنا اس بات کو بھول نہ جانا غرضکہ وہ لڑکا
شاہزادی کو اُس مکان میں لایا اور ہمبستر ہونے کی نیت سے اُسکے پاس آبیٹھا چونکہ وہ لڑکا
خاک آلودہ برہنہ بدن تھا لہذا شاہزادی کو اُسکی صحبت سے کراہت آئی لیکن اُسکی صورت
دیکھتے ہی اُسکی محبت اپنے دل میں پائی جب وہ لڑکا شاہزادی کے پاس لیٹا اور سردی
کھانے لگا تو اُسنے شاہزادی کے دوشالے کو اپنی طرف کھینچا شاہزادی نے دوشالے کو
چھوڑ دیا اسنے اوڑھ لیا ہنوز اسکو شاہزادی سے مخاطب ہونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ شاہ صاحب
نے اسکو پکارا یہ فوراً وہاں سے اُٹھ دوڑا اُسی حالت اضطراب میں شاہزادی کے پانوں کا
ایک جوتا اور وہی دوشالہ اسکے بدن پر لپٹا ہوا چلا آیا اسکے پہونچتے ہی شاہ صاحب نے
فرمایا کہ اے لڑکے کچھ دیکھیگا کہا ہاں فرمایا آنکھیں بند کرلے اُسنے بند کرلیں پھر ایک
آن واحد میں فرمایا کہ کھول دے اُسنے کھول دیں اب دیکھتا ہے تو وہ مکان ہے نہ وہ
نشان ہے نہ وہ آبادی ہے نہ وہ شاہزادی ہے نہ اُن شاہ صاحب کا پتا ہے وہی پرانا قدیم
شہر وہی گھر وہی گھانس کا گٹھا بجنسہ دریا کے کنارے رکھا ہے یہ معاملہ دیکھکر اسنے جلدی سے

اُس دوشالے کو اور جوتی کی پوٹلی کو لیکر اُسی گھانس کے گٹھے میں چھپا دیا اور فوراً اپنے گھر کا
راستہ لیا اور اپنے دل میں کہتا جاتا تھا کہ اس سفر میں مجھے کئی مہینے کا عرصہ گذرا ہی خدا جانے اِس
شخص کی ماں مر گئی یا زندہ ہے غرضکہ اسی خیال میں جب گھر آیا تو ماں کو زندہ پایا اسکی ماں
نے اسے دیکھکر کہا کہ اے بیٹا آج کیوں اسقدر جلدی چلا آیا شاید تو نے آج رنج طبیعت
میں کچھ کسل پایا اسنے اُس گٹھے کو سر سے اُتارا اور وہ دوشالہ اور جوتا اُسمیں سے نکال کر
ماں کے سامنے لایا اور اُسکو مفصل حال اپنا سُنایا اُسکی ماں کیفیت سُنکر نہایت تعجب
میں آئی اور اسکے بیان پر یقین کامل نہ لائی اور یہ سمجھی کہ شاید اسکی نیت میں کچھ فتور آیا ہے کہ
اسنے یہ دوشالہ اور جوتا کسی امیر کا چُرا لایا ہے اُسکی ماں نے کہا کہ خبردار اب اس بات
کا اظہار کسی کے سامنے [illegible] نہ کیجیو اور ہرگز اسکا تذکرہ اپنی زبان پر نہ لانا اسنے منظور کیا پھر اُس جوتی اور
دوشالہ کو چھپا کر رکھ دیا اور اپنے دل میں بڑا اندیشہ کیا کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے آخر
[illegible] یہ لڑکا عزت کھوتا ہے یہاں کا تو یہ [illegible] اب [illegible] کی کیفیت سنیئے
کہ جیسے ہی شاہ صاحب نے لڑکے کو بلایا اور آنکھیں [illegible]
اور مکان سب غائب ہو گیا اور کہیں اُسکا نام و نشان [illegible]
شہزادی کو تو [illegible] پایا [illegible] دوشالہ [illegible] اُسنے
یہ خبر پائی ویسے ہی خود وہاں دوڑا آیا اور شہزادی کو سوار کرا کے [illegible] پہونچا [illegible]
مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب شاہزادی نے بعد گذرنے چند روز کے اپنے شوہر کے
محبت کا غلبہ اپنے دل میں پایا تو خورد و نوش سے ہاتھ اُٹھایا جب لوگوں نے سبب
اسکا باصرار استفسار کیا تو اسنے یہ جواب دیا کہ اگر میں بادشاہ سے اجازت پاؤں
تو اپنے شوہر کی تلاش میں جاؤں اور بدوں میرے گئے اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہے

لہذا کسی اور کا جانا محض بیکار ہی بادشاہ نے بمجبوری سفر کی اجازت دی اسنے سامان
سفر درست کرکے منزل مراد کی راہ لی اور پہلی ہی منزل سے یہ انتظام کیا کہ جس مقام پر
شب کو قیام ہوتا تھا وہان منادی کرادیتی تھی کہ جس کسی کو کوئی قصہ یا کہانی آتی ہو وہ
یہان آکر سنائے اور اسکے صلہ انعام مین پانچ روپیہ نقد اور ایک شالی رومال لیجائے اسیطرح
منزل در منزل اور مقام در مقام قصے کہانی سنتی جاتی تھی مگر کہین اپنے مطلب کا سُراغ نہ پاتی تھی
حتی کہ جب کئی مہینے کے بعد اپنے شوہر کے شہر مین آئی تو وہان بھی بدستور منادی
پھرائی جب شام کو لڑکا گھانس بیچکر اپنے گھر آیا تو اسکی مان نے کہا کہ اے بیٹا آج کوئی
شاہزادہ یہان آیا ہی اور اسنے اس مضمون کا ڈھنڈھورا پٹوایا ہی اگر تجھے کوئی کہانی
یا قصہ آتا ہو تو جاؤ اسکو سناکر پانچ روپے اور رومال شالی لے آ یہ سنکر وہ لڑکا
شاہزادی کے فرودگاہ پر آیا اور اپنا ذاتی قصہ اول سے آخر تک اسکو سنایا شاہزادی نے
اسکی صورت دیکھتے ہی اسکی محبت کا غلبہ اپنے دل مین پایا جب یہ قصہ سنا تو اور بھی یقین
کامل اپنے شوہر کے ہونے پر آیا پھر فرمایا کہ اگر وہ جوتا اور دوشالہ ہمین دکھلاؤگے تو زیادہ
انعام پاؤگے یہ سنکر وہ لڑکا اپنے مکان پر آیا اور وہ جوتا اور دوشالہ لیجاکر شہزادی کو دکھایا
اسنے دیکھتے ہی اپنے دوشالہ کو پہچانا اور اپنے شوہر کے ہونے پر ویسے ہی یقین مانا پھر
جب اسنے اپنی یہ مراد پائی تو اسی وقت اپنے شوہر کو غسل دلاکر پوشاک شاہانہ پہنوائی
اور اس سے کہا کہ مین وہی تمہاری شہزادی ہون کہ جسکے ساتھ تم نے ایک صندوقچہ لعلون
کے تہر پر نکاح کیا تھا اور پھر اسکے بعد اپنی مفارقت کا داغ میرے دل پر دیا تھا
الحمد للہ کہ آج اللہ جل شانہ نے مجھے کشان کشان یہان پہونچایا اور مین نے دنیا
مطلب دلی پایا ہم حسنا ! تو یہ بڑا نازک مقام ہی راسخ الاعتقادی کے ساتھ ایمان کا

قائم رکھنا ایسے ہی مقام پر کام ہی ذرا بغور دیکھو اور سمجھو کہ جب خاصان خدا کے دست قدرت
مین یہ طاقت ہی کہ بندگان خدا کو طرفۃ العین مین مہینون کی راہ پر پہونچائین اور انواع
طرح کے سیر و تماشے دکھا کر پھر ایک پل مین اُس جگہہ واپس لائین تو خدا سے دو جہان کہ
جسکی شان کن فکان ہی اور وہ اپنی قدرت و حکمت مین غالب اور مالک کون و مکان
ہی اگر اُسنے اپنے حبیب کو زمین سے آسمانون پر بُلایا اور طرفۃ العین مین عرش برین
پر پہونچایا اور ملک و ملکوت و جبروت و لاہوت کی سیر کراکے پھر ایک آن مین آپ کے
مکان پر پہونچایا تو کیا بعید ہی

اب ذکر ہی آپ کا اپنے وطن مالوف مکہ معظمہ سے ہجرت فرمانے کا یعنی بہ نیت اقامت مدینہ المنیہ مین تشریف لیجانے کا

اب واضح ہو کہ جو قبائل عرب موسم حج مین واسطے ادا ے حج کے آتے تھے تو آپ
انھین دعوت اسلام فرماتے تھے پس چونکہ سعادت ابدی ور دولت سرمدی نصیب تر ہی انصار
مدینہ مسکینہ کے حصے مین آئی تھی اور اُنکے آبا و اجداد نے کئی سو برس پیشتر سے بہ نیت حصول
ایمان با پیغمبر آخر زمان قبیلہ حمیری نواحی یمن سے مدینہ طیبہ مین آکر سکونت اختیار فرمائی تھی
چنانچہ نبوت کے گیارھوین سال جب قوم انصار کو حسب معمول واسطے ادا ے حج کے
مکہ معظمہ مین آنے کی نوبت آئی تو آپ نے اُن لوگون کو دعوت اسلام فرمائی اب واضح ہو کہ
قوم یہود انصار سے ہمیشہ مغلوب رہتی تھی چنانچہ اسی وجہ سے اکثر یہ کلمہ کہتے تھے کہ جب
نبی آخر زمان اس جہان مین تشریف لائینگے تو ہم اُنکے حضور مین جائینگے اور اپنے تئین اُنکی
امان مین دینگے اور اُنکے ہمراہ ہو کر تمھین قتل کرکے تم سے اپنا عوض خاطر خواہ لینگے چنانچہ
انصار کو یہ گفتار یہود کی یاد تھی پس اُنکو بروقت دعوت اسلام فرمانے کے

یہ خیال ہوا کہ شاید یہود کو جس پیغمبر کے مبعوث ہونے کا گمان ہے وہ یہی نبی آخر زمان ہیں
پس اسی خیال پر کہ کہیں ایسا نہو کہ یہود یہ خبر پا کر ہم سے پیشتر آپ کے حضور میں حاضر ہو کر
مشرف باسلام ہو جائیں اور ہم اس دولت و سعادت سے بے بہرہ اور ناکام رہ جائیں
انمین سے پہلے ہی سال چھ آدمی مشرف باسلام ہوے دولت ایمان سے بہرہ یاب ہو کر کہا کہ ہم
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ سال آیندہ مین انشاء اللہ تعالی ہم یہان پھر آئینگے اور اب
ہم مدینے مین جا کر آپ کی نبوت کا چرچا گھر گھر پھیلائینگے چنانچہ جب آپنے ایسا ہی وقوع مین آیا
کہ انھون نے مدینے مین جا کر گھر گھر مین آپ کی نبوت کا چرچا پھیلایا پھر دوسرے سال اُن
چھ آدمیون مین سے پانچ آدمی آپ کی خدمت بابرکت مین آئے اور سات آدمی اور دوسرے
اپنے ہمراہ لائے وہ سب بھی آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے ایمان لائے اور آپ نے
اُن سب کو طریق اسلام تلقین فرمائے پھر انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اپنے یارون مین سے کسی کو ہمارے ساتھ کیجیے اور انھین ہم لوگون کے رشد و ہدایت کا
حکم دیجیے چنانچہ آپ نے مصعب بن عمیر کو انکے ہمراہ کر دیا انھون نے وہان جا کر تلقین کلام
حضرت ملک العلام و شرائع دین اسلام کو خوب شائع کیا اور اکثر اخیار انصار انکے فیضان صحبت
و تلقین و ہدایت سے راہ راست پر آئے اور بکمال صدق و یقین کے ساتھ حضرت کی نبوت
و رسالت پر ایمان لائے بعد ازان تیسرے سال ستر آدمی شرفاے انصار سے آپ کے حضور مین
آئے اور سب داخل ملت اسلام ہو کر بصدق دل آپ پر ایمان لائے اور بالاتفاق سبھون نے
اس بات پر عہد مستحکم کیا کہ جب آپ مدینے کو تشریف لائینگے تو ہم سب آپ کی خدمتگزاری
بدل و جان بجا لائینگے اور جو دشمن آپ سے لڑائی کا قصد کریگا ہم آپ کے شریک ہو کر
اُس سے لڑینگے اور کسی طرح کا قصور جانبازی مین نہ کرینگے القصہ جب آپ نے اہالیان مدینے کو

اُنکو قول و اقرار پر خوب مضبوط و مستحکم پایا تو حضرت نے اپنے اصحاب طیبات کو حکم ہجرت کا
فرمایا جب آپ نے یہ حکم دیا تو صحابہ نے باری باری سے مدینہ منورہ کو روانہ ہونا شروع کیا
حتی کہ عالی جناب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا جب وقت آیا تو آپ
شمشیر حمائل کرکے در کعبہ پر آئے اور با آواز بلند اُنکو پکار اٹھے اور پھر جماعت کفار قریش کو
مخاطب ہوکر فرمایا کہ خراب ہوویں وہ لوگ جو پتھروں کی پرستش کرتے ہیں اور اپنی نجاست
اُنکا ایسے دل ہی ہاتھ سے پتھر جوڑ کر دین حق کو حقیقتاً ترک و کفر کرنے پر رہتے ہیں اور با آواز
مہیب ایک نعرہ اس مضمون پر مارا کہ جو شخص اپنی جورو کو رانڈ بنانا اور اولاد کو یتیم کرانا
چاہتا ہو وہ میرے سامنے سے راہ روکے اور پھر مدینہ کی جانب سے گھاٹ پر آئے اور بسری سلیٹ بر ان
کی بار جو کا عرصہ گذر جائے مگر آپ کے رعب و دبدبہ و دہشت سے نہ کوئی آپ کے مقابلہ پر آیا اور
نہ کسی نے آپ کی جانب ایک قدم بڑھایا پھر آپ بھی وہاں سے روانہ ہوئے چند روز میں داخل
مدینہ برکت کا شانہ ہوئے آپ کے تشریف لیجانے کے بعد بجز حضرت ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ
شیر خدا کے گروہ اسلام یعنی خدا دان حضرت خیر الانام سے کہتے ہیں کوئی شخص باقی نہیں رہا
اور اس حال میں جب حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی ہجرت کے بارہ میں آپ سے استفسار
کیا تو آپ نے اُنکو یہ مژدہ دیا کہ میں تمہیں اپنی رفاقت میں لیچلونگا اگر تم بھی چلے جاؤگے تو
کیا میں سفر میں تنہا ہونگا جب آپ نے یہ مژدہ سُنایا تو حضرت صدیق اکبر کمال فرط
خوشی سے اشک ریزاں ہوئے اور نہایت درجہ اپنی طبیعت کو خوش و محظوظ پایا پھر جب
زمانہ آنحضرت کی ذات بابرکات کی ہجرت خاص کا قریب آیا تو ایک روز کفار قریش
دار الندوہ میں کہ ایک مکان متصل خانہ کعبہ کے ہے مشورت کے واسطے مجتمع ہوئے ابلیس
لعین موقع پاکر ایک پیر مرد کی صورت بنکر اُس مجمع میں آیا اور اپنے تئیں رہنے والا

نجد کا بنا یا چنانچہ یہی وجہ ہی کہ اصطلاح شعرا مین ابلیس کو شیخ نجدی کہتے ہین بہرحال اُسوقت اُس نابکار کا آنا کفار کو سخت ناگوار ہوا مگر جبکہ شیطان نے کہا کہ مین تمہارے اس معاملہ سے خوب واقف اور خبردار ہون اور اس کام مین بدل وجان تمہارا معین و مددگار ہون کفار شیطان کی یہ گفتار سُنکر کمال درجہ خوش و مسرور ہوے اور اُسکی ہم شراکت سے ازبس مشکور پھر جب کفار نابکار آپ کے بارہ مین ہم مشورہ ہوے تو پہلے اُنمین سے ایک شخص نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرکے ایسی جگہہ پر مقید کرو کہ جہان کوئی شخص اُنکے پاس جانے نہ پاوے تا کہ انکا کلام کسی کی سماعت مین آنے نہ پاوے اسواسطے کہ انکی سحر بیانی مین ہر شخص محو ہوتا ہی بیخود ہوکر اپنے دین و آئین کو ہاتھ سے کھوتا ہی شیخ نجدی کو یہ راے پسند نہ آئی پھر اور ایک شخص نے یہ راہ بتائی کہ کسی تدبیر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہان سے نکال دو جب وہ یہان سے چلے جائینگے تو پھر ہم سب اُنکے فتنہ و شر سے امن پائینگے یہ صلاح بھی شیطان کو پسند نہ آئی اسکے بعد ابوجہل لعین نے یہ تدبیر بتائی کہ ہر قبیلے قریش مین سے ایک ایک شخص تیز و چالاک منتخب کیا جائے اور جب شب کا وقت آئے تو سب مجتمع ہوکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان مین در آئین اور اُنکو قتل کرکے اس شر و فساد کو مٹائین ابلیس نے اس صلاح کو نہایت پسند کیا اور اس قصد پر عزم بالجزم کرکے مشورہ کو ختم کردیا جب یہ صلاح قرار پائی تو پاک پروردگار نے کفار بد اطوار کے مشورہ سے فوراً آپکو خبر دیکر یہ آیت شریفہ نازل فرمائی وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اور حکم ہوا کہ یہان سے مدینہ کو ہجرت کر جایئے اور وہان کے لوگون کو رشد و ہدایت فرمایئے آپ یہ حکم پاکر اُسی روز دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق کے

مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے صدیق اس سفر خاص مین تمھین میرے رفیق ہو
واضح ہو کہ جہان بہت سے دلائل حضرت صدیق کے فضائل کے تمامی امت پر وارد ہوتے
ہین منجملہ اُنکے ایک یہ بھی آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ ایسے وقت نازک مین حضرت
کی رفاقت خاص کی خدمت آپ ہی کو نا تھ آئی بجز آپ کے اور کسی نے یہ دولت نہ
پائی واقعی سمجھنے اور غور کرنے کا یہ مقام ہے الحق آپ کی افضلیت مین کیا کلام ہے خَتَمَ اللّٰہُ
عَلٰی قُلُوبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ کا معاملہ اور ہے مسلمان تو چاہے
انصاف اور مقام غور ہے غرضکہ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ ہم نے دو اونٹنیان اسی
سفر کے واسطے خریدی ہین آپ نے فرمایا کہ انمین سے ایک اونٹنی مجھے دو اور اسکی قیمت
مجھسے لو عرض کیا کہ یا رسول اللہ یونہین لیجیے آپ کی نذر ہے قبول کیجیے فرمایا کہ یہ اونٹنی
ہم یون نہ لینگے مصلحتاً اسکی قیمت ضرور دینگے عرض کیا حضور کو اختیار ہے بندہ سب
طرح حاضر اور تابعدار ہے حالانکہ آپ حضرت ابوبکر کا مال خاص اپنا ہی مال سمجھکر بلا تامل
صرف فرماتے تھے کسی نہج کا تکلف دل مبارک مین نہ لاتے تھے لیکن باعث اسکا اس انکار
کا یہ تھا کہ اس نعمت عظمیٰ مین اپنے ہی مال بالذات کو صرف کیجیے اور کسی کا مال اس کام
کے واسطے نہ لیجیے واضح ہو کہ اُس اونٹنی کا نام قصویٰ اور بعض روایت مین جذعا
تھا المختصر آپ شب کو اپنے محلسرا کے اندر تشریف رکھتے تھے کہ کفار نابکار نے مجتمع ہو کر
آپ کے دروازۂ مبارک کو گھیر لیا آپ نے اُس حال سے مطلع ہو کر حضرت علی مرتضیٰ کو یہ حکم
دیا کہ تم میری چادر لو اور اُسے اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ رہو کفار سے کچھ خوف نہ کھانا
ہرگز کچھ ضرر تمھین نہ پہونچا سکینگے زنہار کسی طرح کا اندیشہ اپنے دل مین نہ لانا اور جو
امانتین لوگون کی آپ کے پاس تھین وہ حضرت امیر کو دے کر فرمایا کہ انھین انکے

مالکوں کے پاس پہونچا دینا اور جلد مدینہ کا رستہ لینا بعد اسکے آپنے حضرت امیر کو
حوالہ بخدا کر کے وہیں چھوڑ دیا اور انھوں نے بلا تردد بموجب وصیت حضرت کے بستر پاک
پر لیٹ کر رداے شریف کو اوڑھ لیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سے
برآمد ہوئے اور ایک مٹھی خاک پر سورہ یسین فَاَغْشَیْنٰہُمْ فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ پڑھ کر
کفار نا ہنجار کی طرف پھینک ماری اور وہ خاک پاک بحکم جناب باری ہر ایک ناری کے
منھ اور آنکھوں پر جا کر اس طرح سے طاری ہوئی کہ ہر ایک کافر کی بصارت آپ کی نظارہ
سے قطعاً عاری ہوئی اور آپ وہاں سے بے تکلف حضرت ابوبکر کے گھر تشریف لائے اور
فوراً زاد و راہ درست کر کے اور اسی وقت کہ وہ شب دوشنبہ اور ستائیسویں ماہ صفر کی تھی
حضرت صدیق کو ہمراہ لیکر جانب مدینہ منورہ قدم مبارک بڑھائے اور حضرت ابوبکر نے
پانچ ہزار روپیہ نقد اپنے ہمراہ لیا اور کمال شوق سے آپ کے ہمراہ سفر ہجرت اختیار کیا تھوڑی
دیر گذری تھی کہ شیطان لعین مجمع کفار میں آیا اور پوچھا کہ تم کیوں اس مکان کو
گھیرے کھڑے ہو اور اسوقت بے محل کس واسطے اس قدر برانگیختہ ہو کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ ہے تو بیفائدہ ہے [illegible]
اور گمان میں نہ تھا ہی اسواسطے کہ وہ تمھارے سروں پر خاک ڈال کر نکل گئے
کفار شیطان کی اس گفتار پر یقین نہ لائے اور سب کے سب بے محابا آپ کے
محلسرا کے اندر در آئے وہاں یہ معاملہ نظر آیا کہ حضرت علی شیر خدا کو آپ کے بستر پر لیٹے
پایا پھر کمال مایوسی کے ساتھ حضرت امیر سے آپ کا حال استفسار کیا آپنے اپنی لاعلمی کا
اظہار کیا آخر کو سب کفار وہاں سے نامراد پھرے اور آپ کی تلاش میں مشغول ہوئے لکھا ہے
کہ جو کفار مجتمع ہو کر آپ کے در دولت پر آئے تھے انمیں سے بجز حکیم بن حزام کے اور سب

بعد غزوہ بدر ہمیشہ لشکر ہوے اور حکیم بن حزام انجام کو ایمان لا کر زمرہ اصحاب عالی جناب مین
داخل ہوے اور آپ کی فیضان صحبت بابرکت سے مراتب عالیہ کو پا کر بڑے کامل ہوے اور
ایک سو بیس برس کی عمر کو پہونچے ساٹھ برس بحالت کفر گذرے تھے اور ساٹھ برس ایمان لانے
کے بعد زندہ رہے المختصر آپ نے بروقت روانگی سفر پاے مبارک سے جوتا اتار ڈالا تھا اور انگلیون
سے رفتار فرماتے تھے تاکہ کفار آپ کے رفتار کا نشان نہ پائین اور مایوس ہو کر لوٹ
جاوین حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کی اس تکلیف کو گوارا نہ کیا اور آپ کو اپنے کاندھے
پر سوار کر کے غار ثور تک پہونچا دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ذرا توقف فرمائیے پیشتر مین
غار کے اندر جا کر اُسے صاف کر ڈالون تب آپ تشریف لائیے پھر حضرت صدیق غار کے
اندر تشریف لے گئے اور اُسے صاف کیا اور اپنی چادر کو پھاڑ کر جسقدر سوراخ اُسکے اندر
تھے اُن سب کو بند کر دیا اتفاق سے ایک سوراخ باقی رہ گیا اُسمین آپ نے بہ نیت
حفاظت اپنے پانون کا انگوٹھا دیدیا اور حضرت کو اُسکے اندر بلا لیا جب آپ نے اُسکے اندر
پہونچکر راحت پائی تو حضرت ابوبکر کے زانو پر سر مبارک رکھکر حالت نوم مین استراحت
فرمائی جس سوراخ مین حضرت ابوبکر نے اپنا پانون دیا تھا اُسمین ایک سانپ بیٹھا تھا
اُسنے انکے پانون مین کاٹا انھون نے بخیال استراحت حضرت کے دم نہ مارا لیکن بوجہ شدت
زہر مار کے بے اختیار حضرت ابوبکر کی آنکھون سے آنسو نکل پڑے اور حضرت کے رخسار مبارک پر گرے
آپ بیدار ہوے حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا حضرت سانپ نے مجھے کاٹا یہ سنتے ہی آپ نے
اپنا لعاب دہن مبارک اُس زخم پر لگا دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا الغرض جسوقت آپ غار کے
اندر تشریف لے گئے تو اُسی وقت مکڑی نے حاضر ہو کر غار کے منھ پر اپنا جالا پور دیا اور
کبوتر کے ایک جوڑے جنگلی نے انڈے دے کر سینا شروع کیا صبح کو کفار تلاش

اکرتے ہوئے لب غار تک پہونچے اور اسطرح تے جا کھڑے ہوئے کہ حضرت ابوبکر کو مُنکے
پانوں نظر پڑے یہ حال دیکھکر حضرت ابوبکر بہت گھبرائے اور حضرت کی جانب سے کمال
حزن وملال اپنے دل مین لائے حضرت نے ارشاد فرمایا لَا تَحزَن اِنَّ اللہَ مَعَنَا
یعنی رنج مت کرو کہ بیشک اللہ تعالی ہمارے اور تمھارے دونون کے ساتھ ہی آخر کار جب
کفار نے غار کے مُنھ پر مکڑی کے جالے اور کبوتر کے انڈے کو پایا تو اُسکے اندر آپکے ہونیکے
کسی کو یقین نہ آیا اور اسکے علاوہ پھر وہان سے آگے کہین نشان قدم بھی نہ پائے لہذا
کمال استعجاب وحیرت کے ساتھ مایوس ہوکر شہر مکہ کو واپس گئے سبحان اللہ اللہ تعالی جل شانہ
نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی حفاظت کے واسطے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ
سے ایک آن واحد مین وہ سامان مہیا فرمایا کہ کفار ناہنجار سوا بجز مایوس ہوکر پھر جانے کے اور
کچھہ نہ بن آیا ذرا غور کرنے کا مقام ہی کہ ایسے اوقات مین اس طور پر حق خدمت گذاری اور
جان نثاری بجالانا انہین حضرات کا کام ہی کہ حضرت علی شیر خدا بلا خوف جان مین بجاے
آپکے آپکے بستر پر لیٹے اور حق جان نثاری کا بے تکلف ادا فرمایا اور ایسی جاے
اندیشناک پر کچھہ بھی خوف اپنی جان کا نہ آیا اور حال فضیلت اشتمال حضرت ابوبکر کا بخوبی
عیان ہی اسکا کچھہ بیان ہی کہ آپ سے اس سفر ہجرت مین ایسی خدمت گذاری اور جان نثاری
وقوع مین آئی کہ اللہ تعالی جل شانہ نے آیت شریف اِذ یَقُولُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحزَن اِنَّ اللہَ
مَعَنَا بالاتفاق آپ ہی کی شان مین نازل فرمائی مشکوۃ شریف مین روایت ہی حضرت
ابوبکر صدیق کی فضیلت پر کیا زور وشور کی حکایت ہی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر ابوبکرؓ میرے تمام عمر کے اعمال صالحہ لے لین اور اُسکے عوض
مین اپنے ایک رات اور ایک دن کے اعمال حسنہ مجھے دیدین تو مین بخوشی رضی ہون

بعد اس ارشاد کے قصہ شب ہجرت کا اور سانپ کے کاٹنے کا سب کو سنایا اور فرمایا وہ دن
دن ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اکثر لوگ اطراف مدینہ کے
طریق اسلام سے منحرف ہو کر حالت ارتداد مین گرفتار ہوئے اور کچھ لوگ ادائے زکوٰۃ سے
برسر انکار آئے لیکن خدا جزائے خیر دے ابوبکر کو کہ ایک دو دن مین ایسی کوشش بلیغ فرمائی
کہ دونون فریق سے حالت انکار و ارتداد رفع ہوئی اور سرنو سے رونق اسلام میں پھر آئی
الحاصل تین شبانہ روز آپ غار ثور مین تشریف فرما رہے عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر کے
غلام نزد غار کے متصل بکریان چرایا کرتے تھے اور انکا دودھ آنحضرت اور ابوبکر کو پلا جاتے تھے
اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر صدیق شب کو غار ثور مین آپکے پاس آتے تھے اور کل حال
کفار کے ارادے اور مشورہ کا آپ سے بیان کر جاتے تھے پھر بعد گذرنے تین دن کے صبح کو
عبد اللہ بن اریقط دونون اونٹنی وہان لائے اور عامر بن فہیرہ بھی آ گئے پھر ایک اونٹنی پر
کہ جسکا قصوہ نام تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور پس پشت حضرت ابوبکر کو
بٹھا لیا اور دوسری اونٹنی پر عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن اریقط کو سوار ہونے کا حکم دیا
غرضکہ منازل و مراحل طے کرتے ہوئے ایک دن ام معبد کے خیمہ پر کہ وہ عورت شرفائے
عرب سے تھی اور خیمہ اسکا اثنائے راہ مدینہ مین نصب تھا پہونچے آپ نے ام معبد سے گوشت
و خرمے بقیمت طلب کیے مگر چونکہ موجود نہ تھے نہ ملے ایک بکری لاغر گوشہ خیمہ مین نظر پڑی
آپ نے ام معبد سے ارشاد کیا کہ اگر کہو تو اس بکری کا دودھ دوہ لین اور ہم نوش کرین
اور تمکو بھی دین اسنے کہا کہ یہ بکری محض بے دودھ ہے اور حالت لاغری مین ایسی گرفتار ہے
کہ چراگاہ تک جانے سے ناچار ہے آپ نے ارشاد کیا کہ اس بحث سے ہمین کیا سروکار ہے دودھ
لینے کی اجازت تم سے درکار ہے پھر جیسے ہی ام معبد کی زبان پر حرف اجازت آیا

ویسے ہی آپ نے بکری کے تھنون کو ہاتھ لگایا آپ کے دست مبارک کی برکت سے اُس
بکری کے تھن دودھ سے ایسے بھر آئے کہ دیکھنے والے کمال استعجاب اپنے ایمان لائے
پھر آپ نے اپنے ہی دست مبارک سے دوہنا شروع کیا ایک بڑے برتن کو کہ جسمین تین چار
آدمی خوب آسودہ ہوکر پین دودھ سے بھر دیا پہلے آپ نے ام معبد کو پلایا اُسنے خوب
سیر ہوکر پیا عجب حلاوت وفرحت اُس دودھ مین پایا پھر آپ نے اپنے ہمراہیون کو خوب
سیر ہوکر پلایا بعدہ آپ نے نوش فرمایا پھر آپ نے اُس دودھ کے برتن کو بھر دیا اور پھر وہان سے
مدینہ طیبہ کا راستہ لیا مواہب لدنیہ مین مرقوم ہے کہ وہ بکری ام معبد کی کہ جسے آپ نے
دوہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک جیتی اور دودھ دیتی رہی یہان تک
کہ زمانہ رمادہ مین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین ایک سخت قحط پڑا تھا صبح
وشام دونون وقت دودھ بکثرت دیتی تھی اور پردہ زمین پر کہین دودھ کا نام نہ تھا آپ کے
تشریف لیجانے کے بعد ابوسعید ام معبد کا شوہر جب گھر مین آیا تو دودھ بکثرت دیکھا اپنی
بی بی سے پوچھا کہ یہ دودھ تو نے کہان سے پایا اُسنے کہا کہ ابھی ایک مرد پاکیزہ صورت نیک سیرت
یہان آیا اور اس لاغر بے دودھ کی بکری سے اسقدر بکثرت دودھ اپنے ہاتھ سے دوہا کہ ہم
سب اور اپنے ہمراہیون کو خوب سیر ہوکر پلایا پھر اس برتن کو دودھ سے بھر دیا اور چلا گیا
ابوسعید نے یہ سنکر کہا واللہ یہ شخص یقینا وہی تھا کہ جسکو قریش ڈھونڈھتے پھرتے ہین
ہر سو اُسکی جستجو کرتے ہین اگر مین اُسوقت موجود ہوتا تو اُسپر ایمان لاتا اور اُسکے ہمراہ جاتا
پھر تھوڑے عرصے کے بعد ابوسعید مع اپنی زوجہ ام سعید آپ کے اشتیاق مین وہان کا رہنا چھوڑ کر
مدینے مین آگئے اور بصدق دل سے مسلمان ہوکر آپ پر ایمان لائے قصہ یہ ہے کہ کفار نے
اس مضمون کا اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر لائیگا وہ اسکے

صلے میں سو اونٹ انعام پائیگا اور جو کوئی ابوبکر کو لائیگا وہ بھی اسی قدر انعام پائیگا اور جو
کوئی ان دونوں کو گرفتار کر لاویگا وہ دو سو اونٹ انعام پائیگا چنانچہ سراقہ بن مالک بن جعشم
کہ ایک شخص سردار اور عرب سے تھا اور مدینے کی راہ میں ایک جھیل کے کنارے رہتا تھا جب
اُسنے مضمون اشتہار کفار سے خبر پائی تو طمع دنیوی اسکے دل میں سمائی جب اُسنے سُنا کہ
چند لوگ اونٹوں پر سوار ابھی اس راہ سے گذرے ہیں تو اُسنے فوراً اپنا گھوڑا تیار کرایا
اور ہتھیاروں سے مسلح ہوکر گھوڑا دوڑاتا ہوا آپکے نزدیک آیا حضرت ابوبکر نے اُسے دیکھکر
عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک سوار آپہونچا آپنے اُسکے حق میں بد دعا کی اللہ تعالے
جل شانہ نے اُسکو فوراً یہ سزا دی کہ اُسکے گھوڑے کو تا شکم زمین میں دھنسا دیا سراقہ نے اپنا
حال دیکھکر آپکے حضور میں عرض کیا کہ یا حضرت میں اس بات پر یقین لایا کہ آپ ہی کی دعا سے
خدا نے میرے گھوڑے کو زمین میں دھنسایا اب میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے واسطے دعاے
نجات کیجیے اور مجھسے یہ وعدہ لیجیے کہ میں پھرتے وقت اثنائے راہ میں جس کسی سے ملونگا اُس
سے یہ کہونگا کہ میں آپ کو تلاش کر آیا مگر کہیں سُراغ نہ پایا بہرحال جب یہ عاجزی اُس سے
وقوع میں آئی تو آپنے اُسکی رہائی کے واسطے دعا فرمائی سراقہ کہتے ہیں کہ جب آپکی
دعا سے زمین نے میرے گھوڑے کو چھوڑ دیا تو اُسوقت میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا
کہ بیشک جو شخص آپکے مقابلہ پر آئیگا وہ کبھی سرسبز و فتحیاب ہوکر نہ جائیگا بایں خیال میں نے
یہ عرض کیا کہ یا حضرت ایک امان نامہ مجھے لکھدیجیے کہ جب اللہ تعالی آپکو حریفوں پر غلبہ
فرمائے تو یہ امان نامہ میرے کام آئے آپنے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا اُنھوں نے
آپکی جانب سے ایک امان نامہ سراقہ کو لکھدیا اگرچہ سراقہ اُسوقت ایمان
نہیں لائے مگر چند روز کے بعد مشرف بایمان ہوکر زمرۂ اصحاب عالی جناب میں

دوڑائے آخر کار جب حضرت رسول اللہ مدینہ اعظم کے متصل پہونچے تو سب سے پہلے بریدہ
بن الحصیب اسلمی مع ستر سواروں کے آپ سے ملے آپ نے پوچھا تم کون ہو کہا کہ میں
بریدہ بن الحصیب اسلمی ہوں جب بریدہ نے اپنا نام بتایا تو آپ نے بطور تفاؤل کے ابوبکر سے
فرمایا کہ بَرَدَ اَمْرُنَا یعنی خنک اور بہتر ہوا کام ہمارا اور قبیلہ کا نام اسلم سنکے آپ نے
ارشاد کیا کہ سَلِمْنَا یعنی سلامت رہے ہم پھر ارشاد کیا کہ قبیلے اسلم میں کس قوم سے ہو
عرض کیا کہ بنی سہم سے فرمایا کہ خَرَجَ سَہْمُنَا یعنی [illegible]
اور بہرہ یاب ہوا تو ایمان کے خلعت و نعمت جب آپ نے بریدہ کو [illegible]
تو بریدہ باوجودیکہ بقصد بد آئے تھے لیکن مع ہمراہیان خود فوراً آپ پر ایمان لائے
اور آپ کا جمال باکمال دیکھکر آپ کے عشق و محبت میں ایسے گرفتار ہوئے کہ [illegible]
حال سے آپ پر فدا و نثار ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے
جلوس کے لیے ایک علم ایسا بطور نشان ہو کہ جس سے دشمنوں کے دلوں پر الم اور یاران
اسلام کی زیادہ علو شان ہو پھر حضرت بریدہ نے اپنی پگڑی کو ایک نیزہ پر باندھکر
نشان بنایا بریدہ کے اس فعل کو آپ نے بہت پسند کیا اور انہیں کو نشان بردار بنایا
سبحان اللہ آپ کی کیا برکت اور کیا عظمت تھی کہ بریدہ کا قصد اور کیا نیت تھی گھر سے نکلنا
سرکشی سے تھا اور کیا خوبصورتی سے کیسی جلدی آپ پر ایمان لائے جاننا چاہیے کہ
اہالیان مدینہ ہر روز آپ کی تشریف آوری کے انتظار میں سر راہ تک آتے تھے اور تا
دوپہر آپ کا انتظار کرکے پھر مدینے کو واپس جاتے تھے چنانچہ بروز تشریف آوری جب لوگ
حسب دستور حضور کے استقبال کو آئے اور تا دوپہر رستہ دیکھکر پھر چلے اسی میں نشان آپ کی
سواری کا ایک یہودی کو کہ وہ ایک ٹیلے پر تھا نظر آیا تو وہ اس آواز سے چلایا

یا معاشر العرب هذا جدکم یعنی اے گروہ عرب یہ ہے جد تمہارا یہ آواز سنکر ارباب
مدینہ کمال درجہ خوشی مین آئے اور آپ کے حضور مین حاضر ہوکر مرحبا مرحبا یا رسول اللہ
کہا اور آپ کے ہمراہ رکاب فیض مآب ہوکر آپ کو مدینہ پر سکینہ مین لائے اسوقت ارباب
مدینہ کی خوشی کو کیا کہیے کہ کمال فرحت سے بلغ باغ ہوکر کھلے جاتے تھے اور نہایت مسرت سے
اپنے جامہ مین پھولے نہ سماتے تھے اور لڑکیان انصار کی بوفور سرور اپنے گھرون مین دف
و مزنگ بجاتی تھین اور ان مضامین مسجور آگین کے اشعار گاتی تھین اشعار

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع	طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

یعنی طلوع کیا مہتاب نے ہمپر ثنیات الوداع سے اور واجب ہوا شکر ہمپر جبتک دعا کرے
اللہ تعالی سے کوئی دعا کرنے والا ثنیات الوداع نام ہے ان گھاٹیون کا جو واقع ہین بیان راہ
مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ارباب مدینہ کا معمول تھا کہ جب مہمان انکے آتے تو صاحب خانہ بوقت
رخصت ثنیات الوداع تک پہونچا جاتے پس حاصل مضمون کا یہ ہے کہ جسوقت آپ نے مدینہ طیبہ مین
قدم رنجہ فرمایا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا ان گھاٹیوں سے مہتاب طلوع کر آیا اور تمام مدینہ نور علی نور اور بس
بادہ عشرت سے ہر شخص کو کمال درجہ سرور ہوا بہر حال آپ دوشنبہ کے دن بارھوین ربیع الاول
کو مدینہ طیبہ مین رونق افروز ہوے اور پیشتر محلہ قبا منازل بنی عمرو بن عوف مین جو کنارے شہر
مدینہ کے واقع ہے چودہ روز ٹھہرے اور اس اثنا مین حضرت علی شیر خدا بھی بعد پہونچانے
امانتوں کے منازل و مراحل طے کرتے ہوے آپ کی تشریف آوری کے تیسرے روز تشریف لائے
اور آپ کے حضور مین حاضر ہوکر آپ کے قدوم میمنت لزوم اپنی آنکھوں سے لگائے بعد ازان
جب آپ نے جناب باری سے حکم پایا تو شہر مدینے کے اندر تشریف رکھنے کا قصد فرمایا
اہالیان مدینہ سے ہر ایک شخص یہی چاہتا تھا کہ آپ ہمارے ہی محلہ مین قیام فرماتے

تاکہ ہم ہر وقت آپ کی زیارت بابرکت سے فیض یاب ہوتے اور آپکے قدم مبارک
اپنی آنکھوں سے لگاتے آخرکار جب آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر چلے تو ہر قبیلے کے لوگ آپکے
ہمراہ ہوے اور ہر ایک شخص یہی عرض کرتا تھا کہ حضور ہمارے ہی محلہ مین قیام فرماءین
تاکہ ہر وقت کی حضوری سے ہم بہرہ مند ہوجاءین یہ سنکر آپ نے ارشاد کیا کہ ای بھائیو تمھاری
اس تقریر دلپذیر سے میرا دل بہت خوش و مسرور ہی آگاہ ہو کہ اونٹنی میری جناب احدیت
سے مامور ہی جس جگہہ یہ از خود بیٹھ جائیگی وہین قیام کرونگا پھر وہان سے آگے نہ بڑھونگا
آخر بحکم پروردگار اونٹنی چلتے چلتے اُس مقام پر بیٹھی جہان مسجد شریف کا منبر ہی ظاہر ہی کہ وہ
مقام ساری دنیا سے بہتر اور بوجہ قیام حضرت خیر الانام عظمت اور برکت مین کمل ہی اور
حضرت ابو انصاری کے مکان جنت نشان کے متصل تھا اب جاننا چاہیے کہ حضرت ابو ایوب
حضرت شاموں کی اولاد نیک نہاد مین تھے اور شاموں اُن چار سو علماے ذی وقار کے
سردار اور اُستاد تھے جو کہ ملازم اور مصاحب تبع حمیری بادشاہ یمن کے تھے اہل سیر لکھتے
ہین کہ ایک روز بادشاہ موصوف نے اُن چار سو علما کے ساتھ جو کہ ہر وقت اُسکی مصاحبت
اور ملازمت مین رہتے تھے سرزمین مدینے پر اُس حال مین گذر فرمایا کہ ہنوز مدینے کی
آبادی کا کہین نشان بھی نہ تھا مگر علماے مذکور کو کتب تواریخ سے معلوم ہوچکا تھا کہ
یہ سرزمین نور آگین حضرت خاتم النبیین کی ہجرت گاہ ہی اور اس مقام پر سکونت کرنے
والون کو دو جہان کی پناہ ہی یا ین خیال جب اُس مقام پر آئے وہان اور سب علامات
آنحضرت کی ہجرت گاہ کی ٹھیک پائی تو اُن سبھون نے اپنے دلون مین آپ کی محبت کا
ایسا جوش پایا کہ بیخود ہوکر اپنی سکونت کے واسطے بادشاہ سے اجازت لی اور ایک
بستی آباد کرکے وہین رہنا اختیار فرمایا جب اُن حضرات علما نے اُس سرزمین نور آگین کو

آباد کیا تو اُسکا نام نامی مدینہ رکھدیا چونکہ وہ جاے پاک سرسبز و شاداب اور انہار شیرین
سے پرآب تھی لہذا اُسکی آبادی نے بہت جلدی ترقی پائی آپکی برکت سے چند روز مین
صورت شہر کی نظر آئی بوجہ محبت آنحضرت کے بادشاہ نے بھی چاہا کہ مین بھی یہین رہجاؤن
اور اب وطن کو نجاؤن مگر بخیال بربادی سلطنت کے مجبور ہوگیا اور اپنی طرف سے ایک
ایمان نامہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لکھکر شامول کے سپرد کر دیا اور کہا
کہ اپنی اولاد کو یہ ایمان نامہ میری طرف سے دیکر وصیت کرنا کہ اُنمین سے جو کوئی نبی آخر زمان
حبیب یزدان کو پائے وہ یہ ایمان نامہ میری جانب سے آپکے حضور مین پہونچائے سبحان اللہ
عقیدت اور خلوص نیت اسکا نام ہے عشق و محبت کا دم بھرنا ایسے ہی حضرت کا کام ہے ابو ایوب
کا گھر جسمین آپ نے قیام فرمایا تھا وہ مکان اُس بادشاہ نے خاص آپ ہی کے نام سے بنوایا تھا
اور اکبر شامول سے تا حضرت ابو ایوب جب اکیس پشت کے انقضا کا زمانہ آیا تب آپ نے
مکے سے ہجرت کر کے مدینے مین قدم رنجہ فرمایا بروقت تشریف آنحضرت کے ابو ایوب نے
سب حال آپ سے عرض کیا اور وہ نامہ کہ اُنھین کے گھر مین پشت در پشت چلا آتا تھا
آپ کے حضور مین بادشاہ مذکور کی طرف سے پہونچا دیا جملہ انصار اُنھین شامول کی اولاد
مین ہین یہی وجہ ہے کہ اس قوم کے سب لوگ بڑے ستودہ صفات اور نیک نہاد تھے جو خدمتگذاری
اور جان نثاری حضرت خاتم النبیین اور مہاجرین کی انصار سے ظہور مین پائی یہ جان نثاری
اور کسی قوم سے وقوع مین نہین آئی جس انصار کی دو بیبیان تھین اُنمین سے ایک کو طلاق
دے کر آپکی خدمت بابرکت مین حاضر کیا اور کہا کہ یا حضرت بھیجیے جس کسی مہاجر کے پاس
عورت نہو اُس سے اسکا نکاح کر دیجیے واقعی یہین حضرات انصار کا یہ کار تھا ورنہ ایسی چیز
محبوب کے ساتھ شرکت کرنا سخت دشوار تھا بہرحال جب آپ ابو ایوب کے گھر [illegible]

تو آپ نیچے کے درجے مین تھہرے اور ابو ایوب مع اہل و عیال کوٹھے پر رہے مگر شب کو ابو ایوب
اور اُنکی بی بی ام ایوب کو یہ خیال آیا کہ یہ کام ہم سے بڑی گستاخی اور سوء ادبی کا وقوع
پایا کہ حضرت نیچے کے درجے مین رہین اور ہم اوپر واقعی یہ کام نہایت برا ہی اور پھر جب
اس بارہ مین ابو ایوب سے بہت اصرار وقوع مین آیا تو آپ نے اُنکی خوشی خاطر کے واسطے
کوٹھے پر رہنا اختیار فرمایا جس جگہ حضرت کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ جگہ دو یتیمون کی تھی اور وہ
دونون یتیم اسعد بن زرارہ کی پرورش مین تھے حضرت ابوبکر کے مال سے دس درم کو آپ نے
وہ زمین خرید فرمائی اور اُسی پر حجرات شریفہ اور مسجد شریف بنوائی حدیث شریف مین آیا ہی
کہ آپ نے مسجد شریف کی تعمیر مین ایک پتھر اپنے دست مبارک سے رکھکر حضرت ابوبکر
سے ارشاد کیا کہ تم بھی ایک پتھر اپنے ہاتھ سے اس پتھر کے متصل رکھو پھر حضرت عمر اور
حضرت عثمان سے بھی اسی طرح فرمایا اور ایک سے دوسرے کے بعد ایک ایک پتھر رکھوایا
اور ارشاد کیا هٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِیْ یعنی یہ لوگ میرے بعد میرے نائب ہونگے اور
بجملہ کام انکے بہتر اور مناسب ہونگے

احوال اسلام حضرت عبد اللہ بن سلام

پس مدینہ طیبہ مین آپ کی تشریف آوری کے بعد عبد اللہ بن سلام کہ قوم یہود مین
بڑے عالم تھے آپ کی ملازمت کے واسطے آئے اور تین سوال اپنی زبان پر لائے منجملہ اُن
سوالات کے ایک یہ سوال یہ تھا کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہی اور پہلی غذا اہل جنت مین
کیا ہی اور لڑکا کس وجہ سے باپ کی جانب مشابہت پیدا کرتا ہی اور کس سبب سے ماں کی جانب
ارشاد کیا کہ قیامت کی پہلی علامت ایک آگ ہوگی کہ جب وہ بامر باری تعالیٰ جل جلالہ
کے حکم سے ملک مشرق مین آئیگی تو وہان کے کل باشندے ان کو مغرب مین

ہانک لیجائیگی اس آگ کی مفصل کیفیت بیان آخرت مین مولانا رفیع الدین محدث دہلوی
نے اسطرح لکھی ہی کہ جب وہ آگ ملک مشرق مین آئیگی تو وہان کے باشندون کو ملک مغرب
مین اسطرح ہانک لیجائیگی کہ جب لوگ اُس آگ کو دیکھینگے تو خوف کہا کر وہان سے بھاگینگے
اور وہ آگ اُنکا پیچھا کریگی جب وہ لوگ دوڑتے دوڑتے تھک کر کسی مقام پر ٹھہر جاوینگے تو
وہ آگ بھی اُنسے علحدہ ٹھہر رہیگی نہ اُنکے قریب جائیگی اور نہ اُنکو جلائیگی حتی کہ اسی طرح منزل
بمنزل ملک مغرب مین اُنکو ہانک لائیگی اور جب وہ لوگ وہان پہونچ جاوینگے تو آپ
غائب ہوجائیگی پھر بتلا دیا کہ جب اہل جنت بہشت مین جاوینگے تو پہلے اُس مچھلی کا جگر
کھانا ہو کھلایا جائیگا جو ساری دنیا کی زمین اپنی پشت پر لیے کھڑی ہی یعنی تمام زمین کی بنیاد
اُسی مچھلی کی پشت پر پڑی ہی پھر فرمایا کہ جب نطفہ مان کا غالب ہوتا ہی تو لڑکا مان کی جانب
مشابہت لاتا ہی اور جب نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہی تو لڑکا باپ کی طرف تشبیہ پاتا ہی یہ سنکر
عبد اللہ بن سلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک آپ کی یہ سچی تقریر ہی کتب سابقہ مین
یونہین تحریر ہی اور فوراً آپ پر ایمان لائے اور آپنے طریق اسلام اُنکو تلقین فرمائے
عبد اللہ بن سلام نے عرض کیا کہ یا حضرت قوم یہود بڑی جھوٹی اور جعلساز ہین اور کمال
درجہ افترا پرداز اگر میرے اسلام سے خبر پائینگے تو کلمات بیہودہ میری نسبت زبان پر
لائینگے اب مین چھپکر بیٹھتا ہون آپ اُنھین بلائے اور قبل ظاہر کرنے میرے اسلام کے
کچھ حال میرا اُنسے استفسار فرمائیے پھر جب یہود آپکے حضور مین حاضر ہوے تو آپ نے
اُنسے یہ استفسار فرمایا کہ تم نے اپنی قوم مین عبد اللہ بن سلام کو کیسا پایا کہا کہ خَیْرُنَا وَابْنُ خَیْرِنَا
وَسَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوجائے اور ہمارا کلمہ پڑھکر
ایمان لائے کہا نعوذ باللہ وہ کبھی اپنے مذہب سے نہ پھریگا اور اپنے دین کے خلاف

ہرگز کوئی کام نکریگا حضرت عبد اللہ بن سلام یہود کا یہ کلام سنکر باہر آئے اور کلمہ شہادت اپنی زبان پر لائے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ سنکر یہود بہت غصے مین آئے اور عبد اللہ بن سلام کی نسبت بہت کچھ کلام بیہودہ اپنی زبان پر لائے اور کہا شرنا وابن شرنا یہ سنکر عبد اللہ بن سلام نے عرض کیا کہ حضور نے حال یہود کا دیکھ لیا

احوال اسلام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

واضح ہو کہ حضرت عبد اللہ بن سلام کے اسلام لانے کے بعد حضرت سلمان فارسی مجوسی کہ پیشتر انھون نے دین مجوس چھوڑکر دین نصرانی اختیار کیا تھا اور علماے یہود و نصاریٰ کی زبانی یہ تحقیق یہ سن لیا تھا کہ نبی آخر زمان مکے مین مبعوث ہونگے اور پھر وہان سے ہجرت کرکے مدینے مین آوینگے اور لوگون کو دین اسلام کی طرف رشد و ہدایت فرماوینگے اسی اشتیاق مین مدینہ مین انکا قیام تھا شب و روز انتظام تشریف آوری حضرت خیر الانام تھا اور انکے ایمان لانے کی مفصل کیفیت اور مدینہ طیبہ مین آکر قیام کرنے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے انکو عمر بہت بڑی عطا فرمائی ایک روایت مین ہے کہ چار سو برس اور ایک روایت مین ساڑھے تین سو برس اور ایک روایت مین ڈھائی سو برس کی عمر انھون نے پائی اور اس مدت مین بے معاش محض توکل بخدا دین حق کی تلاش مین اور حضرت خیر الانام علیہ السلام کی ملازمت کے اشتیاق مالا یطاق مین ہر سو پھرتے اور جستجو کرتے رہے چنانچہ معارج النبوت مین بروایت صحیحہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیا ہے کہ حضرت سلمان بن خشان فارسی نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ مین ایک زمیندار کا بیٹا شہر اصفہان کے متصل ایک بستی کا رہنے والا کہ نام اس مقام کا جیئی تھا میرا باپ تونگر بڑا مالدار تھا اور بوجہ فرط محبت کے ایک دم کے

واسطے میرا گھر سے کہین باہر جانا اُسے ازحد ناگوار تھا اسی وجہ سے مین کہین نہ جاتا اور
شب و روز آتش پرستی مین مشغول ہتا اتفاق سے ایک روز مجھے میرے باپ نے کھیتوں ہی کے واسطے
بھیجا اور کہا کہ جلدی چلے آنا بہت دیر نہ لگانا جب مین مکان سے کھیت کی طرف چلا تو اثناے راہ
مین رہبون کا ایک کنیسہ مجھے ملا اُسکے اندر سے کچھ پڑھنے کی آواز ایسی میرے کان مین آئی کہ جسکی
سماعت سے میرے دل نے بہت فرحت پائی پھر جب مین اُس کنیسے کی اندر گیا تو دیکھا کہ بہت
لوگون کے سامنے انجیل رکھی ہی اور وہ سب باآواز بلند مصروف بہ تلاوت ہین اور کچھ لوگ نماز
پڑھتے اور کچھ لوگ مشغول بہ دیگر عبادت ہین اُن لوگون کی عبادت کا یہ طریقہ دیکھکر مین
بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ یہ کسکا دین و آئین ہی کہا کہ حضرت عیسی مسیح کا یہ دین متین ہی یہ
سُنتے ہی مجھے اُس دین کی طرف کمال رغبت ہوئی اور آتش پرستی سے نہایت نفرت
اُس دن صبح سے تا شام میرا وہین قیام رہا اور کھیت کو نہ گیا اور اپنے اشتیاق کا حال
اُس دین کی طرف اُن راہبون سے بیان کیا اور کہا کہ یہ دین تمھارا مجھے پسند آیا
مگر باپ کی دہشت سے اسکو اختیار نہین کرسکتا اسکی تدبیر بتاؤ اور جلد تر مجھے میرے
مطلب دلی پر پہونچاؤ انھون نے کہا کہ اچھا چندے توقف کر جسوقت کوئی قافلہ ملک
شام کو جائیگا تو ہم تجھے بلائینگے اور وہان بھیجکر تجھکو تیرے مطلب پر پہونچائینگے پھر شام کے
وقت جب مین وہان سے اپنے گھر آیا تو اپنے باپ کو بوجہ اپنے غائب ہوجانے کے نہایت
غمگین پایا اُسنے مجھے دیکھکر میرے غائب ہونے کا سبب استفسار کیا مین نے کیفیت واقعی کو
مفصل بیان کردیا اور کہا کہ اُس دین کی طرف بہت رغبت ہی اور آتش پرستی سے کمال درجہ
نفرت یہ حال سُنکر میرا باپ بہت گھبرایا اور جب میلان طبیعت میرا اُس دین کی جانب
زیادہ پایا تو میرے بھاگ جانے کے خوف سے مجھے قید کیا اور ایک لنگر میرے

یاثون مین فتح الدیا مین نے پوشیدہ اُن راہبون کے پاس کہلا بھیجا کہ جب کوئی قافلہ ملک
شام کو جائے تو مجھے ضرور اطلاع دینا جس طور سے ہو سکے وہان پہونچا کر اسکی صحبت سے
ثواب عظیم لیتا آخرکار جب قافلہ ملک شام کو چلا تو راہبون نے مجھے خبر دی جس طور سے
ممکن ہوا مین اُس قافلے مین پہونچا اور بہ ہدایت اُن راہبون کے ملک شام کو گیا اور
دریافت کیا کہ یہان کون سب مین بڑا افاضل ہے یعنی دین نصرانی کی تلقین مین کون
شخص بڑا کامل ہے لوگون نے ایک راہب کو بتایا مین اُسکے پاس گیا اور اُسکو سب حال اپنے
اشتیاق کا سنایا اُسنے میرے التماس کو قبول کیا اور اپنے حضور مین حاضر رہنے کا حکم دیا وہ
راہب وعظ کہتا لوگون کو دین نصرانی کی طرف بلاتا تھا اور خیرات کی طرف رغبت سب کو
دلاتا تھا ہر ایک متمول اُس شہر کا بہت مال و زر غربا کو تقسیم کرنے کو اُسکے پاس بھیجتا مگر وہ بڑا
حریص اُنمین سے کچھ براے نام تقسیم کر دیتا اور باقی سب آپ لے لیتا حتی کہ سات خم درہم و
دینار سے اُسنے بھر لیے اور بطور خزانہ کے ایک تہ خانہ مین مجتمع کر دیے آخر کو اُسی حالت
مین ایک روز دنیا سے منہ موڑ گیا اور وہ سب درہم و دینار اُسی طرح چھوڑ گیا اُسکے
انتقال کی خبر پاکر نصرانی لوگ اُسکی تجہیز و تکفین کے واسطے آئے اور بہت کچھ سامان اپنے
ہمراہ لائے مگر مین نے براہ نفرت اُسکی اس حرکت نامعقول کا سارا حال اُنسے کہہ دیا اور
تہ خانہ مین لیجا کر وہ سب خزانہ دکھایا جب اس ماجرے سے اُنھون نے اطلاع پائی تو آپس
مین سبھون نے قسم کھائی کہ ہم ہرگز اسکو دفن نہ کرینگے پھر اُسکو سولی پر چڑھا کر سنگسار
کیا اور وہ سب مال و زر لیکر اُسی وقت محتاجون پر تقسیم کر دیا پھر اُس کنیسہ مین اُس
راہب کی جگہ پر ایک عابد بڑا زاہد آیا اُسکے فیضان صحبت سے مین نے بہت کچھ فائدہ
اور حظ اُٹھایا آخر کو جب اُسکی رحلت کا زمانہ قریب آیا اور مین نے رنگ اُسکا بیطور پایا

تو کہا کہ تم تو دنیا سے منہ موڑتے ہو مجھے کس پر چھوڑتے ہو اُسنے کہا کہ بخدا ے لایزالی
میرے خیال مین زاہد موصلی فی زماننا لاثانی ہی کہ سچا اور ہی احکام آلہیہ اور تلقین شرائع
نامتناہیہ مین ہمہ تن مصروف اور بہت بڑا ہادی راہ حقانی ہی پھر اُس زاہد کے انتقال
کے بعد مین شہر موصل مین گیا اور اُس زاہد سے ملا اور کہا کہ فلان راہب نے مجھے تیری خدمت
مین بھیجا ہی اُسنے میرے التماس کو قبول کیا اور مجھے اپنے حضور مین حاضر رہنے کا حکم دیا پس
عرصہ دراز تک مین اُسکی خدمت مین حاضر رہا واقعی اُس زاہد کو کمالات باطنی سے مالا مال
پایا اور اُسکی خدمت سے بہت حظ اُٹھایا پھر جب اُسکی موت کا بھی وقت نزدیک پہونچا تو
مین نے اُس سے کہا کہ اب آپ تو دنیا سے کوچ فرماتے ہین مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہین اُسنے
کہا کہ شہر نصیبین مین ایک راہب بہت بڑا عابد و زاہد ہی اُسکے پاس جانا اور میرا سلام اُسکو
پہونچانا پھر اُسکے انتقال کے بعد مین نصیبین مین آیا اور اُس زاہد کو بھی بہت اچھا پایا پھر جب اُسکی
رحلت کا بھی وقت قریب آیا اُسنے بھی میرے حسب درخواست شہر عموریہ نواحی روم مین ایک
زاہد بتایا پھر بعد انتقال اس زاہد کے مین عموریہ مین آیا اور سب حال اپنا اُس زاہد کو کہہ سنایا
اُسنے بھی مجھے اپنی خدمت مین حاضر رہنے کا حکم دیا آخر جب اُسکی اجل کا بھی زمانہ نزدیک
آگیا تو مین نے اس سے کہا کہ اب کوئی اور ایسا مجھے بتا برائے ہدایت اُس تک مجھے پہونچا اُسنے
کہا کہ ایسا کوئی شخص کہ علم سلوک مین کامل ہو اور اُسکی تلقین سے شائقین کو کچھ حاصل ہو مجھے
اب پردۂ زمین پر بجز حضرت خاتم النبیین کے کوئی نظر نہین آتا ہی ملت ابراہیمی کے زندہ کرنے
پر اب خدا جلد اُنکو مبعوث فرماتا ہی اور وہ قریب تر دیار عرب مین ظہور فرمائیگا پھر اپنے
وطن مالوف سے نخلستان مین ہجرت کر جائیگا اور وہ نخلستان درمیان دو سنگستان کے
ہوگا اور اُس نبی آخر زمان کی نشانیون مین سے ایک پہچان یہ ہی کہ وہ صدقہ نہ کھائینگے

اور مہر کو قبول فرمائینگے اور انکے دونون شانون کے درمیان مین مہر نبوت ہوگی انکی
تصدیق رسالت کے واسطے اور جہان وہ جائینگے ابر رحمت آمیز سایہ کریگا انکے آرام و
راحت کے واسطے پھر بعد رحلت اُس راہب کے ایک مدت تک مین عموریہ مین مقیم رہا اور
اس مدت مین مین نے محنت و مشقت کرکے چند بکریان و گائین بہم پہونچائین پھر جب ایک
قافلہ بنی کلب کا وہان آیا تو مین نے اُس کاروان سے کہا کہ میری سب گائین اور بکریان
تم لے لو اور مجھے سرزمین عرب مین پہونچا دو انھون نے میرے التماس کو قبول کیا اور مجھے
اپنے ہمراہ لیا جب وہ وادی القری مین پہونچے تو انھون نے میرے ساتھ فریب کیا اور
مجھے عثمان اشہل یہودی کے ہاتھ بیچ لیا چونکہ میرا دل آنحضرت علیہ السلام کے اشتیاق زیارت
مین بیقرار تھا لہذا مین محنت و مشقت سے مجبور و ناچار تھا اسی وجہ سے نوبت بہ نوبت کئی
جگہ بکا انجام کو عثمان اشہل کے چچا نے مجھے خرید کیا اور اپنے ہمراہ مدینہ مین لایا قسم خدا کی
اُس شہر مین آنے سے مین نے خود بخود اپنے دل کو اسقدر خوش و محظوظ پایا کہ گویا خزانہ ہفت
اقلیم میرے ہاتھ آیا اور مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مین نے اس شہر کو بارہا دیکھا ہے سچ ہے عشق
محبت کا یہی لکھا ہے القصہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو حضرت
سلمان بنا بر امتحان کوئی چیز لیکر آپ کے حضور مین آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت اسے لیجیے یہ
صدقہ ہے قبول کیجیے آپ نے فرمایا کہ صدقہ مجھے حرام ہے ایسی چیز کا لینا محتاجون کا کام ہے پھر جب
دوسرے روز آنے کوئی تحفہ آپ کے حضور مین لائے آپ نے اسے قبول کیا پھر سلمان نے
جب کسی حیلے سے مہر نبوت کو بھی دیکھکر اپنا اطمینان کر لیا تو عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کلمہ
پڑھائیے مین مسلمان ہوتا ہون مجھے احکام اسلام کے تلقین فرمائیے پھر آپ نے سلمان کو
مسلمان کیا اور کلمہ پڑھایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اب جلد اپنی آزادی کی فکر کر دینی کی

غلامی مین اب نہ رہو جب آپ نے یہ حکم دیا تو انھون نے اپنی آزادی کے واسطے اپنے
مالک سے یہ کتابت کیا اُسنے چالیس اوقیہ سونے پر انکو مکاتب کر دیا اور اُسپر یہ شرط لگی کہ
تین سو درخت خرمے کے لگائین جبتک بار آور ہون تب یہ آزاد ہوجائین جب اُس یہودی
نے یہ شرط کی تب انھون نے سب کیفیت آپ کے حضور مین عرض کردی یہ سُنکر آپ نے
اپنے دست مبارک سے تین سو درخت خرمے کے نصب فرمائے وہ آپ کی برکت سے اُسی
سال مین بار آور ہوئے فقط ایک درخت جو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے
ہاتھ سے لگایا تھا وہ نہ پھلا جب آپ نے اُسے اُکھیڑ کے وہ درخت اُسکی جگہ پر اپنے دست
مبارک سے لگایا تو وہ بھی بافضال الٰہی اُسی وقت پھل آیا اور بقدر ایک بیضہ مرغ کے
کہین سے سونا غنیمت مین آیا تھا اُسے آپ نے سلمان کو دیا اور یہ ارشاد کیا کہ اسے لیجاؤ
اُس یہودی کو دے کر آزاد ہوجاؤ سلمان نے عرض کیا کہ یا حضرت چالیس اوقیہ چاہیے
تھوڑا سونا ہے اسمین کیا ہوتا ہے یہ سُنکر آپ نے اُس سونے پر اپنی زبان مبارک مس فرمادی
اور دعاے برکت کی سلمان کہتے ہین کہ بخدا اسے لیجا کے جو مین نے اُسے وزن کرایا تو
بلاکم و بیش پورا چالیس اوقیہ پایا پھر سلمان اُسیسے کر آزاد ہوئے اور فارغ البالی کے
ساتھ مدت العمر آپکی خدمت بابرکت مین رہتے اوقیہ عرب مین سات مثقال کے وزن کو کہتے ہین
اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے پس اس حساب سے چالیس اوقیہ ہندوستان کے
وزن مروجہ سے قریب ڈیڑھ سیر کے ہوا اللہ اکبر آپکی زبان معجز نشان سے یہ ایسا معجزہ ظہور
مین آیا کہ اللہ تعالی جلشانہ نے ایک مقدار بیضہ سونے کو ڈیڑھ سیر پختہ کا وزن بنایا

احوال غزوات آن سرور کائنات

اب واضح ہو کہ بعد ہجرت کے جناب احدیت سے کفار ناہنجار پر حکم جہاد کا آیا اور

آپ نے اسی سال میں قتال شروع فرمایا جس جہاد میں کہ آپ بنفس نفیس شریک ہوئے
ہیں اسے اہل سیر غزوہ کہتے ہیں اور جس جہاد میں آپ نے لشکر کو بھیج دیا اور خود بذات
والاصفات انمیں قدم رنجہ نہیں فرمایا اسکا نام سریہ قرار پایا چنانچہ منجملہ غزوات کے ایک
بہت بڑا غزوہ بدر ہے کہ جسکے دبدبہ اور ہیبت سے الآن کفار کی زبان پر الامان والحذر ہے
بدر ایک کنوین کا نام ہے مدینہ طیبہ سے تین منزل پر یہ مقام ہے یہ کنواں بدر بن حارث
یا بدر بن قریش کا بنوایا ہوا ہے انھین کے نام پر اس کنوین کا نام قرار پایا ہے واقعی دنیا مین
کوئی لڑائی جنگ بدر کے مقابلے مین نہین ہوئی اس لڑائی مین کفار کی حمایت پر ابلیس
لعین مع ایک گروہ شیاطین کے آیا تھا اور اسکے علاوہ بہت سے جنات کو کہ قوم کفار سے
تھے انکو بھی ابلیس نے کفار کی مدد کے واسطے بلایا تھا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ ابلیس لعین بدر کے روز کفار کی مدد کو آیا اور ایک
بڑا لشکر شیاطین کا اپنے ساتھ لایا اور سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی صورت مین آیا تھا
اور اپنے ہمراہ مین ایک نشان بھی لایا تھا اور کفار سے کہتا تھا کہ تمپر کوئی غالب نہ آویگا
اور کبھی کوئی تمپر فتح نہ پائیگا مگر جب فرشتون کو دیکھا تو مارے خوف کے بھاگ گیا اور
پھر اس طرف کو منھ نہ کیا اور سات سو ستر صنادید قریش اس لڑائی مین موجود تھے یعنے
وہ سردار جو بڑے مشہور و نامور تھے اور اہل اسلام کی مدد کو اللہ جل شانہ نے لشکر جن اور
پانچ ہزار فرشتے نازل فرمائے اور وہ سب ابلق گھوڑون پر سوار آپ کے لشکر ظفر پیکر مین
حاضر ہوئے چنانچہ حضرت علی مرتضی شیر خدا فرماتے ہین کہ جنگ بدر کے دن ایک
آندھی ایسی تند و تیز آئی کہ جس سے تمام خلقت پر بدحواسی چھائی پھر تھوڑی دیر کے بعد
ایک ہوا ایسی زور و شور سے آئی کہ جس سے ساری خلقت نہایت گھبرائی پھر

تیسری بار ایک ہوا کا ایسا زور ہوا کہ جسکی شدت کا تمام عالم مین شور ہوا حضرت
سید الابرار نے اپنے اصحاب کبار سے فرمایا کہ ان آندھیون کے نزول پانے کا سبب کچھ
تمھارے خیال مین آیا عرض کی نہین یا رسول اللہ فرمایا کہ پہلی بار حضرت جبرئیل علیہ السلام
ہزار فرشتون کے ساتھ تشریف لائے اور سورۂ انفال مین جناب باری تعالی ارشاد فرماتا ہی
اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ یعنی یاد کر اُس روز کو کہ جب فریاد رسی چاہی تھی تونے
اپنے رب سے فَاسْتَجَابَ لَکُمْ پس قبول کر لی خدا نے تیری دعا اِنِّیْ مُمِدُّکُمْ یعنی
مین مدد دینے والا ہون تجکو بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ ہزار ملائکہ کے ساتھ مُرْدِفِیْنَ
ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ان ہزار سے وہ فرشتے مراد ہین جو لشکر ملائکہ
آگے تھے یا اُنکے افسر و سردار اور تفسیر ثعلبی مین حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول
ہی کہ انھین ہزار فرشتون نے بدر کے دن قتال کیا ہی اور تین ہزار اور پانچ ہزار
جنکا مذکور سورۂ آل عمران مین ہی وہ لڑائی کے واسطے نہین آئے تھے بلکہ خوشخبری
کے واسطے تشریف لائے تھے پھر میکائیل پھر اسرافیل باری باری سے ہزار ہزار فرشتون کے
ساتھ آئے انکے علاوہ دو ہزار اور بھی آئے تھے سب پانچ ہزار ملائکہ تشریف لائے تھے
اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہی کہ ایک مرد غفاری نے مجھے
خبر دی کہ مین اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھا تھا اور وہان سے وہ مقام
بدر نظر آتا تھا جہان لشکر پڑا تھا اور ہم اُس حالت مین مبتلاے جہالت تھے اور انتظار
یہ تھا کہ جب ان دونون فریق مین سے جو کوئی ہزیمت کھائیگا تو یقیناً اسکا مال لوٹ
مین کچھ ہمارے ہاتھ بھی آئیگا ہم یکایک یہ معاملہ پیش آیا کہ جس پہاڑ پر ہم تھے اُسکے نزدیک
ایک ابر آیا اور اسمین سے آواز گھوڑون کی سُنی جاتی تھی اور سخت آواز ہیبت ناک

[illegible] آنا تھی اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ اس آواز کی ہیبت سے وہ شخص [illegible]
بھاگی گر پڑا اور اسکے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ مرگیا اور یہیں قریب ہلاکت پہونچا
[illegible] حیات استعار باقی تھی [illegible] حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے
اَقْدِمْ صیغہ امر کا ہے باب نصر ینصر اور کرم یکرم سے یعنی آگے بڑھ اے حیزوم اور بعضے
احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو فرشتے جنگ بدر میں حاضر تھے وہ بصورت آدمی نظر آتے تھے
اور لباس انکے سفید اور عمامے سرخ و سبز انکے سروں پر دیکھے جاتے تھے اور انکے گھوڑوں
کی آواز سنی جاتی تھی مگر صورت نظر نہیں آتی تھی اور جو اہل اسلام کسی مشرک کے قتل کرنے کا
قصد اپنے دل میں لاتا تھا تو پہلے اس سے کہ ضرب تلوار اسپر پہونچے سر اسکا تن سے جدا ہو کر
زمین پر پڑا نظر آتا تھا اور مروی ہے کہ جب حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سورہ انفال
کی تلاوت فرماتے تھے تو یہ کلمات اپنی زبان مبارک پر لاتے طُوْبیٰ لِجَیْشٍ قَائِدُھُمْ رَسُوْلُ
اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَجَاسُوْسُھُمْ اَمِیْنُ اللہِ تَعَالیٰ وَمُبَارِزُھُمْ
اَسَدُ اللہِ تَعَالیٰ وَجِھَادُھُمْ طَاعَۃُ اللہِ تَعَالیٰ وَمَدَدُھُمْ مَلٰئِکَۃُ اللہِ تَعَالیٰ
وَثَوَابُھُمْ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالیٰ یعنی خوشی ہو اس لشکر کو کہ پیشرو اسکے رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جاسوس اسکے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور شجاع
اسکے علی مرتضیٰ شیر اور جہاد انکا اطاعت اللہ تعالیٰ کی اور مدد اسکی فرشتے اللہ تعالیٰ
کے اور ثواب انکا رضامندی اللہ تعالیٰ کی اور اصل کیفیت اور مفصل حقیقت
اس غزوۂ بدر کی یہ ہے کہ جب ابوسفیان مع شتر تاجران دیگر کے بنیت تجارت کے
ملک شام کو گیا اور بعد فراغ وہاں سے قصد معاودت کیا تو آپ یہ خبر پاکر مع مہاجر و انصار
کہ یہ سب تین سو تیرہ جان نثار تھے اور اس لشکر ظفر پیکر میں تین گھوڑے اور ستر اونٹ اور

[illegible] بہ نیت غارت قافلہ نکلے اور درمیان راہ مکہ اور شام کے
پہنچے جب یہ خبر ابوسفیان کے پاس پہونچی تو بدریافت اس حال کے وہ بہت
گھبرایا اور اسی وقت ضمضم غفاری کو بہ اجرت کے بھیجکر ابوجہل وغیرہ سرداران قریش کو
کہلا بھیجا کہ اگر تم قافلے کی خیر چاہتے ہو تو جلد آؤ اور قافلہ بچا لیجاؤ ابوجہل یہ خبر سنتے ہی
بہت طیش میں آیا اور اسی وقت جملہ سرداران قریش کو بلایا اور سب کے مشورہ سے
ایک لشکر جنگی مجتمع کرکے سب کو اسی وقت روانگی کا حکم دیا اور قبائل قریش میں سے جو جو نامور
تھے سب کو ساتھ لیا حتی کہ عباس بن عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا کہ ہنوز
دولت ایمان سے بہرہ یاب نہوئے تھے بوجہ اصرار ابوجہل و جمعیت [illegible] کے ساتھ ہو گئے
اور معاملہ یہ پیش آیا کہ جب ابوسفیان کو یہ خبر پہونچی کہ آپ بہ نیت مزاحمت قافلے تشریف لائے ہیں
تو بہت ڈرا اور کسی حکمت عملی سے قافلے کو دوسری راہ سے نکال لایا اور ابوجہل وغیرہ کو
کہلا بھیجا کہ آپ نہ آئیں اور مدد نہ لائیں مگر اللہ تعالی جل جلالہ کو منظور یہ ہوا کہ کچھ سرداران
کفار قتل ہوں اور کچھ گرفتار اور شوکت اسلام علی وجہ الکمال ظہور پاوے اور دین
محمدی رونق پاکر جلد تر اشاعت قبول فرمائے لہذا ابوجہل نے ابوسفیان کی ممانعت
پر کچھ خیال نہ کیا اور بہ اصرار تمام لشکر کے روانہ ہونے پر حکم دیا اور کہا کہ جبتک
محمد صلی اللہ علیہ وسلم شکست نہ کھاوینگے اپنے ارادے سے باز نہ آوینگے اور ہم جبتک بدر
میں پہونچکر اور تین روز وہاں رہکر اونٹوں کو ذبح کرکے جشن نہ کرینگے اور شراب نہ پئینگے
تب تک ہرگز نہ پھرینگے تاکہ دبدبہ ہمارا سب کے دلوں میں چھا جاوے اور پھر کوئی اسطرح کا
قصد اپنے دل میں نہ لاوے اور چونکہ ابوسفیان کو بھی ان دنوں کفر پر زیادہ اصرار تھا
لہذا جہل میں اور بھی گرفتار رہتا تھا باوجودیکہ ابوجہل وغیرہ کے آنے اور مدد لانے پر

تو وہی ممانعت کر بھیجی تھی باین ہمہ آپ بھی اگرچہ ایک حال ہوا و ندامت اعمال سے
چند تم کھا کر بیتاب ملال ہوا اور اس لشکر کفار مین ایک ہزار مرد جنگی آزمودہ کار اور تین
سو اسپ سوار اور سات سو شتر سوار قطار در قطار اور کل پیادے زرہ پوش اور عورات
مغنیان نشہ شراب مین مدہوش اثناے راہ مین جس مقام پر کفار قیام کرتے تھے وہان
وہ عورتین باجہ بجاتین اور دوہراک کہ جسمین مسلمانون کی ہجو اور مذمت ہوتی تھی
اسکو گاتین اور لشکر کفار سے ہر روز ایک شخص مالدار بار طعام وغیرہ سب کا اپنے
ذمہ لیتا اور کئی اونٹ ذبح کر کے گوشت انکا لشکریون مین تقسیم کر دیتا اس اثنا مین آپ پر
وحی الہی آئی اور اللہ تعالی جل شانہ نے آپ کو یہ خوشخبری سنائی کہ باین ہمہ لشکر کفار
اس ساز و سامان سے آتا ہے مگر آپ ہی فتح پاینگے اور سب کفار شکست کھا کر مغلوب ہو جاینگے
آخر کار جب کفار با جماعت کثیرہ مع جملہ سامان سلاح وغیرہ آپکے لشکر ظفر پیکر کے سامنے
آیا تو آپ کے اصحاب عالی جناب نے اُس لشکر کو اپنے لشکر سے سہ چند بلکہ کچھ زیادہ پایا
جس مقام پر حضرت خیر الانام کے لشکر ظفر پیکر کا قیام تھا وہان کی زمین ریت بافراط اسقدر کثرت
سے تھی کہ تمام آدمیون اور جانورون کے پانون تا زانو زمین مین دھسے جاتے تھے اور بوجہ
اسکے کہ اُس مقام پر پانی نہ تھا لہذا تشنگی کی شدت اور وضو کی ضرورت اور نہانے
کی احتیاج سے لوگ اہل اسلام کے اہالیان لشکر نہایت درجہ گھبراتے تھے آپ نے
جناب احدیت سے باران رحمت طلب کیا اللہ جل جلالہ نے اُسی وقت اسقدر مینہ
برسایا کہ تمام زمین ریت کی سخت ہو گئی اور اصحاب عالی جناب نے اپنی ضروریات بخوبی
تمام رفع کر کے مشکیزون وغیرہ مین خاطر خواہ پانی بھر لیا زمانہ سابق مین دستور تھا کہ لڑائی
کے وقت ایک ایک دو دو آدمی طرفین سے آکر مقابلہ کرتے تھے اور آپس مین

باری باری سے لڑتے تھے بایں نظر کفار کے لشکر سے بیشتر عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور
ولید بن عتبہ میدان جنگ مین آئے آپ نے شجاعان انصار سے تین مرد آزمودہ کار مقابلہ
کفار کے واسطے روانہ فرمائے مگر کفار نے اُنسے مقابلہ کرنے مین انکار کیا اور کہا کہ ہمکو اپنے
برادران قریش سے لڑنا منظور ہی تم سے مقابلہ کیا ضرور ہی تب بارشاد آنحضرتؐ حضرت علی
شیر خدا نے شیبہ کا اور حضرت امیر حمزہ نے عتبہ کا مقابلہ کیا اور ان دونون حضرات
جرار نے ایک ہی ایک ہاتھ مین اُن فجار کا کام تمام کر دیا اور عبیدہ بن حارث نے ولید کو
زخمی کیا اور آپ بھی کچھ زخم کھائے حضرت علی اپنے حریف کا کام تمام کر کے ولید کے مقابل ہو
آئے اور اُسکا کام بھی ایک ہی ہاتھ مین تمام کر کے سیدھا دوزخ مین پہونچا دیا حضرت
عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہی کہ بدر کے روز مین نے عین ہنگامہ جنگ مین اپنے
داہنے اور بائین طرف دو نوجوانون کو دیکھا تو مین دل مین خوش نہوا کہ ناتجربہ کارون کا
ساتھ ہی کیا ساتھ خرافات ہی کہ اتنے مین اُنمین سے ایک نے مجھسے پوچھا کہ ای چچا تم ابوجہل
کو پہچانتے ہو مین نے کہا ہان پہچانتا ہون تمھارا کیا مطلب ہی کہا کہ ہمنے سُنا ہی کہ وہ حضرت
رسول خدا محبوب کبریا کو بُرا کہتا ہی اور آنحضرت کو بہت ایذا دی ہی ہم نے قسم کھائی ہی کہ
اگر ہم اُسکو دیکھین تو ہرگز اُس سے جدا نہون جب تک ایک دوسرے کو مار نہ لے پھر اُس
دوسرے نوجوان نے بھی اسی طرح مجھسے کلام کیا مین نے اسکی بات کا بھی یہی جواب
دیا یہ دونون نوجوان معاذ اور معوذ بن عفرا انصاری تھے حضرت عبد الرحمن کو بوجہ بڑے
ہونے کے براہ ادب چچا کہا ورنہ حقیقت مین اُنکے چچا نہ تھے حضرت عبد الرحمن فرماتے
ہین کہ مین انکی باتین سُنکر خوش ہوا اتنے مین ابوجہل گھوڑا دوڑاتا ہوا میدان
مین آیا اور مین نے اُنکو اشارہ سے بتایا کہ یہ وہی شخص ہی جسے تم پوچھتے ہو یہ

سنتے ہی وہ دونوں تلواریں میان سے نکال باندھ بازکے جھپٹے اور جاکر ابوجہل سے بھڑگئے یہاں تک کہ اسکو مار کر گھوڑے سے گرادیا اور پھر دونوں بھائی حضرت معوذ نے اسکے دونوں لڑکے قتل کئے اپنی دلی مراد کو حاصل کرلیا حدیث شریف میں وارد ہی کہ جب فتح ہوئی آپ نے ابوجہل کا حال دریافت کرنے کو حضرت عبداللہ بن مسعود کو بھیجا جب وہ میدان جنگ میں آئے تو دیکھا کہ وہ لعین زخمی پڑا ہی اور ابھی دم اُس بے دین کا سینہ میں اٹکا ہی یہ حال دیکھکر حضرت عبداللہ بن مسعود کود کر اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے اُسنے آنکھ کھولکر دیکھا اور کہا او بکری چرانے والے تو نے یہ محل پایا کہ ایسی اونچی جگہ پر بے تکلف چڑھ آیا پھر کہا کہ آج فتح کسکی ہوئی حضرت عبداللہ نے کہا کہ اہل اسلام فتحیاب ہوے اور کفار نے بذلت وخواری شکست کھائی پھر حضرت عبداللہ نے جب اُس ملعون کے سر کاٹنے کا قصد کیا تو اُسنے کہا کہ میرا سر کندھے کے اتصال سے کاٹنا کہ جب سر میرا اور سرداروں کے درمیان رکھا جائے تو دیکھنے والے لوگوں کو سب سروں سے بڑا نظر آئے اور ہر شخص جانے کہ یہی ہر سب سروں کا افسر ہوا یہی سردار لشکر اللہ اکبر رعونت اور نخوت اسکا نام ہی ایسے حال میں ایسے خیال کو دل میں راہ دینا اُسی ابوجہل کا کام ہی غرضکہ بعد اس گفتگو کے حضرت عبداللہ بن مسعود نے اُس لعین بیدین کا سر کاٹ لیا اور لاکر آنحضرت کے حضور میں ڈالدیا آپ اُس ملعون کے مارے جانے سے بہت خوش ہوے اور جناب احدیت میں سجدات شکر بجالائے اور ارشاد فرمایا الحمد للہ کہ آج اس امت کے فرعون کو اللہ جل شانہ نے دوزخ میں پہونچایا اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہی کہ جب معاذ و معوذ دونوں بھائیوں نے آپ کے حضور میں حاضر ہوکر ابوجہل کے قتل کا دعوی کیا تو آپ نے اُنکی تلواریں دیکھکر اُنکے دعوی کی تصدیق فرمائی اور جملہ سلب ابوجہل کا معاذ کو دیا اور تلوار ابوجہل کی

حضرت عبداللہ بن مسعود کو دلا دی روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کو دو زرہین
بدر کے روز مال غنیمت مین ملی تھین وہ اپنے دونون ہاتھون مین لیے ہوئے آتے تھے اسی
اثنا مین امیہ بن خلف مع اپنے بیٹے علی کے انکو ملا اُسنے بامید دوستی کہ سابق مین تھی اُنسے
کہا کہ زرہون کو ڈال دو اور مجھے بچا لو اگر ہمین بچاؤ گے تو ان زرہون سے زیادہ نفع پاؤ گے
یہ سُنکر حضرت عبدالرحمن نے زرہون کو ڈال دیا اور اپنے ایک ہاتھ مین اُمیہ کا ہاتھ اور
دوسرے ہاتھ مین اُسکے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونون کو ساتھ لے چلے کہ اتنے مین حضرت
بلال ملے اور امیہ کو دیکھکر چلائے کہ ای مسلمانو دوڑو دیکھو کہ خدا کا دشمن امیہ بن خلف
جاتا ہے ایسا نہو کہ نکل جائے اور پھر ہاتھ نہ آئے مسلمان حضرت بلال کی آواز سُنکر دوڑے
حضرت عبدالرحمن نے ہر چند کہا کہ یہ میرے قیدی ہین مگر کچھ سماعت نہ کی اور خباب بن منذر
نے لپک کر اپنی تلوار سے اُسکی ناک کاٹ لی پھر مسلمانون نے اُسے گھیر لیا اور مار کر جہنم مین پہونچا
دیا حضرت عبدالرحمن بن عوف اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا غریق رحمت فرمائے حضرت بلال کو
کہ اُنھون نے میری زرہین کھوئین اور میرے قیدیون کو قتل کرا ڈالا روایت ہے کہ بروز بدر
جب ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوا تو عاصم بن عوف سہمی کہ قوم کفار مین ایک مرد دلیر و
بیباک تھا مانند درندہ کے صف قتال مین آیا اور بآواز بلند چلایا کہ ای معشر قریش اُس
شخص کو زندہ نہ چھوڑو جو قطع ارحام اور توڑنے والا جماعت کا ہے یعنی جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مین نجات نہ پاؤنگا اگر وہ نجات پائے گا و اگر مین نے نجات
نہ پائی تو پھر تم سے کچھ نہ بن آئے گا وہ کافر ابھی گفتار ناہنجار مین تھا کہ حضرت ابو دجانہ انصاری
نے دفعۃً آکر ایک تلوار اُسپر ایسی ماری کہ اُس ناری کو دوزخ مین پہونچا دیا اور یہ
قصد کیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر کر کپڑے اُسکے اُتارین اور جملہ اسباب اُسکا

سے لیکن کہ اثنا میں بعد شکست کفار ایسا ہوا کہ ایسا کیا کہ جنکے صدمہ سے حضرت ابودجانہ
لگنے سے بازو پر اسکے مگر پھر انہوں نے اپنے تئین سنبھالا اور کسی بار تلوار کا وار
اسپر کیا مگر اتفاق سے کوئی وار کارگر نہوا تو کفار وہ نابکار ابودجانہ کے ڈر سے بھاگا
اور ایک گڑھے میں جا گرا ابودجانہ نے وہان پہونچکر ایسا تلوار برق رفتار کا ایسا
لگایا کہ ایک ہی ہاتھ میں اُس بدبخت کو فی النار کر دیا تیغ خیبر اور حضرت حیدر کرار
حضرت علی کی تیغ بے دریغ سے جو وقت اپنی ذوالفقار آبدار کو میان سے لیا تو بہت نفر
شجاعان قریش کو تہ تیغ کرکے داخل جہنم کر دیا اور مدارج النبوت میں مرقوم ہے کہ اس لڑائی
مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حقیقی ماموں عاصم بن ہشام بن مغیرہ کو اپنے ہاتھ سے
قتل کیا اور بپاس حمیت اسلام و ایمان حضرت [illegible] ذوالجلال والاکرام کسی طرح
رعایت قرابت کو اپنے دل میں دخل نہ دیا غرضکہ اس لڑائی میں اکثر کفار فی النار ہوئے
اور اکثر گرفتار چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کو جب ابوالیسر
انصاری نے گرفتار کیا تو آپ نے اُس سے استفسار فرمایا کہ عباس کیونکر تمھارے ہاتھ آئے
اسواسطے کہ تم ضعیف و نحیف اور عباس مرد عظیم و جسیم ہیں انھوں نے عرض کیا کہ
اس کام میں ایک ایسے مرد نے میری شراکت کی کہ میں نے اُسے کہیں نہیں دیکھا
اور وہ نہایت مہیب و عجیب تھا آپ نے فرمایا کہ وہ ملک کریم تھا کہ اس کام میں آسمان سے
تیری مدد فرمائی اور یہی وجہ ہے کہ تو نے عباس پر سبقت پائی عموماً کفار نابکار کے
[illegible] سردار نامدار قریش کے اس لڑائی میں فی النار ہوئے اور ستر گرفتار اور جو مردار
مارے گئے انکی نعشون کو آپ نے بدر کے کنوون میں ڈلوا دیا بعد ازان آپ نے اُس
[illegible] ہر ایک مشرک لعین بیدین کو نام بنام پکارا اور ارشاد کیا

کہ اللہ تعالی جل جلالہ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ ہم نے ٹھیک پایا اور جو وعدہ
کیا تھا اُس تک تمکو پہونچا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ
جسموں بیجان سے کلام فرماتے ہین ارشاد کیا کہ وہ تم سے زیادہ سنتے ہین مگر جواب نہین
دے سکتے ہین المختصر بعد فتح جب حضور بادل مسرور مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو
تمامی اسیران بدر ہمراہ آئے انمین آپ کے چچا حضرت عباس بھی تھے اگرچہ ہنوز ایمان
نہین لائے تھے مگر ہمیشہ سے خیرخواہ اسلام اور مطیع خیر الانام تھے لہذا آپ نے فرما دیا تھا
کہ جو کوئی عباس کو پائے وہ انکو قتل نہ کرے اور زندہ گرفتار کر لائے چنانچہ جب حضرت
عباس اسیران بدر کے ہمراہ مقید ہوکر آئے تو قید شدید مین گرفتار تھے اور شدت
تکلیف سے نہایت بیقرار تھے شب کو جب آپ نے بستر مبارک پر استراحت فرمائی تو آپ
کو بوجہ کراہنے حضرت عباس کے بیقراری ہوئی اور نیند نہ آئی بعد دریافت اس حال
کے ایک صحابی نے بند قید حضرت عباس کے ڈھیلے کر دیے آپ اُس صحابی سے بہت
خوش ہوے اور سب قیدیوں کے بند دست ڈھیلے کرا دیے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسیران بدر کے معاملہ مین اصحاب سے مشورہ لیا حضرت عمر نے اس باب
مین اپنی رائے کو اس طور پر ظاہر کیا کہ یہ سب کفار قریش قوم کے سردار ہین ان سب کو قتل کیجیے
عقیل کو انکے بھائی علی کو دیجیے اور عباس کو انکے بھائی حمزہ کو اور میرے فلان
قریب کو مجھے دیجیے آپ کسی کی رعایت نہ کیجیے تاکہ ہم سب اپنے اہل قرابت کو اپنے ہاتھ سے
قتل کرین اور اس معاملہ مین کسی طرح کی رعایت کو اپنے دل مین دخل نہ دین تاکہ ظاہر
ہو جائے کہ محبت خدا و رسول ہمیں اقارب کی محبت سے غالب ہے انمین سے ہر ایک
خوشنودی خدا اور رسول کا بدل و جان طالب ہے اور حضرت ابوبکر نے یہ مشورہ دیا کہ

یہ لوگ فدیہ لیکر چھوڑ دیے جائیں شاید کہ آیندہ کو ایمان لائیں چونکہ آپ کے مزاج مین
حلم زیادہ تھا اور آپ رحمۃ للعالمین تھے لہذا آپ نے حضرت ابوبکر کی راے کو پسند کیا او(ر)
سب قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا مگر یہ کام جناب باری تعالی کو پسند نہ آیا اسی
ناخوشی مین اللہ جل جلالہ نے اس آیت شریفہ کو نازل فرمایا لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ
لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی اگر نہوتا ایک حکم لکھا ہوا خدا
تعالی کی جانب سے کہ پہلے ہو چکا ہی تو بیشک پہونچتا تمکو اسمین جو لیا تم نے عذاب بڑا
یعنی اللہ تعالی جلشانہ نے پہلے سے یہ لکھ رکھا تھا کہ خطاے اجتہادی مین مواخذہ نہین ہوتا ہی اور اگر
فدیہ تم نے باجتہاد دیا کہ اسمین خطا روبکار آئی لہذا تم سے مواخذہ نہوا اور یہ خطا تمہاری
معاف فرمائی جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو آپ نے تضرع فرمایا اور یہ کلمہ زبان مبارک
پر آیا کہ اگر عذاب آتا تو بجز عمر اور سعد بن معاذ کے کوئی نجات نہ پاتا القصہ جب آپ نے
حضرت عباس سے فدیہ طلب کیا تو انھون نے یہ جواب دیا کہ مین تہی دست ہون یہ
سنکر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسوقت تم نے یہ سفر اختیار کیا تو کچھ سونا اپنی بی بی ام الفضل
کے پاس رکھوا دیا تھا وہ کیا ہوا یہ سنتے ہی حضرت عباس نے فرمایا کہ بیشک آپکا فرمانا
برحق ہی جو آپ کی نبوت کا منکر ہی وہ کافر مطلق ہی جو سونا مین نے اپنی بی بی کے
پاس رکھوایا ہی بیشک اسکا حال خدا ہی نے آپ کو بتایا ہی یہ کہکر کلمہ شہادت پڑھا
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ حَقًّا واضح ہو کہ بروقت سفر
بدر آنحضرت کے صاحبزادی حضرت رقیہ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے نکاح
مین تھین وہ علیل تھین انھین کی علالت کی وجہ سے آپ نے حضرت عثمان کو اپنے
ساتھ نہین لیا تھا اور اپنی صاحبزادی مریضہ کی تیمارداری کا انکو حکم دیا تھا

اور ارشاد کیا تھا کہ اگرچہ تم بدر کو نہ جاؤ گے مگر حاضری غزوہ کا پورا ثواب پاؤ گے چنانچہ
آپ نے حسب الارشاد خود حضرت عثمان کو بدریون مین محسوب فرمایا اور مال غنیمت
ایک حصہ پورا دلایا بعد فتحیابی بدر آپ کی رونق افروزی کے ایک روز پیشتر آپ کی
صاحبزادی ممدوحہ حضرت بی بی رقیہ انتقال فرما چکی تھین جب یہ حادثہ وقوع مین آیا
تو آپ نے دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو حضرت عثمان کے ساتھ منسوب فرمایا یہی
وجہ ہی کہ حضرت عثمان ذو النورین کہلاتے ہین اسی لقب سے مشہور کیے جاتے ہین قسطلانی
نے شرح بخاری شریف مین لکھا ہی کہ حضرت عثمان نے یہ شرف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی دو صاحبزادیون کے نکاح سے پایا یہ شرف امتان سابقہ مین سے بھی کسی کے
حصہ مین نہین آیا اب ہم اس مقام پر بخیال طوالت کتاب دیگر حالات غزوات کو
حوالہ کتب دیگر کر کے اپنے برادران اسلام کو ایک خوشخبری سناتے ہین اور اس مقام پر قسمہائے
شہدا کو قید تحریر مین لاتے ہین تاکہ ہر ایک مسلمان دیندار اقسام شہادت سے آگاہی پائے
اور بادراک اس حال کے تسکین خاطر ہو جائے مرقات شرح مشکوۃ شریف اور مظاہر حق اور نز
نظم جلیل وغیرہ کتب معتبرہ مین لکھا ہی کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب
کبار سے استفسار فرمایا کہ تم شہید کسکو کہتے ہو انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جو شخص کہ راہ خدا مین مارا جائے وہ شہید ہی فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالی کی راہ مین
مارا جاوے وہ شہید حقیقی ہی اور حکمی شہید وہ ہی کہ جو اللہ تعالی کی راہ مین بغیر مارے مر جائے
اور جو وبائی بیماری مین مرے اور جو شکمی عوارض مین مبتلا ہو کر مرے اور جو کوئی طاعون
مین مرے اور جو کوئی ڈوب کے مرے بدون قصد کے اور جو کوئی کسی چیز کے نیچے دب کر مرے
اور جو کوئی جنابت مین مرے اور جو کوئی جل کر مرے اور جو عورت حاملہ مرے یا زچہ خانہ مین

مرے یا حالت رضاعت مین اور جو شخص عارضہ سل یا دق مین مرے اور جو کوئی حالت غر
مین مرے اور جو کوئی اونچے سے نیچے گر کر مرے اور جسے درندہ کھائے اور جو کوئی اپنے مال
یا اہل یا دین یا اپنے خون کی طلب مین یا کسی اور اپنے حق کی طلب مین مرے اور جو کوئی
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَہٗ کو ہر روز پچیس بار پڑھے اور جو کوئی سید
الاستغفار صبح و شام پڑھے اور جو کوئی حال رغبت شہادت مین مرے اور جو کوئی توحید
کی شہادت پر مرے اور جو کوئی مارا جائے امر نہی کرنے پر اور جسکو چوپایہ کچل ڈالے اور
جو کوئی زہر دار جانور کے کاٹنے سے مرے اور جو کوئی کسی کے عشق مین پرہیزگاری کے ساتھ
مرے اور جو کوئی بوجہ عصمت اور صبر کے اپنے عشق کو پوشیدہ رکھے اور جسکو دوران سر اور
استفراغ ہو کشتی پر اور جو کوئی نماز فجر با قید ادا کرتا رہے اور جو کوئی ہر مہینے مین ایام بیض یا
بغیر تعیین کے تین روزے رکھے اور جو کوئی نماز وتر کو کبھی نہ چھوڑے سفر و حضر مین اور جو کوئی راہ
سنت پر چلے اور جو کوئی طلب علم دینی مین مرے اور جو شخص بندگان خدا کی تواضع و
مدارات کرتا رہے اور جو اپنے اہل و عیال کے واسطے کسی کمائی کی حالت مین مرے اور
جو کوئی حالت جنابت مین کفار کے ہاتھ سے مارا جائے اور جو کوئی دم گھٹ کر مرے اور جو
کوئی آیت شریفہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
کو چالیس بار پڑھے اگر حالت علالت مین اسکو پڑھے گا اور مر جائیگا تو مرتبہ شہادت کا
پائیگا اور اگر اچھا ہو جائیگا بخشا جائیگا یعنی گناہون سے پاک و صاف ہو جائیگا اور شہادت
کرنے والا ایمان زادہی کے ساتھ اور جو کوئی شب جمعہ کو مرے اور بعد اذان
اور جو کوئی بعد اذان دیتا ہے تو بعد مرنے کے اسکا بدن کیڑے مکوڑے کے پڑنے سے محفوظ رہتا ہے
اور جو کوئی ہر روز بلا ناغہ سو بار درود شریف پڑھتا ہے اور جو کوئی

شہید

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مع تین آیت آخر سورہ حشر کے ہر روز
پڑھتا ہی اور جو کوئی صرع کے مرض مین مرے اور جو کوئی با وضو مرے اور جو کوئی رمضان المبارک
کے مہینے مین یا مکے یا بیت المقدس مین مرے اور جسپر کوئی آفت پہنچے اور وہ حالت صبر
مین مرے اور جو کوئی دعا مقالید السموات کو صبح و شام پڑھے وہ دعا یہ ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَوَّلُ
وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَھُوَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور جو شخص نوے برس کا ہو کر مرے اور جو کوئی آسیب سے مرے
اور جسکے مان باپ راضی ہون اور جو کوئی سکھلاوے کلمہ نیک کسی مسلمان کو اور جو کوئی
صداقت کرے راہ واسطے مرد مسلمان ضعیف کے یہ لوگ سب مرتبہ شہادت کا پاوینگے اور شہیدون
مین گنے جاوینگے خداوند عالم اپنی رحمت و کرم سے ہم سب مسلمانون کا خاتمہ بالخیر فرماوے
اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل و تصدق مین بلا حساب جنت مین پہونچاوے
آمین ثم آمین یا رب العالمین

بیان معجزات حضرت سرور کائنات

جاننا چاہیے کہ جس خرق عادت کا ظہور کسی پیغمبر سے وقوع مین آتا ہی وہ معجزہ کہلاتا ہی
اور جو خرق عادت کسی ولی سے ظہور پاتی ہی وہ کرامت کہلاتی ہی اور جو خوارق عادات
مومنین وصالحین سے وقوع مین آتے ہین وہ معونت کہلاتے ہین اور جو خوارق عادات
کفار سے ظہور پاتے ہین وہ استدراج کہلاتے ہین اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اللہ جل شانہ
نے صفت نبوت کے واسطے یہ لازم فرمایا کہ کوئی پیغمبر بے معجزہ نہین آیا اسواسطے کہ معجزہ
ایک جزو اعظم ہی اظہار نبوت کا اگر حضرات پیغمبر معجزات نہ دکھاتے تو لوگ منکر انکی نبوت کے معذور البتہ

یقین کیونکر لاتے اور یہ خلاف معجزہ کے کرامت جزو ولایت نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص
ولی کامل ہوا اور اُس سے خوارق عادات ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات اُسکی عدم ولایت پر
دلیل قطعی نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ ولایت ایک مرتبہ ہے جناب احدیت میں محبوبیت کا پس
اُسمین کوئی کلام نہیں اظہار کرامت کا معجزہ جاننا چاہیے کہ آپکے انگشت شہادت کے
ایک اشارہ سے چاند کا شق ہوجانا یہ بہت بڑا معجزہ آپ سے وقوع میں آیا نبیین سابقین
میں سے کسی سے ایسا معجزہ ظہور نہیں پایا جب ابوجہل وغیرہ کفار نے آپ سے یہ معجزہ طلب کیا
تو آپ نے اپنی انگشت شہادت کے ایک اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور اس بات
پر محدثین و مفسرین کا اتفاق ہے کہ ایک ٹکڑا اُسکا حرا پہاڑ کے اوپر گرا اور دوسرا اُسکے نیچے
اور صاحب مواہب لدنیہ فرماتے ہیں کہ چاند کا دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑے کا آپکے
گریبان مبارک میں در آنا اور دوسرے ٹکڑے کا آستین شریف میں ہو کر نکل جانا جو مشہور ہے
یہ قصہ بھی بعض تواریخ میں مسطور ہے چنانچہ شیخ بدر الدین زرکشی نے اسکو نقل کیا ہے
اور عماد الدین کثیر نے اسکی سند کو لیا ہے اور راقم آثم نے اسکی مفصل کیفیت رسالہ
نجات المعادقین مطبوعہ مصطفائی میں حوالہ قلم کی ہے اور اُسکی سند مثنوی ماہ
شب افروز مطبع نظامی سے لی ہے معجزہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
انگشتان مبارک سے اکثر مقامات پر اللہ جل شانہ نے چشمہ پانی کا جاری فرمایا
یہ معجزہ بھی بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پیغمبر سے وقوع میں نہیں آیا
چنانچہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایکبار حضرت
رسول مختار کے لشکر ظفر پیکر میں پانی [illegible] مطلق نہ تھا حتی کہ جب نماز عصر کا وقت آیا وضو
کے واسطے ہر چند حضرت نے پانی تلاش کرایا مگر کہیں سے ہاتھ نہ آیا تو بشدت پانی بدشواری

آپ کے وضو کے واسطے بہم پہونچا آپ نے اپنا دست مبارک اُس پانی مین رکھا لوگون سے
ارشاد فرمایا کہ آؤ اور وضو کرتے جاؤ حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ مین نے بچشم خود دیکھا کہ اُسدم
یہ فضل جناب باری ہوا کہ آپ کے انگشتان مبارک سے چشمہ پانی کا جاری ہوا اُس لشکر
مین تین سو آدمی تھے سبھون نے وضو کیا اور خوب آسودہ ہو کر پیا اور اپنے اپنے برتنون کو
بھر لیا معجزہ ابن شاہین نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہی اور محقق
دہلوی نے مدارج النبوت مین اسکی خبر دی ہی کہ انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین
کہ مین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک مین حاضر تھا کہ اہل لشکر
آپ کے حضور مین آئے اور شدت پیاس کا شکوہ زبان پر لائے اور عرض کیا کہ ہمارا
اور ہمارے جانورون کا برا حال ہی بدن تو جہ حضور پانی کا ملنا محال ہی فرمایا کہ خدا کو یاد
کرو نہ گھبراؤ کہین سے تلاش کرکے تھوڑا پانی لاؤ بری جستجو سے ایک شخص سے ایک مشک
مین قدرے پانی پایا وہ لیکر آپ کے حضور مین آیا آپ نے اُس پانی کو ایک پیالے مین
ڈال کر اپنا دست مبارک اُسپر رکھا اللہ جل شانہ نے انگشتان مبارک سے چشمہ پانی کا
جاری کیا حضرت انس کہتے ہین کہ ہم سبھون نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور اپنی اپنی
مشکون کو بھر لیا معجزہ صحیحین مین حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ ہم
مین جب ہمپر شدت تشنگی نے غلبہ کیا تو ہم سب آپ کے حضور مین آئے اور آپ کے
گرد حلقہ کیا آپ اُسوقت وضو فرماتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ کیا سبب ہے تم سب کا کیا
ہم نے جواب دیا کہ بجز اس پانی کے کہ جس سے حضور وضو فرماتے ہین اور پانی کہین
نظر نہین آتا ہی شدت تشنگی سے جو حال ہی عرض نہین کیا جاتا ہی ہم سخت حیران ہین
کہ پانی کہان سے لائین جو وضو بنائین یہ سنکر آپ نے اپنا دست مبارک اُس

چھاگل پر رکھا کہ جس کے پانی سے آپ وضو بنا رہے تھے اُس سے چشمہ پانی کا جاری ہوا ہم
سب ایک ہزار پانسو آدمی تھے خوب آسودہ ہو گیا اور وضو کیا اور اپنی اپنی چھاگلون
اور مشکون کو بھر لیا اسی طرح سے اکثر اوقات آپ کی ذات چشمۂ خیر و برکات سے ایسے
ایسے معجزات ظہور مین آئے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کے دست مبارک سے چشمہ پانی کے
جاری فرمائے اور جس طرح سے اللہ جل جلالہ نے آپ کے انگشتان مبارک سے بوقت
ضرورت چشمہ پانی کا جاری کیا ہی اسی طرح اکثر اوقات آپ نے تصرف و برکت سے
طعام قلیل کو کثیر کر دیا ہی معجزہ صحیح بخاری اور مسلم مین حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف سے طعام قلیل کے کثیر ہو جانے کی حکایت
ہی حضرت جابر فرماتے ہین کہ غزوہ خندق مین مین نے ایک روز انحضرت کے چہرہ انور کو
بھوک سے بیتاب پایا یہ حال دیکھکر مین گھر مین آیا اور بی بی سے پوچھا کہ کوئی چیز کھانے
کی ہی مین نے حضرت کو بھوکا پایا ہی یہ سُنکر میری بی بی نے ایک تھیلہ چمڑے کا نکالا
اُسمین تھوڑے سے جَو تھے اور گھر مین ایک بچہ بکری کا خوب فربہ تھا مین نے اُسے ذبح
کیا اور بی بی نے اُن جَو کو جلدی سے پیسکر آٹا تیار کیا پھر مین آپ کے حضور مین گیا اور
عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر نثار ہی مین نے ایک بچہ بکری کا ذبح کیا ہی اور
تھوڑا آٹا بھی جَو کا تیار ہی یہ سُنکر آپ نے ارشاد کیا کہ جبتک مین نہ آؤن دیگ کو آتشدان
سے نیچے نہ لانا اور خمیر دار آٹے کو نہ پکانا پھر آپ ہزار آدمی کے ساتھ میرے گھر مین
تشریف لائے مین اُس دیگ اور آٹے کو حضور مین لایا آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک
اُس گوشت اور آٹے مین ڈالا اور میری بی بی سے فرمایا کہ اب روٹی پکا اور کوئی
عورت بُلالے کہ وہ بھی پکائے تاکہ کھانا جلد تیار ہو جاے پھر جب گوشت پک چکا

تو آپ نے فرمایا کہ دیگ چولھے پر چڑھی رہنے دو اور گوشت نکال نکال کر کھلانا شروع کرو
اور دیگ کے اندر نگاہ مت ڈالو حضرت جابر فرماتے ہین خدا کی قسم اُس ایک بکری کے
بچے کے گوشت اور تھوڑے سے آٹے کی روٹیون کو ہزار آدمیون نے خوب سیر ہو کر کھایا
اور وہ دیگ اُسی طرح جوش مارتی رہی اور آٹا کم ہوا معجزہ متفق علیہ [illegible]
مین ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہین غزوۂ تبوک مین کہ وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر جہاد ہی لوگون کے پاس کھانا نہ رہا اور بھوک نے غلبہ کیا تو حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو فرمایئے کہ اپنے اپنے توشون کو جو بچے ہوئے ہین حضور مین
لائین اور آپ دعاے برکت فرمائین التماس حضرت عمر کا معرض قبول مین آیا اور آپ نے
فرمایا کہ دستارخوان بچھاؤ اور بچے ہوئے توشون کو لاؤ ایک شخص مٹھی بھر کنگنی لایا ایک
شخص نے ایک ٹکڑا روٹی کا حاضر کیا ایک شخص چار سیر کھجورین لایا اسی طرح سے جب
دستارخوان پر تھوڑے سے کھانون کی جمع ہونے کی نوبت آئی تو آپ نے دعاے برکت
فرمائی اور ارشاد کیا کہ انکو اُٹھا کر اپنے اپنے توشون مین ڈالو مسلمانو اب آپ کا معجزہ
دیکھو کہ اُس لشکر ظفر پیکر مین ستر ہزار آدمی تھے آپ کے تصرف و برکت سے سبھون نے اپنے
اپنے ظروف کو کھانے سے بھر لیا اور خوب آسودہ ہو کر کھایا اور بہت کھانا بچ رہا
جب اللہ جل شانہ نے آپ کا یہ معجزہ دکھایا تو آپ بہت خوش ہوے اور اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فرمایا معجزہ بخاری اور مسلم مین حضرت انس
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ خدا کی قسم آج
مین نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو بہت سست پایا ہی یقینا

آپ نے کھانا نہین کھایا ہی اگر تیرے پاس کوئی چیز کھانے کی موجود ہو تو حاضر کر حضرت
انس فرماتے ہین کہ ام سلیم نے کئی روٹیان جو کی ایک کپڑے مین لپیٹ کر مجھے دین مین
انھین لیکر آپ کے حضور مین آیا آپ اسوقت مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور بہت لوگ
حضور مین حاضر تھے مجھے دیکھکر حضرت نے فرمایا کہ تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہی مین نے عرض کیا
کہ سچ ہی یا رسول اللہ پھر آپ نے حاضرین کو ارشاد فرمایا کہ اٹھو اور میرے ساتھ چلو
مین یہ حال دیکھکر سب کے پہلے ابوطلحہ کے پاس آیا اور روٹیون کو واپس کر کے
آپ کی تشریف آوری کا حال کہہ سنایا ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ حضرت
باجماعت تشریف لاتے ہین اور ہمارے پاس بجز ان روٹیون کے اور کوئی چیز کھانے
کی قسم سے موجود نہین کہ آپ کو کھلائین اور حق مہمانداری کا بجا لائین ام سلیم نے
کہا کہ خدا اور خدا کا رسول جانتا ہی اس چیز کو جو ہونے والی ہی حضور کا تشریف
لانا باوصف اسکے کہ آپ پر ہمارا حال پوشیدہ نہین ہی ہرگز مصلحت سے خالی نہوگا
اسمین کوئی معجزہ ضرور ہی آپ کے تصرف سے کسی چیز کا مہیا ہو جانا کیا دور ہی پھر ابوطلحہ
آپکے استقبال کو آئے اور آپ کے ہمراہ رکاب ہوکر آپ کو اپنے مکان پر لائے
پھر آپ نے ام سلیم سے فرمایا کہ جو کچھ تیرے پاس موجود ہی اسے لاکر حاضر کر ام سلیم نے
وہ روٹیان جو آپ کے حضور مین بھیجی تھین لاکر حاضر کین پھر آپ کے حکم سے ام سلیم
نے ان روٹیون کو ریزہ ریزہ کیا اور تھوڑا گھی انمین ملا دیا بعد اسکے آپ نے دعا
برکت فرمائی اور ارشاد کیا کہ دس دس آدمی آتے جائین اور کھاتے جائین جب
آپ نے یہ حکم دیا تو لوگون نے کھانا شروع کیا حتی کہ اسی آدمیون نے سیر اور آسودہ
ہوکر کھایا پھر سب کے بعد آنحضرت نے تناول فرمایا اور ابوطلحہ کے تمامی مردان خانہ نے

خوب سیر ہو کر کھایا اور کچھ کھانا بچ رہا جاننا چاہیے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم جسطرح آدمیوں اور جنات میں نبی اور سردار ہیں اسی طرح سے تمام حیوانات کے
بھی آپ پیغمبر اور سب حیوانات آپکے زیر فرمان اور تابعدار ہیں معجزہ چنانچہ حضرت
امام احمد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے اور بیہقی حضرت ابن عمر اور
ابو نعیم اور انس رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک بھیڑیا
ایک یہودی کی بکریوں کے گلہ میں آیا اور ایک بکری کو منہ میں دبا کے چلا جب یہودی
نے دیکھا تو دوڑ کر اُس بکری کو بھیڑیے کے منہ سے چھوڑا لیا بھیڑیا بولا کہ ای چرواہے
تونے خدا سے کچھ خوف نہ کیا کہ میرے رزق کو میرے منہ سے چھوڑا لیا یہ سنکر وہ چرواہا
نہایت تعجب میں آیا اور کہا سبحان اللہ یہ عجب بھیڑیا ہے کہ آدمیوں کی طرح باتیں
کرتا ہے بھیڑیے نے کہا کہ ای چرواہے میرے بات کرنے پر تجھے تعجب آیا مگر تیرا معاملہ
اس سے عجب تر ہے کہ اللہ جل شانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برسالت دنیا میں بھیجا
اور تو اُنپر ایمان نہ لایا یہ سنکر وہ چرواہا مدینہ طیبہ کو گیا اور آپکے حضور میں حاضر ہوکر
قصہ بھیڑیے کا نقل کیا اُسوقت آپنے اذان دلائی جب لوگ مجتمع ہوے تو آپنے
اُس چرواہے سے یہ بات ارشاد فرمائی کہ جو کچھ تونے دیکھا اور سُنا ہے اُسکو بیان کر
اُسنے حسب الارشاد قصہ بھیڑیے کو دُہرایا اور باعلان سب کو سُنایا اور مدارج النبوت
اور شرح السنت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یوں روایت ہے کہ اُس
بھیڑیے نے چرواہے سے کہا کہ تیرا حال تو مجھسے عجیب تر ہے کہ تو اپنی بکریوں میں کھڑا ہے
اور ایسا پیغمبر کہ جسکی قدر و مرتبہ کا کوئی پیغمبر دنیا میں نہیں آیا اُسے تونے چھوڑ دیا
اور بجا آوری حکم الٰہی سے منہ موڑ لیا یہ وہ پیغمبر ہے کہ جسکے واسطے

اللہ جل شانہ نے دروازے جنت کو کھول دیا ہی اور فرشتوں کو اُسکے ساتھ جہاد مین
شریک ہونے کا حکم دیا ہی اور حور و غلمان کو اُسکے اصحاب عالی جناب مین تیظار ہی
اُنکی ضیافت کا سب سامان جنت مین تیار ہی ای چرواہے تیرے اور اُس پیغمبر کے درمیان
مین کوئی چیز حائل نہین مگر ایک درہ پہاڑ کی آڑ ہی ای بمبخت تیرا ایمان لانے مین
کس بات سے انکار ہی اگر تو اُنپر ایمان لائیگا تو اللہ جلشانہ کے لشکر مین ملیگا چرواہے
نے جواب دیا کہ اگر مین حضرت کے حضور مین جاؤن تو میری بکریان کون چرائے مجھے
خوف ہی ایسا نہو کہ کوئی درندہ آکر کسی بکری کو بضرت پہونچائے بھیڑیے نے جواب دیا کہ
تیری بکریان مین چراؤنگا جب تک تو حضرت کے حضور سے واپس نہ آئے گا مین
انھین چھوڑ کر کہین نہ جاؤنگا پھر وہ چرواہا بڑے ذوق و شوق سے آپ کے حضور
مین آیا اور بھیڑیے کا قصہ سب کے سامنے نقل کیا اور صدق دل سے آپ پر ایمان
لایا معجزہ دارمی اور بیہقی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
کی ہی کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اصحاب کبار کے مجمع مین تشریف
رکھتے تھے کہ ایک اعرابی ایک سوسمار کو شکار کیے ہوے لیے جاتا تھا مجمع دیکھکر
اصحاب عالی جناب سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہین کہا کہ یہ پیغمبر خدا حبیب کبریا ہین
اُسنے آپ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ قسم ہی لات و عزی کی میں ایمان نہ لاؤنگا جبتک
کہ یہ سوسمار ایمان نہ لائے اور اُس سوسمار کو آپ کے سامنے ڈالدیا آپ نے اُسے
پکارا کہ ای سوسمار اُسنے زبان فصیح سے جواب دیا کہ ای رسول پروردگار مین حاضر ہون
اور آپ کا تابعدار ای زینت دینے والے اُن لوگون کے جو قیامت مین حاضر ہونگے
آپنے پوچھا کہ تو کسکی عبادت کرتا ہی کہا اُس خدا کی جسکا آسمان مین عرش ہی اور

زمین مین حکم اور دریا مین اُسکے بنائی ہوئی راہ ہی اور بہشت مین اُسکی رحمت ہی اور
دوزخ مین اُسکا عذاب ہی آپ نے پوچھا کہ مین کون ہون کہا کہ آپ رسول پروردگار
عالم کے اور خاتم النبیین جسنے آپ کی تصدیق کی اُسنے فلاح پائی اور جسنے آپ کی تکذیب کی
اُسکی شامت آئی یہ سُنکر وہ اعرابی آپ پر ایمان لایا آپ نے اُسے نماز و قرأت سکھائی
اور سورۂ اخلاص یاد کرائی اور طریقہ اسلام کا تلقین فرمایا پھر جب وہ اپنی قوم مین گیا
تو سارا قصہ سوسمار کی شہادت کا آپ کی نبوت پر بیان کیا وہ سب لوگ آپ کے حضور مین
آئے اور بکمال صدق دل سے کلمہ شہادت کا زبان پر لائے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ معجزہ طبرانی اور بیہقی نے حضرت
ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہی اور قاضی عیاض نے شفا مین اسکی خبر دی ہی
کہ ایکبار حضرت رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل مین تشریف رکھتے تھے
یکایک آپ کے گوش مبارک مین تین بار یا رسول اللہ یا رسول اللہ یا رسول اللہ کی صدا
دردناک آئی چند قدم پر تشریف لیجا کر جو دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اُسنے
آپ کو دیکھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ اعرابی جو یہان سوتا ہی اسنے مجھے گرفتار کیا ہی
اور اس دو پہاڑ مین میرے دو بچے ہین اُنھون نے دودھ نہین پیا ہی اگر آپ مجھے
رہا فرمائین تو مین بچون کو دودھ پلا آؤن آپ نے فرمایا کہ اگر تو نہ آئے تو کیا سزا پائے
عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین نہ آؤن تو خدا مجھپر وہ عذاب کرے جو محصول لینے
والے پیادون پر عذاب کرتا ہی جب اُسنے یہ وعدہ کیا آپ نے اُسے چھوڑ دیا وہ رہائی
پاکر پہاڑ مین گئی اور بچون کو دودھ پلا کر فوراً واپس آئی آپ نے پھر اُسے باندھ دیا
اور وہان تشریف فرما رہے جب وہ اعرابی بیدار ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا

کہ اے اعرابی اس آہو کو چھوڑ دے اسکی قیمت مجھسے لے اسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ ہرنی حاضر ہے لیجیے آپ کی نذر ہے قبول کیجیے آپنے اسے لیکر چھوڑ دیا وہ اس صحرا میں
کمال خوشی سے رقص بھرتی اور زبان فصیح سے کہتی تھی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد انک
رسول اللہ معجزہ مدارج النبوۃ میں ابن عساکر سے روایت ہے کہ بروز فتح خیبر ایک حمار
آپکے حضور میں آیا اور زبان فصیح سے بیان کیا کہ یا رسول اللہ میرے دادا کی نسل
سے اللہ جل شانہ نے ساٹھ حمار پیدا کیے اور وہ سب انبیاء سابقین کی سواری میں
رہے اور بجز پیغمبروں کے کوئی فرد بشر اُنپر نہیں سوار ہوا میرا حال یہ ہے کہ میں ایک یہودی
کے ہاتھ میں گرفتار تھا اور آپ کی تمنائے زیارت میں بیقرار رہتا تھا یہودی نے بہت چاہا کہ
مجھپر سوار ہو مگر میں نے اس وقت تک اسکی سواری سے اپنے کو بچایا اسی وجہ سے وہ مجھے
تکلیف و ایذا دیتا تھا اور بھوکا رکھتا تھا اپنے دادا کی نسل میں اب میں ہی باقی رہ گیا
ہوں اور آپ پیغمبر خاتم النبیین ہیں بجز آپکے اب کوئی پیغمبر دنیا میں نہ آئیگا لہذا میں
چاہتا ہوں کہ مجھپر سوار ہوجیے اور میری آرزو پوری کیجیے آپنے پوچھا کہ اے حمار
تیرا نام کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ یزید بن شہاب پھر آپنے اسکا نام یعفور رکھا یعفور
آپکے حضور میں ہر وقت حاضر رہتا تھا جب آپ کو کسی کے بلانے کی ضرورت ہوتی
تو آپ یعفور کو اس شخص کا نام بتا دیتے یعفور اُسکے دروازے پر جاتا اور اپنا سر
دروازے پر رکھکر کھڑا ہوتا اور جنبش دیتا جب وہ شخص باہر آتا یعفور اپنا سر ہلاتا اور
اشارہ سے کہتا کہ حضرت نے تجھے یاد کیا ہے جب آپ نے انتقال فرمایا تو یعفور آپسے
مفارقت کی تاب نہ لایا اور کمال غم والم سے بیتاب ہوکر اپنے تئیں کنوئیں میں گرا
دیا اور مرگیا انا للہ وانا الیہ راجعون معجزہ بیہقی نے دلائل میں ابو سعید سے

اور ابن ماجہ نے مختصر مین روایت کی ہی کہ ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا کہ کل مین آپ کے مکان پر آؤنگا آپ میرا انتظار کیجیو
اور آپ کے اہل وعیال کہین سے کہین باہر نہ جائین پھر آپ دوسرے روز حسب وعدہ
تشریف پہر دن چڑھے حضرت عباس کے مکان پر تشریف لائے اور بعد سلام و دریافت
خیریت مزاج کے ارشاد کیا کہ ای چچا تم سب میرے نزدیک آؤ اور سب چھوٹے بڑے
یکجا ہو جاؤ وہ سب آپ کے نزدیک آئے اور آپ کا حکم بجا لائے آپ نے جناب باری تعالیٰ مین
دعا فرمائی کہ ای پروردگار یہ میرا چچا ہی اور اسکے فرزند میرے بھائی ہین جیسا اسوقت
مین نے انکو اپنی چادر مین چھپایا ہی ویسا ہی تو اپنی رحمت کے لباس مین انکو چھپا لے
اور آتش دوزخ سے بچا لے جیسے ہی آپ نے یہ دعا فرمائی ویسے ہی مکان کے در و دیوار
کنڈی اور کواڑ سے آمین یا رب العالمین کی صدا آئی معجزہ مدارج النبوت مین روایت ہی
کہ حضرت عقیل بن ابی طالب نے ایک سفر مین جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشنگی کی
شکایت کی سامنے ایک پہاڑ نظر آتا تھا آپ نے فرمایا کہ پہاڑ کے پاس جاؤ میرا سلام
کہو اور پانی طلب کرو حضرت عقیل اُس پہاڑ کے پاس گئے پہلے آپ کا سلام کہا پھر پانی
طلب کیا اُسنے بہ آواز بلند یہ جواب دیا کہ پیغمبر خدا کے حضور مین میری طرف سے عرض
کر دینا کہ جس روز آیۂ شریفہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ
نازل ہوئی مین اسکی خوف سے اسقدر رویا کہ میرے چشمے مین ایک قطرہ پانی کا باقی
نہین رہا اللہ اکبر اگر بغور دیکھا جائے تو سوسمار اور بھیڑیے اور حمار کا آپ کی رسالت
و نبوت پر گواہی دینا بھی ایک بہت بڑا معجزہ ہی لیکن کل جانور اگرچہ غیر ذوی العقول
اور بے زبان ہین لیکن تاہم جاندار ہین اور مکان کے در و دیوار کنڈی و کواڑ

اور بیان فرمایا اور بالجملہ آپ کی بات کا جواب دینا اور ایسا ہی [illegible] ہونا اور
آپ کی دعا کرنے کے وقت میں کہنا [illegible] حق جل شانہ کی قدرت کا اظہار اور
اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تمام مخلوقات آپ کی تسبیح اور [illegible]
ہزار ہا معجزات آپ کی ذات بابرکت سے وقوع میں آئے [illegible]
بادیہ ضلالت و جہالت کو [illegible]

بیان وفات شریف حضرت سرور کائنات [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانو اس دنیا سے آپ کا تشریف لیجانا اور بعالم آخرت [illegible]
یہ ایک ایسا سخت حادثہ [illegible] ہوتا ہے کہ اگر ہم اس غم میں زندگی بھر روتے رہیں
اور ہر دم گریہ و زاری آہ و بیقراری کرتے رہیں تو بجا ہے اور چونکہ یہ دنیا محض غدار
دہکار اور دار ناپائدار ہے اور یہ مقام فنا ہو [illegible] دار الخلود [illegible] ثبات اور بیقرار [illegible]
[illegible] کل شیء ھالک الا وجہہ اور کل نفس ذائقۃ الموت
کہ ہر شخص موت کا ذائقہ چکھنے والا اور فنا ہونے والا ہے اور ہر روح آخرت کی
طرف پھر جانے والی ہے لہذا اللہ جل شانہ نے یہاں آپ کا قیام زیادہ پسند نہ فرمایا اور
بارگاہ ایزدی سے بہت ہی جلد آپ کی رضی کے ساتھ سفر آخرت کا حکم آیا جاننا چاہیے کہ نبوت
کے تیئیسویں برس اور ہجرت کے دسویں سال آخر وفات میں یہ آیۂ شریفہ الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
نازل ہوئی یعنی آج کے روز کامل کیا ہم نے تمہارے واسطے دین تمہارا اور تمام کر دیں
ہم نے تم پر اپنی تمام نعمتیں اور راضی ہوا میں تم سے بسبب اسکے کہ تم نے دین اسلام
قبول کیا اس آیۂ شریفہ کے نازل ہونے سے جملہ اصحاب عالی جناب کمال خوشی ہوئے

اللہ جل شانہ کی اس عنایت بیغایت کا شکر بجا لاتے برخلاف تمام اصحاب کرام کے
جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیۂ شریفہ کے مضمون سے واقف ہوئے
تو زار زار رونا شروع کیا اور اس غم والم میں خورد و نوش سے ہاتھ اٹھا لیا صحابہ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آیۂ شریفہ
ایسے مژدہ وبشارت کے ساتھ نازل ہوئی کہ جس سے ہم سب کو کمال درجہ خوشی اور مسرت
حاصل ہوئی مگر برخلاف ہمارے وقت نزول آیۂ شریفہ سے حضرت ابی بکر زار زار روتے
ہیں اور شدت سے ایسے غم آلودہ ہیں کہ کسی حال میں خوش نہیں ہوتے ہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کبار سے استفسار فرمایا کہ تم نے اس آیۂ شریفہ کے معنے
سمجھ کر حظ اٹھایا عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ جل شانہ نے ہمارے دین کے کامل ہونے کی
خوشخبری پہونچائی اس سے زیادہ ہمارے واسطے کیا خوشی ہوگی بعد اسکے آپ نے حضرت
ابی بکر کو بلایا اور ایسے مبتلائے الم ہونے کا سبب استفسار فرمایا انھوں نے عرض کیا یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہمارے دین کو پورا کر دیا
اور اپنی نعمت سے ہم پر تمام فرمائی اور دین اسلام سے خوش ہونے کی خوشخبری ہمکو فرمائی
پس بالیقین معلوم ہو گیا کہ اب آپ کے رحلت فرمانے کا زمانہ قریب آیا مخصوص اسی
بات پر آگاہ ہونے کے واسطے اللہ جلشانہ نے اس آخر آیۂ شریفہ کو نازل فرمایا ہے واسطے
اس مضمون کے انقطاع وحی الٰہی کا صاف ظاہر ہے یہ سنکر آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے
ابوبکر کیا اچھا تم نے سمجھا اور تو خوب رازداں ہے اور اسوقت سے آپ اکثر وفات کلمات
فراق و جدائی کے ایسے ارشاد فرماتے کہ جنکے سننے سے لوگوں کے دل ڈر جاتے اور
آنکھیں جاری ہوتیں اور دل بیقراری جاری ہوتی تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ اس

آیۂ شریفہ کے نازل ہونے کے بعد آپ اکاسی روز اس دنیا مین ورونق افروز رہے
اور اس حال مین اکثر اوقات تسبیح و استغفار اور گریہ مین مشغول رہتے صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ آپ تو معصوم اور سب گناہون سے پاک وصاف ہین پھر یہ گریہ اور استغفار
کسواسطے ہے فرمایا کہ قبر کی تنگی اور لحد کی تاریکی اور روز قیامت کے ہول وسختی کو یاد کرکے
روتا ہون اور براہ شفقت ومحبت امت کے خیال سے بیقرار ہوتا ہون آنحضرت اُسی سال
کے آخر ماہ ذیقعدہ مین حرم محترم کی زیارت کو تشریف لائے اور احکام حج کے ادا فرمائے
اسی واسطے اس حج کو حج الوداع کہتے ہین جب آپ نے اس حج سے فراغت پائی تو پھر آپ
مدینہ منورہ مراجعت فرمائی پھر اُسی سال کے آخر ماہ صفر مین چہارشنبہ کے روز آپ کو تپ
و دردسر حضرت میمونہ خاتون رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرے مین شروع ہوا جب مرض
مین شدت اور زیادتی ہوئی تو یہ خبر پاکر سب ازواج مطہرات حضور کی عیادت اور
خدمتگزاری کے واسطے حاضر ہوئین اُن سب کے سامنے آپ نے چند بار ارشاد فرمایا
کہ اس جگہ مین کہان رہونگا سبھون نے معلوم کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کا رہنا
منظور ہے اسی خیال سے حضور کی زبان پر تکرار اس بات کا مذکور ہے آپ کی مرضی پاکر
جملہ اہلبیت رسالت نے اس بات کو بخوشی منظور کیا آخرکار رسول پروردگار اہلبیت
کے کاندھون پر ہاتھ رکھے ہوے حضرت عائشہ محبوبہ کے حجرے مین تشریف لائے اور سب
ازواج مطہرات اور جملہ اہلبیت نبوت وہین آپ کے ہمراہ حاضر آئے حضرت عائشہ
فرماتی ہین کہ آپ تپ و درد کی شدت سے بیتاب ہوے جاتے تھے اور نہایت بیقراری
سے باربار کروٹین لیتے اور امراض لاحقہ کی شکایت فرماتے تھے آپ کا یہ حال دیکھکر
مین نے کمال بیقراری گریہ وزاری کے ساتھ عرض کیا کہ اے سلطان دوجہان

میری جان آپ پر فدا اور قربان آپ کے مزاج اقدس کا کیا حال ہی مجھے اطلاع دیجیے اپنی
تکلیف کو مجھسے پوشیدہ نہ کیجیے مگر آپ کو براہ فرط محبت اپنی تکلیف کا حال حضرت عائشہ
پر ظاہر کرنا پسند نہ آیا بخیال اسکے کہ شاید زیادہ بیقرار ہو جائیگی سکوت فرمایا پھر عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اگر یہ شدت مرض ہم لوگوں مین سے کسی پر ہوتی تو بہتر تھا اسکے جواب
مین ارشاد ہوا کہ ای عائشہ تو نہیں جانتی نبیین و صدیقین و شہدا و صالحین سخت مصائب
مین مبتلا کیے جاتے ہین اور اسکے صلے مین درجات عالیہ درگاہ الٰہی سے پاتے ہین صلوات اللہ علیہم
مین حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ ایک روز اصحاب عالیجناب
حسب الطلب حضور حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے مین حاضر آئے جب آپ نے انھین
دیکھا تو آبدیدہ ہوے اور فراق و جدائی کے ایسے کلمات ارشاد فرمائے کہ گویا کوئی کسی
سے رخصت ہوتا ہی لوگ سمجھے کہ آپ اپنی وفات شریف کی خبر دیتے ہین بدریافت اس
حال کے سب اصحاب کبار بے اختیار روئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کب اس جہان سے انتقال فرماینگے ارشاد ہوا کہ اب وقت فراق کا نزدیک آگیا اور
اب عنقریب مین تم سے جدا ہوتا ہون اللہ تعالیٰ نے مجھے مختار کیا ہی چاہون دنیا مین رہون
اور چاہون اپنے پروردگار کے حضور مین جاؤن مین نے اللہ جل شانہ کا دیدار اختیار کیا اور تم
سب کو اسی محافظ حقیقی کی حفاظت مین چھوڑ دیا پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو غسل
کون دے فرمایا کہ اہلبیت عرض کیا کہ کفن کیسے کپڑے کا دیا جائے فرمایا سفید جیسا میسر آئے
حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چادرین اور ایک
پیراہن اپنا پہلے ہی قطع کر رکھا تھا پھر عرض کیا کہ آپ کے جنازے مبارک پر نماز
کون پڑھائے فرمایا کہ اپنے پیغمبر کو غسل کے بعد کفن پہنانا اور جنازہ اٹھا کر

قبر میں کون اتارے گا اور تم سب متحد ہو جاؤ ایسے ہی پہلے اللہ جل شانہ مجھپر درود بھیجیگا پھر
پھر جبرئیل مجھپر نماز پڑھینگے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت ہزاروں فرشتوں کے
ساتھ آئینگے اور مجھپر نماز پڑھا کرینگے انکے بعد میرے اہلبیت مجھپر نماز پڑھینگے اور اسکے بعد
آپ صحابی آئیں اور گروہ گروہ نماز پڑھیں بیشک صحابی اور جو لوگ غائب ہیں انکو میرا سلام پہونچانا
اور جو لوگ میرے بعد پیدا ہونگے انکو بھی قیامت تک میرا سلام کہتے رہنا پھر عرض کیا گیا کہ
آپکو قبر میں کون اتارے فرمایا اہلبیت مگر انکے ساتھ فرشتے ہونگے تم انکو نہیں دیکھو گے
اور وہ تمہیں دیکھینگے یہ باتیں سنکر جملہ اصحاب کرام اور اہلبیت عالی مقام نے زار زار
رونا شروع کیا اسوقت انکی گریہ وزاری آہ و بیقراری سے انکا صبر جاتا رہا یا رحمت
شفقت و عنایت اسوقت آپ بھی رونے میں شریک ہوئے اور فرمایا صبر کرو اور ہمیشہ
رہو اور عذاب الٰہی سے ڈرتے رہو اور رحمت نامتناہی کے امیدوار رہو بعد اسکے ایک دن
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور جناب باری سے بعد سلام کے پیغام لائے کہ اگر دنیا
مبارک ہو تو صحت کامل شفاے عاجل عنایت فرماؤں ورنہ رحمت اور مغفرت سے
بہشت اعلیٰ میں پہونچاؤں فرمایا کہ قبول اسکا اسکی مرضی اور تابع اسکا فرمان ہے دار
محنت دنیا میں رہنے سے کیا غرض دوسرے کا رہے جو رضاے مولیٰ ہے وہی سب سے بہتر اور
اولیٰ ہے جب دریافت ہوا کہ یہ خیال ہے حضرت فاطمہ زہرا اسقدر روئیں کہ بیہوش ہو گئیں
انصار جان نثار حالت مصیبت میں گرفتار سراسیمہ و بیقرار آپکے اندوہ فراق میں مسجد
نبوی کے گرد پھرتے اور کہتے تھے کہ خدا جانے آپ کے بعد ہمارا کیا حال ہوگا عرصہ عافیت
تنگ جینا محال ہوگا جب انصار بیقرار کی گریہ وزاری کا شور آپکے سمع مبارک تک
آیا تو آپ نے حضرت علی ولی خدا سے استفسار فرمایا کہ یہ کیا ہنگامہ مچا ہے کیوں

بیٹی شہنشاہ پیغمبر نے عرض کیا کہ ہمارا حضور کے غم فرقت سے بیقرار اور کمال حزن وملال میں [illegible]
ہیں [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے ایک [illegible] آپ کا اپنے
گود میں سر رکھ لیا اور آپ نے [illegible] دست مبارک [illegible] پوچھا [illegible]
[illegible] کا حال [illegible]
و شوق [illegible] منبر شریف [illegible]
[illegible] ارشاد فرمایا کہ اے لوگو میں نے سنا ہے کہ تم میری موت سے
[illegible]
[illegible] رجوع [illegible]
[illegible] غفلت [illegible] مہاجرین و انصار [illegible] مہاجرین کو وصیت
کرتا ہوں کہ باہم نیکی کریں اور [illegible] محبت و اتحاد کے ساتھ رہیں اسی طرح چند نصائح
فرما کر منبر شریف سے اترنے کا قصد فرمایا اسمیں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ منبر شریف پر تشریف رکھئے اور کچھ نصیحت وصیت قریش کو بھی فرمائیے
ارشاد ہوا کہ اے بلال لوگون سے کہہ دے کہ جلد حاضر ہوں اور اپنے نبی کے پند و نصائح آخری
سنو حضرت بلال با حزن وملال بازار مین جا کر پکار آئے کہ اے لوگو آج ختم وصیت حضرت
خاتم النبیین اور آخری نصیحت جناب سید المرسلین کی ہے جلد حاضر ہو کر سنو جب
لوگون نے یہ صدائے دلسوز والم اندوز با حزن وملال حضرت بلال کی زبان سے سنی سخت
گھبرا کے دوکانین اور گھر چھوڑ چھوڑ کر با ہراسان آہ و فغان افتان وخیزان حضرت کے
حضور مین حاضر آئے آپ نے اللہ جل شانہ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے لوگو
اب مین تم سے عنقریب جدا ہوتا ہون سچ بتاؤ کہ تم نے مجھے معاملات دینی و دنیوی

مین کیسا پایا حاضرین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بہت بہتر اور افضل پیغمبر ہم لوگون مین تھے اور بہت بڑی شفقت اور رحمت کے ساتھ ہم لوگون مین رہے اور باس الہی احکام الٰہی کا ہمکو پہونچایا اور ہم آپ کی بدولت گمراہی اور ضلالت سے بچے اور راہ راست کو پایا اور آپ نے اپنی شفقت و مہربانی ہمپر فرمائی کہ ہم لوگون مین سے کسی نے اپنے مان باپ سے بھی یہ شفقت و محبت نہیں پائی جزاک اللہ فی الدارین خیرا پھر ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو مجھ سے ایذا و تکلیف پہونچی ہو تو آج وہ اُسکا عوض مجھ سے لے اور اسمین کسی طرح کی مروت کو دخل نہ دے اور جس کسی کا قصور مجھ سے ہوا ہو وہ مجھے آگاہ کرے اور ہرگز اس بات سے نہ ڈرے کہ مین اُس سے ناراض ہونگا بلکہ دوست میرا وہی ہے کہ اُس سو اخذہ کا عوض مجھ سے لے یا معاف کرے تاکہ مین بافراغت اس دنیا سے اٹھون اور مظلمہ آخرت سے نڈر رہون یہ ارشاد سُنکر حاضرین روئے اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا حتی کہ تیسرے بار آپ نے قسم دے کر اس کلمہ کو ارشاد فرمایا تو اُسوقت حضرت عکاشہ صحابی نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ سفر تبوک مین یہ جان نثار اس نیت سے حضور اقدس کے برابر آیا کہ دندان مبارک کو بوسہ دون اُسوقت حضور نے اونٹنی پر کوڑا چلایا اتفاق سے وہ کوڑا میرے مونڈھے پر آیا یہ سُنتے ہی حضرت سلمان کو ارشاد ہوا کہ فاطمہ زہرا کے گھر جاؤ وہی کوڑا وہان رکھا ہے جلد لاؤ حضرت سلمان روتے ہوئے حضرت سیدہ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ غلام آپ کام کے واسطے آیا ہے کہ جو کوڑا آپ کے یہان رکھا ہے وہ حضرت نے طلب فرمایا ہے جناب سیدہ نے اُسکا سبب استفسار کیا سلمان نے کیفیت واقعی کو عرض کر دیا جناب بتول نور دیدہ حضرت رسول مقبول اُس حال پُرملال کے دریافت ہونے سے بیقرار ہو کین

اور فرمایا کہ اے سلمان بہشت ... یہ دونوں ریحان میرے نور عینین حسنین کو ... ساتھ لیجاؤ
اور عکاشہ سے کہو کہ حضرت ... یہ حالت اور ... تیرا قصاص ان بچوں سے
لے ... [illegible]
سلمان ... لیکر حضور ... [illegible] ... عکاشہ کو سنایا انحضرت نے
جواب ... کہ میں راضی جبھی ہونگا کہ جب اپنا قصاص ذات خاص سے لونگا آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اے عکاشہ میں موجود ہوں جس قدر تیرا جی چاہے مجھ کو ... مارلے اور کسی
طرح رعایت کو اس معاملہ میں دخل نہ دے پھر عکاشہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس وقت
حضور کا کوڑا میرے بدن پر پڑا تھا میں اس وقت برہنہ تھا ... [illegible]
پھر ... [illegible]
[illegible]
و ... [illegible] ... عکاشہ ... [illegible] ... الہ
جب ... عکاشہ ... [illegible]
... [illegible] ... فرمایا کہ
خاموش رہو ... بدلہ کیونکر لیا جاتا ہے ایک ... کے عوض دوسرا ... [illegible]
ارشاد فرمایا کہ اے عکاشہ اب دیر کیا ہے جلدی کوڑے لگا تو ... [illegible]
عکاشہ نے کوڑا ہاتھ میں لیا اور ... حضور اقدس کے برابر آیا اور ... [illegible]
مہر نبوت کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری غرض اس حرکت سے
... [illegible] ... مغفرت ... مہر نبوت کو بوسہ ... [illegible] ... اللہ
جل شانہ نے میری مراد پوری فرمائی اور میں اس حیلہ سے آتش دوزخ سے بچا

اور ہول آخرت سے مخلصی پائی حضور نے ارشاد ہوا کہ اے عائشہ بیشک تو دوزخ سے
آزاد ہوا اور حاضرین سے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے عائشہ کو جنت میں میرا رفیق بنایا حاضرین
نے یہ سنکر صدا ئے تہنیت و آفرین بلند کی اور کہا یا عائشہ جزاک اللہ فی الدارین خیرا
پھر ایک شخص نے تین درم کے قرضے کا آپ پر دعوی کیا آپ نے اسے دلا دینے کا حکم کیا پھر
ارشاد کیا کہ جس کسی کا حق جسکے ذمہ ہو وہ آج اسے ادا کرے تاکہ آخرت کی ذلت و رسوائی
سے بچے پھر ایک شخص تین درم لیکر حضور میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یہ درم اس طور سے میرے ہاتھ آئے تھے کہ مال غنیمت سے میں نے [illegible] تھے آپ نے
اُن درم کو لیا اور بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اسی طرح کسی نے حالانی کی دروغ گوئی
کا اور کسی نے اور طرح کی بدخوئی کا بیان کیا آپ نے ان سب کو علم تو بہ کا دیا اور سب
کے واسطے بہ دعائے خیر دست مبارک اٹھائے اور تشریف لیجا کر حضرت عائشہ صدیقہ
محبوبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تشریف لائے

یارب صل وسلم دائما ابدا | علی نبیک خیر الخلق کلہم

جاننا چاہیے کہ حالت مرض میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچوں وقت دردولت
پر اطلاع کے واسطے آتے تھے اور آپ بشریف لیجا کر نماز با جماعت
ادا فرماتے تھے ایک روز عشا کی نماز کے وقت حضرت بلال حسب دستور حضور کے دولتسرا
پر حاضر ہوئے اور عرض کیا الصلوۃ یا رسول اللہ آپ اسوقت بسبب شدت مرض کے باہر
تشریف نہ لا سکے اور بلال کو حکم دیا کہ ابوبکر سے کہدے کہ مسجد میں جائیں اپنی امامت
کے ساتھ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت بلال حضرت صدیق کے حضور میں حاضر ہوئے اور
عرض کیا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسجد میں جاؤ اور

امامت کرکے لوگون کو نماز پڑھاؤ یہ مضمون مصباح النبوت کا ہی اور احیاء العلوم مین
بروایت ابو داؤد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے تصریح یون آیا ہی حضرت
بلال کہتے ہین کہ جب مین یہ حکم پاکر در دولت سے باہر آیا تو حضرت عمر کو مع چند صحابہ کے کہ
جنمین حضرت صدیق اکبر نہ تھے وہان موجود پایا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مزاج اقدس کی کیفیت اُنسے بیان کرکے کہا کہ آپ مسجد مین تشریف لیجائین اور لوگون کو
نماز پڑھائین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے امامت پر کھڑے ہوکر نماز کے لیے
اللہ اکبر کہا چونکہ حضرت عمر کی آواز بلند تھی اسوجہ سے انکے اللہ اکبر کی کہنے کی آواز
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک مین پہونچی فرمایا ابوبکر کہان ہین عمر کے آگے کھڑے
ہونے کو خدا مانے گا نہ مسلمان اس جملے کو تین بار تکرار ارشاد فرمایا اور تاکید یہ حکم
سنایا کہ ابوبکر سے کہو کہ مسجد مین جائین اور لوگون کو نماز پڑھائین حضرت عائشہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکر بڑے نرم دل اور رقیق القلب ہین جب محراب کو حضور سے
خالی پاوینگے تو گریہ وزاری اُنپر طاری ہوگی اور تاب مفارقت نہ لاوینگے فرمایا کہ تم لوگ
بھائی یوسف کے ساتھ والے ہو ابوبکر سے کہو کہ جلد آئین اور نماز پڑھائین حضرت عبد اللہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے صحیح روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی نماز پڑھانے کے
بعد حضرت ابوبکر صدیق نے نماز پڑھائی یعنی وہ نماز حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پھر دہرائی اللہ اکبر یہان سے حضرت ابوبکر کے مرتبہ کو غور کرنا چاہیے کہ جب آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت ابوبکر صدیق کے ہوتے ہوے حضرت عمر فاروق کا امامت کرنا
پسند نہ آیا اور انکی پڑھائی ہوئی نماز پر حکم دہرانے کا فرمایا تو اور کسی کا کیا ذکر ہی حضرت
عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین نے جو اپنے باپ حضرت ابوبکر کی طرف سے نماز پڑھانے کا

عذر کیا تھا اسکا سبب یہ تھا کہ وہ دنیا کی طرف راغب نہ تھے اور خلافت میں اندیشہ اور
خطرہ بہت تھا اور یہ بھی خوف تھا کہ لوگ کبھی اس بات کو پسند نہ کرینگے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیات ہی میں کوئی دوسرا شخص آپ کی جگہ نماز پڑھائے اور یہ بھی خیال تھا کہ حضرت
ابو بکر کے نماز پڑھانے سے لوگ حسد کرینگے اور انسے سرکش ہو جاینگے اور انکے نسبت غلط
زبان پر لاینگے مگر اللہ پاک تعالے نے میرے خیال کو غلط کر دیا اور جس بات کا مجھے ڈر تھا
اسی سے انکو صاف بچا لیا منقول از مدارج النبوت میں روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق حسب الارشاد
محبوب رب العباد امامت کے واسطے کھڑے ہوئے اور محراب پر نگاہ پڑی اور اس جگہ کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی پایا تو صبر و ضبط نہ کر سکے اور اسقدر روئے کہ گر پڑے
اور بیہوش ہو گئے اسوقت در و دیوار انسان حیوان فلک و ملک وحوش طیور سبھی
آوازہ حسرتا و مصیبتا کی آتی تھی صدا گریہ و زاری آہ و بیقراری کی زمین سے تا عرش بریں
جاتی تھی جب اس ہنگامہ حشر خیز کا شور آپ کے سمع مبارک میں آیا تو آپ نے آنکھ کھول کر
حضرت فاطمہ زہرا سے استفسار فرمایا کہ یہ کیا غوغا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اصحاب بیچ
اندوہ فراق میں نالہ و گریان ہیں اور آپ کے سوز مفارقت سے سبھوں کے دل بریان
بدریافت اس حال پر ملال کے آپ براہ شفقت مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے
لوگو اب میں تمسے عنقریب جدا ہوتا ہوں اور تمکو خداوند تعالی کے سپرد کرتا ہوں تمکو لازم
ہے کہ بدل و جان خداے دو جہان کی اطاعت و فرمان برداری میں رہو اور کوئی کام
اسکی مرضی کے خلاف نہ کرو اور جو کوئی اس دنیا میں آیا ہے نبی ہو یا ولی انسان ہو یا
حیوان صغیر ہو یا کبیر خاص ہو یا عام سبھی کو جام موت ضرور پلایا ہے بجز ذات
پاک پروردگار کسی کو بقا نہیں کوئی ذی روح اسکا ذائقہ چکھنے سے بچا نہیں سو

اَلمَوتُ کَاسٌ کُلُّ اُنَاسٍ شَارِبُہٗ | اَلقَبرُ بَابٌ کُلُّ اُنَاسٍ یَدخُلُہٗ

فائدہ جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت مرض الموت مین مسجد شریف مین تشریف لاتے تھے اصحاب کبار کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے تھے مگر جب آپ پر شدت مرض نے زیادہ غلبہ کیا تو آپ نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا چنانچہ تین روز حضرت صدیق نے نماز پڑھائی اور اس اثنا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک وقت حضرت صدیق کے پیچھے نماز پڑھنے کی نوبت آئی اور مشکوٰۃ شریف کی شرح مین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بجز حضرت ابوبکر صدیق کے اپنی امت مین سے کسی کے پیچھے نماز نہین پڑھی سوا ے ایک رکعت کے کہ ایک سفر مین حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے پڑھی تھی اور اسی شدت مرض مین کہ روز پنجشنبہ کا تھا آپ نے چاہا کہ ایک کتاب یعنی وصیت لکھیں پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا کہ لاؤ شانہ بکری کا کہ لکھوں ابوبکر کے لیے ایک کتاب یعنی خلافت نامہ پھر ارشاد فرمایا حضرت عبدالرحمٰن نے چاہا کہ جائین اور سب طلب شانہ بکری کا لائین کہ اس اثنا مین پھر ارشاد ہوا کہ کچھ حاجت نہین خدا اور مومن نہین اختلاف کرینگے ابوبکر کے حق مین یعنی بالاجماع سب اتفاق کرینگے انکی خلافت پر اور دوسری حدیث صحیح مسلم شریف مین وارد ہی عَن عَائِشَۃَ قَالَت قَالَ لِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فِی مَرَضِہٖ اُدعِی لِی اَبَا بَکرٍ اَبَاکِ وَاَخَاکِ حَتّٰی اَکتُبَ کِتَابًا فَاِنِّی اَخَافُ اَن یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَیَقُولُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا یَاْبَی اللّٰہُ وَالمُؤمِنُونَ اِلَّا اَبَا بَکرٍ رَوَاہُ مُسلِمٌ (ترجمہ) اور روایت ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے کہ ارشاد کیا مجھسے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت مین

اور کہا کہ میرے پاس ابو بکر کو کہ تیرا باپ ہے اور بلا اپنے بھائی یعنی عبد الرحمن کو تاکہ حکم کروں میں
خلافت نامہ لکھنے کا اسواسطے کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ کوئی آرزو کرے آرزو کرنے والا اپنے
خلافت کی بر تقدیر نہ لکھنے کے یعنی بسبب پاس نہ ہونے سند خلافت کے اور ڈرتا ہوں اس بات
پر کہ کہے کوئی کہنے والا کہ میں مستحق ہوں خلافت کا حالانکہ نہیں ہے مستحق خلافت کا سوا
ابو بکر کے اور کوئی اور نہیں چاہیگا اللہ تعالی اور مومن مگر ابو بکر کو نقل کیا اسکو مسلم نے چنانچہ حضرت
علی مرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام
شدت بیماری میں چند کلمے وصیت آمیز اپنے ارشاد فرمائے کہ جسکو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
یہ وصیت تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی کسی سے جدا ہوتا ہے فرمایا کہ اے علی تم نے سچ کہا در حقیقت اب میرے
انتقال کا زمانہ بہت ہی قریب ہے بعد اسکے اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا اور چہرہ مبارک
کا رنگ متغیر ہوا اور پیشانی انور پر عرق آیا میں نے اسوقت آپکو بہت ہی بیتاب پایا فاطمہ
زہرا آپ کا یہ حال سنکر بہت ہی گھبرائیں اور حسنین کو ساتھ لیکر روتی ہوئی حضور میں آئیں اور
کہنے لگیں کہ اے بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر فدا اور قربان اب آپ کا دیدار جہان آرا
مجھے کہاں میسر آئیگا حسنین کے حال پر نظر شفقت و مہربانی کون فرمائیگا افسوس صد افسوس کہ
فاطمہ غمخوار بیقرار اب آپ کے سخنان شیرین نہ سنیگی اور حضور اقدس کے شرف دیدار سے
محروم رہیگی ذرا آنکھ کھولیے اور مجھ ناشاد کی طرف دیکھیے آپ نے اپنے نور دیدہ جگر گوشہ کو
بیقرار دیکھکر گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بار خدایا فاطمہ کو صبر عنایت کر اور ارشاد کیا کہ اے بیٹیا تیرے
باپ پر مرض کی سخت شدت ہے آنکھ کھولکر بات کرنے میں بڑی دشواری ہے اوسوقت حضرت
علی مرتضی شیر خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہ مت روؤ اور آنحضرت کے زخم دل پر نمک نہ چھڑکو
آپ نے فرمایا کہ اے علی اسکو منع نہ کرو اپنے باپ پر رونے دو پھر حضرت امام حسن رونے

اور کہا اے جد بزرگوار ہم آپ کے غم و الم میں کیونکر صبر کریں اور حضور کے مفارقت کی برداشت
کس طرح سہیں ازواج مطہرات نے نالہ وزاری سے سب کو رلایا اور گریہ و بیقراری سے
تمام اہالیان مدینہ کو رلایا اصحاب عالی جناب زار زار روتے تھے اور کہتے تھے نہیں معلوم کہ
آپ کے بعد ہم کونسی مصیبت میں گرفتار ہونگے ایکبار پھر دیدار رسول پروردگار سے مشرف
ہونگے یا نہیں آپ کے غم فراق میں خوب جی کھول کر رولیں المختصر اصحاب کرام کی گریہ وزاری
کا ہنگامہ جو حضرت خیر البشر کے سمع مبارک میں آیا تو آپ نے آنکھ کھول کر ارشاد کیا
کہ اے لوگو صبر کرو بہترین امت کے ہو دین اسلام پر ثابت قدم رہو قرآن پاک اور عترت کو اپنا
پیشوا سمجھو اور فرمایا کہ اے لوگو گرچہ دنیا ور تمہارا ساتھ کے بعد ہوا ہے لیکن جنت میں سب سے پہلے
جاؤ گے اور وہاں سب کے آخرت حساب پاؤ گے پھر حضرت فاطمہ زہرا نے عرض کیا کہ اے بابا جان
قیامت کے دن میں آپ کو کہاں پاؤنگی فرمایا کہ جنت کے دروازے پر واسطے امت کے
کی مغفرت کے لیے استغفار کرتا ہونگا عرض کیا اگر وہاں نہ پاؤں فرمایا کہ حوض کوثر پر امت
کے پیاسوں کو پانی پلاتا ہونگا التماس کیا کہ اگر وہاں بھی نہ پاؤں فرمایا کہ صراط مستقیم کے
نزدیک عاجزی کرتا ہونگا عرض کیا کہ اگر وہاں بھی حضور کی زیارت سے بے بہرہ رہوں تو
کہاں تلاش کروں فرمایا کہ میزان کے متصل پاؤ گی ہر نیکی میزان اعمال امت کے خدا
باری میں التجا کرتا ہونگا عرض کیا کہ اگر وہاں بھی شرف ملازمت سے بہرہ اندوز نہ ہوں فرمایا کہ دوزخ
کے دروازے پر حائل رہونگا اور امت پر تیغ دوزخ کی نہ دونگا حضرت فاطمہ زہرا نے الحمد للہ شانہ کا
شکریہ ادا کیا اور کہا کہ پاک پروردگار کی کیا بڑی عنایت ہے کہ میرا پدر بزرگوار ہر جگہ شفیع امت ہے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

روایت ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام عین شدت مرض میں آپ کے حضور میں

تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے آپ پر تحفہ درود و سلام بھیجا ہے اور مزاج
اقدس کا حال پوچھا ہے فرمایا کہ طبیعت میری بہت ناساز اور ضعف سے سر اٹھانا دشوار ہے
اللہ جل شانہ عالم الغیب تو ہے ہی اپنے بندوں کے حال سے واقف کار ہے پھر دوسرے روز اسمٰعیل نام
ایک فرشتہ آیا اور جناب باری تعالیٰ کی جانب سے حضور اقدس کے مزاج کا حال دریافت فرمایا
تیسرے روز حضرت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرے حبیب کے دروازے پر جاؤ اور آپ سے
اجازت طلب کرو اگر مرضی پاؤ تو روح مطہر قبض کر لاؤ و الا جلد پھر آؤ ملک الموت یہ حکم
پاکر ہزاروں فرشتوں کے ساتھ آپ کے آستانہ شریف پر آئے اور یہ کلمات زبان پر لائے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنِ الرِّسَالَۃِ اَتَأْذَنُوْنَ لِیْ
بِالدُّخُوْلِ عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ یعنی سلام تیرا اے اہلبیت نبوت اگر اجازت پاؤں تو
حضور نبوی میں آؤں حضرت فاطمہ زہرا نے کہ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سرھانے بیٹھی تھیں جواب دیا اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ مَشْغُوْلٌ وَھُوَ یُعَالِجُ فِیْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ
یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت بحالت خود مشغول ہیں ملاقات نہ ہوگی پھر ملک الموت
نے دوسری بار اذن طلب کیا حضرت سیدہ نے پھر وہی جواب دیا اس مرتبہ حضرت ملک الموت
کو غصہ آیا اور تیسری بار بہت ہی سخت آواز سے اذن طلب فرمایا حضرت سیدہ نے
ارشاد کیا ھَدَاکَ اللّٰہُ یَا اَخَا الْعَرَبِ اِرْجِعْ اِلٰی مَنْزِلِکَ فَاِنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَشْغُوْلٌ فِیْ نَفْسِہٖ یعنی ہدایت کرے تجھکو اللہ تعالیٰ اے بھائی عرب کے
پھر جا اپنے مکان پر اسواسطے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشغول ہیں اپنی
ذات میں بسبب سختی آواز حضرت عزرائیل علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
آنکھ کھول دی اور حضرت سیدہ سے پوچھا مَنْ ھٰذَا الَّذِیْ یُحَیِّیْنَا وَ یَلِیْنُ مَعَہٗ

فَقَالَتْ یَا اَبِیْ هٰذَا الرَّجُلُ اَعْرَابِیٌّ اِسْتَاذَنَ بِالدُّخُوْلِ عَلَیْکَ
یعنی کس شخص سے تو لڑتی ہی عرض کیا کہ ایک اعرابی دروازے پر کھڑا ہی اور اندر آنے کی
اجازت چاہتا ہی ہرچند عذر کرتی ہون نہین مانتا ہی فرمایا یَا فَاطِمَۃُ مَا تَعْرِفِیْنَ
مَنْ هٰذَا الْاَعْرَابِیُّ قَالَتْ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَیْهِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّمَا هُوَ هَادِمُ اللَّذَّاتِ وَمُفَرِّقُ الْجَمَاعَاتِ وَمُعَمِّرُ
الْقُبُوْرِ وَقَابِضُ الْاَرْوَاحِ وَمُکَسِّرُ الْاَشْبَاحِ هٰذَا مَلَکُ الْمَوْتِ یُرِیْدُ اَنْ یَّدْخُلَ
اَهْلَ بَیْتِکَ بِرِحْلَةٍ مِنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَقَدْ اَمَرَ اللّٰهُ
اَنْ لَّا یَدْخُلَ عَلَی الْاٰبَاءِ ذُرِّیَّ یعنی ای فاطمہ تو نے نہین پہچانا کہ یہ کون اعرابی ہی
عرض کیا نہین یا رسول اللہ فرمایا کہ یہ مٹانے والا ہی عیش و لذات کا اور توڑنے والا
ہی جماعات کا اور ویران کرنے والا ہی گھرون کا اور بھرنے والا ہی قبرون کا اور قبض
کرنے والا ہی ارواح کا اور خراب کرنے والا ہی اشباح کا ارادہ کرتا ہی کہ گھر مین آنے اور
میری روح قبض کرکے مجھے دنیا سے آخرت کی طرف لیجائے اللہ جل شانہ نے یہ حکم میرے
ہی ذات خاص کے واسطے دیا ہی یعنی بدون میری اجازت مکان کے اندر آنے کو منع
کیا ہی حضرت سیدہ نے عرض کیا کہ مین اسکو اندر آنے کی اجازت نہ دونگی اور کسی طرح
کواڑ نہ کھولونگی کہ وہ یہان آئے اور میرے باپ کی جان قبض کر لیجائے آپ نے فرمایا ای
فاطمہ کوئی آڑ پتھر ہو یا پہاڑ دروازہ ہو یا کواڑ اسکو روک نہین سکتا ہی اللہ جل شانہ نے
مخصوص یہ عزت اور عظمت مجھی کو عنایت کی بدون میرے حکم کے اندر آنے کی اجازت
نہین دی ہی اور یہ مرتبہ کسی نبی نے نہین پایا ہی جناب باری سے یہ حکم خاص میرے ہی واسطے
آیا ہی ای فاطمہ کیا اگر یہ تیری اجازت نہ پائیگا تو نہ آئیگا بہتر ہی کہ کواڑ کھول دے

اور اندر بلالے جب آپ نے بہت تاکید کی تو چار ناچار حضرت سیدہ نے اندر آنے کی
اجازت دی ملک الموت نے حجرۂ شریف کے اندر بعد ادب داخل ہوکر کہا اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ آپ نے جواب دیا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ
یَا مَلَکَ الْمَوْتِ پھر آپ نے پوچھا کہ ملاقات کو آئے ہو یا قبض روح کا حکم لائے ہو عرض
کیا کہ تابع مرضی مبارک کا ہوں اگر ارشاد ہو تو حضور کی روح پر فتوح کو قبض کرکے
پروردگار عالم سے ملاقات کراؤں و اگر فرمائیے تو یونہیں واپس جاؤں آپ نے فرمایا
کہ تم نے جبرئیل کو کہاں چھوڑا ہے عرض کیا کہ آسمان دنیا کے سب فرشتے حضور کے غم و الم میں
ملول ہیں اور جبرئیل انکے ساتھ اس ماتم میں مشغول ہیں فرمایا کہ پہلے یہ کام کرو کہ جناب
باری سے اجازت لیکر جبرئیل علیہ السلام کو مجھے جلد بلا دو جیسے ہی آپ نے فرمایا ویسے
ہی جناب احدیت سے جبرئیل کے نام آپ کے حضور میں حاضری کا حکم آیا حضرت جبرئیل
علیہ السلام روتے ہوے حضور اقدس میں حاضر ہوے آپ نے انھیں دیکھکر ارشاد فرمایا
کہ اے دوست تو نے مجھے بوقت تنہا چھوڑا اور میری رفاقت سے منھ موڑا عرض
کیا کہ حضور اعلی میں جناب احدیت سے بشارت لایا ہوں فرمایا کہ کیا بشارت ہے کہا کہ
اللہ جلشانہ نے تحفہ درود و سلام کے بعد فرمایا ہے کہ میں نے آج آتش دوزخ کو بجھا دیا ہے
اور جنت کو سر نو سے آراستہ کیا ہے حور و قصور کو حضور کا اشتیاق ہے شوق زیارت
ما لا یطاق ہے غلمان مع ساز و سامان جنانی بحکم ربانی حضور کی خدمت گذاری کے واسطے
حاضر بسر انتظار ہیں اور ایسے ایسے سامان ضیافت مہیا و تیار ہیں کہ کبھی کسی آنکھ نے
دیکھا اور نہ کبھی کسی کان نے سنا فرمایا کہ جناب احدیت کی عنایت بنہایت کا بہر حال
شکر گذار ہوں لیکن اپنی امت کے اس غم و الم میں گرفتار ہوں کہ قیامت کے دن

نہ دیکھا جائے کیا معاملہ انکے ساتھ پیش آئے ایسا نہو کہ میری امت کا کوئی شخص دوزخ مین
ڈالا جائے جبرئیل امین کے نام حکم آیا کہ میرے دوست سے کہو کہ اطمینان فرمائین اور کسی طرح کا
اندیشہ امت کی جانب سے اپنے دل مین نہ لائین آپ کی امت کا جو شخص ہمیشہ معصیت مین
مبتلا رہیگا اور فقط ایک ہی سال مرگ سے پیشتر توبہ کریگا اسکے سب گناہ معاف فرماؤنگا
بلا حساب جنت مین پہونچاؤنگا فرمایا کہ موت کا حال کسی کو معلوم نہین شاید ایک برس
پیشتر توبہ میسر نہ آئے حکم آیا کہ جو شخص ایک مہینہ پیشتر بصدق دل توبہ زبان پر لائیگا ضرور
بخشا جائیگا فرمایا کہ ایک مہینہ بھی بہت ہے اسی طرح نوبت بنوبت ارشاد ہوا کہ جو شخص
ایک ہفتہ ایک روز ایک گھڑی حتی کہ ایک ساعت مرگ سے پیشتر بہ نیت خالص
توبہ کریگا تو کوئی مواخذہ اسکے ذمہ باقی نہ رہیگا فرمایا کہ ایک ساعت بھی بہت
ہے فرمان آیا کہ آپ کی امت سے جو کوئی دم مرگ گناہوں کے خیال سے نادم ہوکر اشک
حسرت و ندامت اپنی آنکھوں سے بہائیگا وہ بخشا جائیگا اگر مسلمان با ایمان کو یہ بھی نعمت
ہاتھ نہ آئیگا تو اُسے صرف اپنی رحمت اور آپ کی شفاعت سے بخشونگا کہ اُمۃ
مُحمدٍ اُمۃٌ مُذنبۃٌ وانا ربٌ غفورٌ مین نے خود ہی انکی شان مین فرمادیا ہے اور انکی مغفرت
کا وعدہ خود ہی کرلیا ہے جب جناب باری سے یہ حکم آیا تو آپ بستہ تجزیں ہوے
اور امت کی طرف سے اپنے دل مبارک کو مطمئن پایا اور فرمایا کہ اے بھائی جبرئیل اب
مجھے دو باتون کی آرزو ہے اول تو اللہ جل شانہ نے مجھسے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت
کو بسبب شامت اعمال کے عذاب ونیوی سے مثل پہلی امتون کے سنگ باران ومسخ ہونے وغیرہ
سے بچائے اور دوسرے ہر ہفتے مین شب جمعہ اور شب دوشنبہ کو مجھے اعمال امت سے
اطلاع ہوتی رہے کہ جو اعمال انکے نیک اور اچھے پاؤن شکر حمد الٰہی بجالاؤن اور برے

کسی کے اعمال بد پاؤں تو اسکے واسطے استغفار کے برائے مغفرت جناب احدیت مین ہاتھ اٹھاؤں غرضکہ جب اللہ جل شانہ نے یہ وعدہ بھی آپ سے فرمالیا تو آپ نے ملک الموت کو اپنے نزدیک آنے اور قبض روح کرنے کا حکم دیا

یا رب صل وسلم دائماً ابداً	علی نبیک خیر الخلق کلہم

آپ کی اجازت سے ملک الموت کا آپ کے نزدیک انا اور روح پر فتوح کو قبض کر لیجانا

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ثم دنی الیہ ملک الموت منادیاً و منتظراً الی اذنہ وبین یدیہ رکوۃ فیہا ماء یعنی پھر قریب ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک الموت اور ادب سے بیٹھے اور اجازت کے منتظر ہوئے اور ملک الموت کے ہاتھ مین ایک پیالہ تھا پانی سے بھرا ہوا وہ آپ کے حضور مین رکھ دیا آپ اپنا دست مبارک اُس پانی مین ڈالتے تھے اور دونوں ہاتھ چہرہ نور پر ملتے تھے اور فرماتے تھے اشہد ان لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات یعنی گواہی دیتا ہوں مین کہ نہین کوئی معبود برحق مگر اللہ تحقیق کہ موت کے واسطے سختی ہی آپ کا یہ حال دیکھکر حضرت سیدہ نے واویلا کیا اور کہا افسوس کہ اسقدر سخت تکلیف ہو میرے پدر بزرگوار رسول پروردگار پر جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا کرب علی ابیک بعد الیوم یعنے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ جو سختی و تکلیف آج تیرے باپ پر ہے پھر کبھی نہ ہوگی اور ایک روایت مین ہے کہ ملک الموت نے پھول گلاب کا آپ کو دیا آپ اُسے سونگھنے جاتے تھے اور حال آپ کا متغیر ہوتا جاتا تھا آپ کی نور دیدہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا بار بار پیتابانہ اور گریہ وزاری کرتی اور کہتی تھین کہ ہائے

آج مدینہ خراب و ویران ہوتا ہی ہائے آج اس دار فنا سے ملک بقا کو سلطان دوجہان رحلت
ہوتا ہی آپ نے اُس حالت مین حضرت سیدہ کا ہاتھ لیکر اپنے سینہ مبارک پر رکھ لیا اور آنکھین
بند کرلین لوگ نے سمجھے کہ روح پر فتوح نے قالب مطہر سے پرواز کی حضرت خاتون جنت نے
بیتاب ہو کر آپ کو پکارا کہ ای بابا جان میری جان آپ پر قربان آپ نے کچھ جواب نہ دیا حضرت
بتول زہرا زار زار بیقرار روتی تھین اور کہتی تھین ای پدر مہربان ای سلطان دوجہان ذرا آنکھ
کھولیے اور میری طرف دیکھیے اور کچھ بات کیجیے آپ نے آنکھ کھولکر فرمایا یا فاطمۃ اُدنی مِنّی فدنت
مِنہ فقبّلہا یعنی ای فاطمہ قریب ہو مجھسے پس قریب ہوئین وہ آپ سے آپ نے
براہ کمال شفقت انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور تسکین خاطر کے واسطے کچھ انکے کان مین کہدیا
حضرت سیدہ خوش ہو کر ہنسنے لگین مصابیح مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا
سے پوری روایت یون ہی حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ ایک روز ہم سب بیبیان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اقدس مین حاضر تھین کہ حضرت فاطمہ زہرا تشریف لائین
آپ نے انھین دیکھکر کہا مرحبا ای نور دیدہ پھر انھین اپنے نزدیک بٹھلایا اور انکے
کان مین کچھ ارشاد فرمایا تو حضرت فاطمہ غمگین ہو کر رونے لگین پھر آپ نے انھین غمگین دیکھکر
دوسری بار سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگین حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین نے فاطمہ سے
پوچھا کہ حضرت نے تم سے کیا سرگوشی کی جواب دیا کہ مین آپ کا راز ظاہر نہین کرسکتی پھر
حضرت کے انتقال کے بعد مین نے انسے بقسم اُس سرگوشی کا حال استفسار کیا تو یہ جواب دیا کہ اب
اسکے بیان کرنے مین کچھ مضائقہ نہین اول بار حضرت نے جو مجھسے سرگوشی کی تھی تو یہ فرمایا تھا
کہ ہر سال ایکبار جبرئیل مجھسے قران پاک کا دور کرتے تھے اور امسال دوبار دور کیا ہی
اس سے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ سال آئندہ مین مین نہ رہونگا مین یہ سنکر رونے لگی پھر

دوسری بار آپ نے میرے کان مین فرمایا کہ میرے اہلبیت سے سب سے پہلے تو ہی میرے
پاس آئیگی تو خدا سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا مین تیرا بہتر پیشوا ہون اور کیا تو اس سے
راضی نہین کہ بہشتی عورتون کی سردار ہے مین یہ سنکر خوش ہوئی اور ہنسنے لگی تمام ہوا
فائدہ مصالح کا پھر آپ نے نور عین حضرات حسنین کی طرف دیکھا اور اپنے نزدیک بلایا
اور دونون صاحبزادون کو پیار کیا اور سینے سے لگایا صاحبزادگان عالی تبار اپنے جد
بزرگوار کا حال زار دیکھکر رونے لگے صاحبزادون کی گریہ وزاری آہ و بیقراری سے ماتم
عظیم برپا ہوا حتی کہ دونون شہزادے روتے روتے بیخود ہوکر سینہ مبارک پر گر پڑے
بعد ازان آپ نے براہ فرط محبت حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف دیکھا وہ روتین اور
کہنے لگین وا فرقتاہ وا کرباہ یا نبی اللہ یعنی افسوس ہے آپ کی جدائی کا یا نبی اللہ
کہ آپ نے دار بقا کو اختیار کیا اور اس دار فنا مین مجھے تنہا چھوڑدیا پھر آپ نے بنظر شفقت
و محبت تمام اہلبیت نبوت کی طرف دیکھا سب نے آپ سے بکمال بیقراری اور بگریہ وزاری
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہمسے تشریف لیے جاتے ہین اور ہمکو کسے سپرد فرماتے ہین
فرمایا کہ مین نے تمکو اللہ جلشانہ کے سپرد کیا اور اسی محافظ حقیقی کی نگہبانی مین چھوڑدیا
تمکو لازم ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری مین حاضر و مشغول رہو اور اسکے
احکام کو ہر کام مین مقدم سمجھو بعد اسکے اپنا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا کے زانو پر رکھا اور بنظر شفقت و مکرمت انکی طرف دیکھا اور ملک الموت
کو قبض روح کی اجازت دی حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کے نزدیک آئے اور
سر مبارک کے قریب بیٹھے پھر تو سکرات موت کی آپ پر اسقدر شدت ہوئی کہ چہرہ مبارک
کا رنگ سرخ اور کبھی زرد ہو جاتا تھا اور وہ پیالہ پانی کا بھرا ہوا سامنے رکھا تھا آپ

بار بار اپنا دست مبارک انہیں ڈالتے تھے اور چہرہ انور پرمس فرماتے تھے اور ارشاد کرتے تھے کہ ای ملک الموت جان کے نکلنے مین بڑی سختی ہوتی ہی ملک الموت عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ جس آسانی سے مین حضور کی روح مطہر کو قبض کر رہا ہون اس آسانی سے مین نے کبھی کسی کی روح کو قبض نہین کیا ہی اور نہ اس کام مین کبھی طرح کی رعایت کو کسی کے ساتھ دخل دیا ہی فرمایا کہ ای ملک الموت میری امت پر جانکنی کے وقت جسقدر سختی اور شدت ہو وہ آج مجھپر کرلینا اور کسی طرح کی تکلیف حالت نزع مین میری امت کو نہ دینا سبحان اللہ کیا شفقت کیا عنایت بعنایت ہی کیا لطف و کرم کیا انعام تم کیا محبت بیحد و بے نہایت ہی

عَلیٰ نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ		یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

آخرکار جب حضرت رسول مختار متوجہ بقاے پروردگار ہوے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے رخصت ہوے اور کہا السلام علیکم یا حضرت محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم اب آج سے آنا میرا اس دنیا مین برسالت نہ ہوگا اسواسطے کہ سلسلہ وحی الہی کا آپ ہی کی ذات بابرکات تک تھا اب منقطع ہوگیا پھر ملک الموت نے اپنا ہاتھ تمام بدن مبارک پر پھیرا اور کہا یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی اِلیٰ رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی ای جان آرام پکڑنے والی بیچ ذکر کے ساتھ تو نعمت پر شاکر تھی اور محبت مین صابر پھر آ دنیا سے اپنے رب کے وعدہ گاہ کی طرف اس حال مین کہ پسند کرنے والی ہی تو وہ جو کہ تجھے دیا ہی پسند کی گئی ہی تو خدا کے نزدیک پس نکل گئی روح مطہر جسم معطر سے اور داخل ہوے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار عالم کی رفاقت مین اور قرار پکڑا آپ کی روح پرفتوح نے علیین کے درجہ اعلی مین اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

آپ کے انتقال فرمانے سے جیسا کچھ مدینہ تیرہ و تار ہوا اور ساری دنیا بے رونق و تمام
جہان ویران اور اُجاڑ ہوا وہ ظاہر ہی ہر شخص اس سے ماہر ہے اصحاب کرام کی بیقراری
و اہلبیت رسالت کی گریہ و زاری کا حال رقم کرنے سے قلم کا جگر پھٹا جاتا ہے اس سانحہ
حشر خیز و حادثہ جگر ریز کے اظہار و بیان سے راقم آثم کا کلیجہ منہ کو آتا ہے جناب سیدہ نور دیدہ
حضرت مصطفی اور حضرت عائشہ محبوبہ صدیقہ کے نالہ و فریاد سے ساری زمین و زمان مکین و
مکان فلک و ملک بہشت و رضوان حور و غلمان سبھی بیقرار تھے عجیب طرح کے رنج و غم میں
گرفتار تھے بعض عاشق زار اس غم و الم میں گویائی سے بیکار اور بعض ہوش و حواس باختہ
عاجز و زار ہوے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ عالم بیخودی میں فرماتے تھے
کہ جس کسی کی زبان سے سنونگا کہ آپ نے انتقال کیا اُسے زندہ نہ چھوڑونگا جناب امام
حضرت غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں اعادہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کے انتقال کی خبر پائی تو درود شریف پڑھتے ہوے حجرہ مبارک
میں داخل ہوے آنکھوں سے آنسو جاری آثار غم چہرہ مبارک پر طاری ہچکی کی آواز
دانتوں کی رگڑ سے سنائی دیتی تھی آتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑے اور
چہرہ مبارک کو کھول کر پیشانی انور اور رخسار مطہر پر بوسہ دیا اور چہرہ مقدس پر ہاتھ پھیرا
اور کمال بیقرار رہتے بحالت گریہ و زاری فرماتے تھے اَبِیْ وَاُمِّیْ فِدَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اور فرماتے تھے کہ عالم حیات میں بھی آپ اچھے رہے اور بعد ممات بھی آپ کے انتقال فرمانے
سے وہ بات ختم ہوگئی جو کسی پیغمبر کے انتقال کرنے سے ختم نہیں ہوئی تھی یعنی عہدہ نبوت
و نزول وحی الٰہی یہ دونوں مرتبے آپ کی ذات بابرکات پر ختم ہوگئے آپ کا مرتبہ تعریف
سے زائد اور رونے سے برتر ہی آپ خاص ہوے تو ایسے کہ تمام مسلمان با ایمان سکے

رنجون کے ضامن ہوگئے اور عام ہوئے تو ایسے کہ ہم سب آپ کے باب مین برابر ہین
یعنی آپ کی رسالت تمام خلق اللہ کے واسطے یکسان ہی اگر آپ کی موت آپ کے اختیار
سے نہ ہوتی تو ہم اس غم مین اپنی جانین آپ پر فدا کرتے واگر آپ ہمکو رونے سے منع نہ
فرماتے تو ہم اس رنج والم مین اسقدر روتے کہ آنکھون مین بینائی باقی نہ رہتی الٰہی اپنے
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مین ہماری یہ عرض حاجات پہونچا دے اور اے حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیک آپ ہمکو پروردگار عالم کی جناب مین یاد رکھین اور اپنے دل
مبارک سے فراموش نہ کرین آمین بحرمت طٰہٰ ویٰسین حاصل کلام حضرت خیر الانام نے تریسٹھ
برس کی عمر مین بروایت مشہورہ ماہ مبارک ربیع الاول کی بارھوین تاریخ کو اور بروایت
صحیحہ معتمدہ دوسری تاریخ ماہ مذکور کو دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت ہجرت کے گیارھوین
سال وفات پائی اور انتقال فرمانے کے تیسرے روز بسبب کثرت نماز کے
چہارشنبہ کے دن مدفون ہونے کی نوبت آئی آپ کا پہلا غسل آب خالص سے اور
دوسرا غسل پانی اور بیری کی پتی سے اور تیسرا غسل پانی اور کافور سے تھا اور کفن مبارک
مین تین کپڑے سفید تھے یعنی دو چادرین اور ایک پیراہن اخبار مین حضرت علی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہی کہ آپ کی وفات شریف کے بعد نعش مبارک
سے یہ معجزہ وقوع مین آیا تھا کہ جس عضو کو ہم غسل دینے کے واسطے بدلنا چاہتے
تھے تو ہمکو ذرا بھی دقت نہ ہوتی تھی وہ عضو شریف خود ہی بدل جاتا تھا غرض کہ
مختصر احوال آپ کے انتقال شریف کا بیان قلمبند کیا ہی بخیال اختصار اس رسالہ
مین زیادہ طوالت کو دخل نہین دیا ہی جن حضرات کو اس سے زیادہ آپ کی وفات
شریف کا حال دیکھنا اور دریافت کرنا منظور رہو وہ رسالۂ مصباح النبوۃ

سیدنا پیر و مرشدی و مربی قبلہ و کعبہ مطلق برگزیدہ بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمد الله قادری الملقب بشیر الدین علیہ الرحمۃ کو بھیجا گیا تھا تو حضرت ممدوح نے خوب ہی مسرت کے ساتھ لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں تحریر فرمایا اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے طفیل و تصدق میں اس بندۂ گنہگار سراپا عیب و شرمسار عاجز و مسکین محمد سراج الیقین عفی عنہ کا یہ تحفہ متبرکہ کا ثواب پہنچیو اور اپنے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر سایہ مغفرت پائیں جگہ دیجیو آمین یا رب العالمین بحق محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

مثنوی شعر بر تاریخ تصنیف میلاد شریعت از ارشاد و قدوۃ السالکین جناب حافظ شاہ سراج الیقین عم فیوضہ مصنفہ محمد امیر احمد بلگرامی متخلص بہ امیر متلمذ جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز متخلص دام ظلہ

بنام خدا ے کہ جان داد او — تن و توش و تاب و توان داد او

زبان و بیان داد و ہم عقل و ہوش — ہمہ چیز داد او چہ چشم و چہ گوش

دل و دیدہ را کرد روشن بدین — بنور جمال سراج الیقین

سراج الیقین عالم افروز شد — شب ظلمت شک از و روز شد

سراج الیقین آفتاب ہدے — بعرفان و ایقان بود رہنما

از و کرد نور ہدایت ظہور — رسیدہ فروغش بنزدیک و دور

بدل نقش اثبات اللہ بست — عجب تازہ نقشے بکرسی نشست

نهانی بود بهره بر زین جناب — شود حاصل از درگهش فتحیاب
امیر ارشوی بر ورقش جای گیر — بگو بیشتر مرده که نعم الامیر
بکلام خدا دُر او بر زبان — ز تسلیم الهی بود تر زبان
تجلیست دریا دحق جوش زن — پر از معرفت خالی از خویشتن
دلش مخزن علم و راز نهان — زبانش ز اسرار حق ترجمان
نجات الله آن شاه عرش آشیان — بود جد این مقتدای زمان
امیر الله آن معرفت دستگاه — که در ملک دنیا و دین بود شاه
بود از نیاکان بنای دگر — کز آن ماه این نور شد جلوه گر
کنون در جهان این خجسته صفات — کند رهبری در طریق نجات
گل روضهٔ شاه حمدانی است — عدیم المثال است لاثانی است
پدر آنچنان و پسر این چنین — زمانه بشاد از آن و با این
فروزندهٔ مجلس کاملان — سراج الیقین شمع این دودمان
سر مرقد این بزرگان دین — کند شمع روشن سراج الیقین
توکل بنا آتش بود مدح سنج — قناعت از و پای دارد بگنج
صفات رضا شیمهٔ ذات اوست — به تسلیم بودن ز عادات اوست
بتوحید یزدان ز خود در گذشت — رسیده بالا و لا در نوشت
رقم نامهٔ تو بمیلاد کرد — دل و جان صاحب دلان شاد کرد
چو نیسان گهر ریز شد خامه اش — چه عمان دُر ریز شد نامه اش
به تصنیف میلاد خیر البشر — سبب سی ریخت در کام جانها شکر

بمیلاد حسن در زبان بر کشاد — بنعت حبیب سخن کرد یاد

زبانم سالوست ودل شاد شد — بارشاد آن صاحب ارشاد شد

برین گفتگو — برین قال وقیل — شد احسنت احسنت خوان جبرئیل

چگویم عجب نسخهٔ کیمیاست — مس قلب اهل جهان زر طلاست

چو این نامه از خامه اش شد تمام — بمیلاد سرور علیه السلام

امیر الله الله در نظم سفت — دو تاریخ در ضمن یک بیت گفت

سراج یقین گرد روشن جهان
۱۳۰۶ھ
ز میلاد نعت ختم مرسلان
۱۳۰۶ھ

ایضاً تاریخ طبع میلاد شریف

نسخهٔ میلاد پاک سرور دین طبع گشت — مستفید آمد ازو در گیتی عقول اهل دین

این بیان و این بیان چه عالمیست بی ریب و گمان — مستند شد اهل ایمان وقبول اهل دین

خرمن حسن عمل بهر مصنف جمع شد — زین چه به باشد بنام از حصول اهل دین

مصرع تاریخ طبعش زد رقم کلک امیر
طبع شد حالات میلاد رسول اهل دین
۱۳۰۶ھ

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

عاشقان روے احمدی اور شائقان محافل میلاد مصطفوی کو نوید مسرت افزا
که اس زمان برکت اقتران میں ذخیرہ روایات مولد شریف مجموعۂ حکایات منیف

حضرت احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ابتدا سے تا انتہا مرتب ہوا اور جو لطف و خوبی
اور طرز خوبی مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہے موسوم بہ نجات المشتاقین معروف بہ تواریخ احمدی
مولفہ عالم باعمل ماہر اکمل صاحب احوال سنیہ مالک مقامات علیہ شیر اوج علم و یقین
شہسوار میدان دین شیفتہ جمال حضرت سید المرسلین مولوی محمد سراج الیقین
صاحب جسمین تمامی حالات سرور کائنات کا ذکر بتمامہ معتبر کتابون سے انتخاب کر
بتفصیل مندرج ہوا ہے مثل اسماے احمد اور آنحضرت و بیان نور کمال السرور و بیان ولادت
باسعادت و احوال رضاعت با برکت و دیگر حالات با عظمت و بیان رحلت حضرت
بی بی آمنہ والدۂ آنحضرت و حضرت عبد المطلب و وصیت حضرت عبد المطلب بہ حضرت
ابو طالب براے پرورش آنحضرت و ذکر نکاح آنحضرت با حضرت خدیجہ علیہما السلام و بیان
نزول وحی و احوال بعثت و ذکر دعوت اسلام و تذکرہ ایمان اصحاب کرام و بیان معراج
و تذکرہ ہجرت و احوال اسلام حضرت عبد اللہ بن سلام و حضرت سلمان فارسی علیہم السلام
و حالات غزوات آنحضرت بالتفصیل و بیان وفات شریف الغرض یہ نادر کتاب بہزاران
حسن و خوبی بمزید اہتمام و احسن انتظام مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت
جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ اکتوبر ۱۸۹۶ع
مطابق ماہ جمادی الاولی ۱۳۱۴ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر سرور افزاے
دلہاے مومنین اور شرح محافل میلاد حضرت ختم المرسلین ہوئی

اعلان

